بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۃ اللہ

مفتی محمد امین

TABLIGH UL ISLAM
INTERNATIONAL

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط

خلیفۃُ اللّٰہ

تصنیف

فقیہِ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین مدظلہ العالی
آستانہ عالیہ محمد پورہ شریف فیصل آباد

ناشر

تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل
سیکنڈ فلور پی بی ٹاور 54 جناح کالونی فیصل آباد
فون: 041-2602292 www.tablighulislam.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	خلیفۃ اللہ
مصنف	فقیہ العصر علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی
نظر ثانی	محمد بلال قادری نقشبندی
ڈیزائن	عدیل الرحمٰن اطہر 0340-6931002
اشاعت	اوّل
تعداد	1100
صفحات	460
پرنٹر	البغداد پرنٹرز مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد 041-8788807
ناشر	تحریک تبلیغ الاسلام (انٹرنیشنل)

ملنے کا پتہ

تحریک تبلیغ الاسلام (انٹرنیشنل) 11 فلور بی سی ٹاور ۴۲ ۔ جناح کالونی، فیصل آباد 041-2602292

مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ، فیصل آباد 041-2637239

مکتبہ صبح نور، جامع مسجد خضریٰ پیپلز کالونی، فیصل آباد 041-8730834

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

-	خلیفہ کا معنی	۱۷
-	تقسیم ابواب	۲۳
-	خلیفۃ اللہ رحمتِ کائنات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات و کمالات	۲۵
۱	بے ادب کا ہاتھ منہ تک نہ جا سکا	۲۵
۲	بے ادب کا منہ ٹیڑھا ہو گیا	۲۶
۳	سانگ لگانے والے کا منہ ٹیڑھا ہو گیا	۲۷
۴	گستاخِ رسول کو زمین نے قبول نہ کیا	۲۷
۵	مری ہوئی بیٹی زندہ ہو گئی	۲۹
۶	آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر درخت بھاگتا ہوا حاضر ہو گیا	۳۰
۷	زبان پاک سے دعا فرمائی تو دیوانہ بچہ تندرست ہو گیا	۳۱
۸	دعاء سے دیوانہ بچہ صحت مند ہو گیا	۳۲

۳۴	زبان مبارک کے حکم سے بچہ تندرست ہوگیا	۹
۳۶	بچے کا جلا ہوا ہاتھ آبِ دہن کی برکت سے فوراً ٹھیک ہوگیا	۱۰
۳۷	کٹا ہوا بازو آبِ دہن کی برکت سے ساتھ جڑ گیا	۱۱
۳۷	کھاری کنویں میں آبِ دہن ڈالنے سے وہ کنواں ہمیشہ کے لیے میٹھا ہوگیا	۱۲
۳۸	صرف نام بدلنے سے پانی میٹھا ہوگیا	۱۳
۳۹	کمزور اُونٹ گلی مبارک کی برکت سے دوڑنے لگ گیا	۱۴
۴۰	زبان حق ترجمان سے دعا نکلی تو موسم ہی تبدیل ہوگیا	۱۵
۴۱	زبان مبارک سے دعاء کی تو مولی علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے سردی، گرمی بھاگ گئی	۱۶
۴۲	صحابی کا نام سفینہ رکھنے سے وہ سات اُونٹوں کا بوجھ اُٹھا لیتے	۱۷
۴۳	سرکار کی دعاء سے ۹۳ سال تک جوان رہے ایک بال بھی سفید نہ ہوا	۱۸

۱۹	بوڑھے یہودی نے محبت سے داڑھی مبارک کوصاف کیا تو سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا سے وہ جوان ہوگیا	۴۴
۲۰	زبان حق ترجمان سے درخت کو بلایا تو وہ زمین چیرتا ہوا حاضر ہوگیا پھر حکم لے کر واپس چلا گیا	۴۵
۲۱	سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے درخت چل کر حاضر ہوگیا پھر حکم کے ماتحت واپس ہوا	۴۶
۲۲	سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھجور کے درخت سے اس کا خوشہ حاضر ہوگیا	۴۷
۲۳	آب دہن مبارک لگانے سے سیدنا حارث بن اوس کی ٹانگ اور سر بالکل ٹھیک ہوگئے	۴۸
۲۴	ڈوبا ہوا سورج واپس آتا ہے	۴۹
۲۵	عتیبہ بن ابولہب کی گستاخی پر زبان حق ترجمان سے دعا نکلی تو اس گستاخ کو شیر نے چیر پھاڑ دیا	۵۳
۲۶	کھانے پر کچھ زبان پاک سے پڑھا تو کھانا ختم نہ ہوا	۵۵

۲۷	سراقہ کے لیے دعا جلال فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا	۵۸
۲۸	کنویں میں کلی ڈالی تو پانی ختم ہوتا ہی نہیں تھا	۶۱
۲۹	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی وہ فوراً مسلمان ہوگئی	۶۱
۳۰	دم کرنے والے پر ایسا دم فرمایا کہ وہ انہیں کا ہو کر رہ گیا	۶۳
۳۱	تھوڑے کھانے پر برکت کی دعا فرمائی اور سب نے توشہ دان بھر لیے	۶۵
۳۲	صحابی کے لیے دعا فرمائی یا اللہ یہ جب بھی دعا کرے تو قبول کرلیا کر تو وہ مستجاب الدعوات ہو گئے اور سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت کے کرشمے	۶۹
۳۳	دعاء فرمائی تو مال، اولاد میں برکت ہوگئی	۷۶
۳۴	سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے مال میں برکت کی دعا اور اس کے کرشمے	۷۸

۳۵	حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے تو سو (۱۰۰) سال عمر ہونے تک کوئی دانت نہ گرا	۷۹
۳۶	ایک دن کے بچے نے گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں	۷۹
۳۷	کنویں میں آب دہن ڈالا تو وہ کنواں مدینہ منورہ کے تمام کنوؤں سے میٹھا ہو گیا	۸۰
۳۸	جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں کہ کون کہاں بیٹھا ہوا ہے اور کون کیا کر رہا ہے	۸۱
۳۹	جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک دیکھ رہی ہے کہ کون کون جنت جائے گا بلکہ یہ بھی دیکھ رہی ہے کہ کون آ رہا ہے اور کہاں بیٹھا اور کہاں جا رہا ہے اور کیا کر رہا ہے	۸۲
۴۰	سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک یہ بھی دیکھ رہی ہے کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا	۸۴

۴۱	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ آسمان کے ستاروں کی گنتی بھی جانتے ہیں	۸۶
۴۲	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں خواب آیا وہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بتا دیا	۸۷
۴۳	سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کی بولیاں بھی سنتے اور جانتے ہیں	۸۸
۴۴	اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک میں ایسی طاقت رکھی ہے کہ لاکھوں میلوں سے آواز سن لیتے ہیں	۹۱
۴۵	شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون حنانہ کی بات سن کر اس کو انعام عطا فرمایا	۹۲
۴۶	آسیب زدہ کے جسم پر ہاتھ پھیرا وہ اسی وقت تندرست ہو گیا	۹۳
۴۷	صحابی گھوڑے پر بیٹھ نہ سکتے تھے زبانِ مبارک سے فرمایا: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ تو وہ کبھی سواری سے نہ گرے	۹۴

۴۸	دست مبارک لگانے سے نکلی ہوئی آنکھ درست ہوگئی	۹۵
۴۹	سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ٹانگ پر دستِ مبارک پھیرا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی	۹۸
۵۰	چہرہ زخمی ہونے سے خون سینہ تک بہ گیا جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک پھیرا تو سینہ منور ہوگیا	۹۹
۵۱	چیچک زدہ چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اسی وقت بالکل صاف اور درست ہوگیا	۱۰۰
۵۲	سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ صحابی کے چہرہ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ روشن چمکدار ہوگیا	۱۰۰
۵۳	تبرک پانی کا برتن میں عطا ہوا کہ اس کو کھاری کنویں میں ڈال دو تو وہ نہایت شیریں ہوگیا	۱۰۱
۵۴	ہاتھ مبارک سے چادر میں کچھ ڈال دیا، اس چادر کو سینہ سے لگانے سے نسیان ختم	۱۰۲
۵۵	اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو بڑھاپے تک اس جگہ بال سفید نہ ہوئے	۱۰۲

۵۶	جسم پر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک مس ہوا تو تازندگی جسم سے خوشبو مہکتی تھی	۱۰۳
۵۷	اِمِ معبد کی بکری کو ہاتھ لگایا تو اسے دُودھ اُتر آیا اور برتن بھر گئے	۱۰۵
۵۸	سینہ پر ہاتھ پھیرا تو بعد میں کوئی چیز نہ بھولتی	۱۰۷
۵۹	زنا کے خواہشمند نوجوان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی تو وہ عورت کو بھول ہی گیا	۱۰۷
۶۰	دیوانے اونٹ کو پکڑا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگیا	۱۰۹
۶۱	دست مبارک سے عصا جسم پر پھیر دیا برص کی بیماری ختم	۱۱۱
۶۲	دسترخوان سے ہاتھ صاف کیے تو پھر اس کو کبھی آگ نہ لگی	۱۱۲
۶۳	پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھا تو پندرہ (۱۵۰۰) سونے پانی پیا، اُونٹوں، گھوڑوں نے پیا، پانی ختم نہ ہوا	۱۱۳
۶۴	کنویں سے پانی ختم ہوگیا تو رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے کُلی کنویں میں ڈال دی، وہاں سے کوچ کرنے تک اس کنویں سے پانی ختم نہ ہوا	۱۱۵

۶۵	رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ پر ہاتھ مبارک رکھا تو چالیس آدمیوں نے پانی پیا مگر مشکیزے سے قطرہ بھی کم نہ ہوا	۱۱۶
۶۶	دستِ مبارک سے پانی ڈالتے جاتے اور لشکر پانی پیتا جا رہا تھا	۱۱۸
۶۷	حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی وہ سب کی آنکھوں میں بھر گئی اور وہ شکست کھا گئے	۱۲۰
۶۸	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کھانے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو وہ کھانا ختم نہ ہوا	۱۲۲
۶۹	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قحط سالی میں پیارے پیارے ہاتھ مبارک اُٹھائے تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے ساری قحط سالی ختم ہو گئی	۱۲۴
۷۰	کوتاہ قد کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ سب سے اونچے نظر آتے	۱۲۶

۷۱	صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنگلی مبارک سے اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا	۱۲۷
۷۲	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرم کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ منور و روشن ہو گیا	۱۲۹
۷۳	پیاسے کا ہاتھ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک میں لیا تو پیاس اور تھکاوٹ ختم ہو گئی	۱۳۲
۷۴	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیر دیا تو وہ اگر تاریک گھر میں داخل ہوتے گھر روشن ہو جاتا	۱۳۴
۷۵	خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے جاتے اور وہ منہ کے بل گرتے جاتے	۱۳۵
۷۶	صحابی کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک پھیر دیا تو چیچک کا کوئی اثر باقی نہ رہا	۱۳۶
۷۷	۴۰ قریشیوں کو دعوت دی اور ایک صاع سب کے لیے کافی ہوا	۱۳۶

۷۸	ایک قطرہ پانی سے سارا لشکر سیراب ہو گیا	۱۳۷
۷۹	غزوہ تبوک کے دوران سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ ہاتھ مبارک پانی سے دھویا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا	۱۳۸
۸۰	کنکریاں ہاتھ مبارک میں لیکر مل کر کنویں میں ڈلوا دیں تو پانی خشک نہ ہوا	۱۴۰
۸۱	ایک بکری دوہ کر چار سو (۴۰۰) کو دُودھ پلا دیا	۱۴۰
۸۲	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے روشنی میں دیکھتے ہیں ویسے ہی اندھیرے میں دیکھتے ہیں نیز جیسے آگے دیکھتے ہیں ایسے ہی پیچھے بھی دیکھتے ہیں	۱۴۲
۸۳	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کو اور جو کچھ قیامت کے دن تک دنیا میں ہونے والا ہے سب دیکھ رہے ہیں	۱۴۴
۸۴	اکرم الاوّلین والآخرین نے قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے ایک ایک کر کے سب کچھ بتا دیا	۱۴۶

۸۵	رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت سے بھی آگے تک سب کچھ بیان فرمادیا	۱۴۶
۸۶	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے ہر فتنہ کی خبر دیدی	۱۴۸
۸۷	جنگِ بدر میں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا	۱۴۹
۸۸	جنگ موتہ میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے سب کچھ دیکھ رہے تھے	۱۵۱
۸۹	ایک نمازی روزہ دار مسلمان کہلانیوالے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا یہ دوزخی ہے اور وہ دوزخی ہی نکلا	۱۵۳
۹۰	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات سخت آندھی آئے گی تو ایسا ہی ہوا	۱۵۴
۹۱	نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات نے ایسی نظر عطا فرمائی کہ آپ قبروں کے اندر کے احوال بھی دیکھ لیتے	۱۶۱

۹۲	شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ لیا کہ مدینہ منورہ پر فرشتے پہرہ دے رہے ہیں	۱۶۲
۹۳	آندھی چلی تو شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی یہ آندھی ایک بڑے منافق کی موت پر چلی ہے	۱۶۳
۹۴	سید الکونین ﷺ نے ایک باغ کو دیکھ کر فرما دیا کہ اس پر دس (۱۰) وسق کھجوریں ہیں	۱۶۴
۹۵	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ مصر فتح ہوگا اور خبر دے دی	۱۶۵
۹۶	نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ بیٹھے دیکھ لیا کہ مکہ مکرمہ میں عمیر و صفوان کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی ہے	۱۶۶
۹۷	سید المرسلین ﷺ نے غزوہ حنین میں پہلے ہی فرما دیا کہ یہ سارا مال مویشی مسلمانوں کو کل بطور غنیمت ملے گا	۱۷۰
۹۸	آقائے دو جہاں ﷺ نے صحابی کو فرمایا میرے وصال کے بعد تیری نظر جاتی رہے گی	۱۷۱

۹۹	رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال کو دیکھتے ہیں	۱۷۲
۱۰۰	سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ کہاں کہاں دفن ہونگے	۱۷۶
۱۰۱	حبیب مکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ فلاں فلاں شہید ہوگا	۱۷۷
۱۰۲	شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نبوت قیامت تک کے احوال دیکھ رہی ہے	۱۷۸
۱۰۳	حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا در کعبہ کی چابی میرے ہاتھ آئے گی ایسا ہی ہوا	۱۷۸
۱۰۴	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سینہ کے راز بھی دیکھ لیتی ہے	۱۸۰
۱۰۵	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھوک لگی تو جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر نبوت سے دیکھ لیا	۱۸۲
۱۰۶	جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ کون اور کب جنت جائے گا	۱۸۴

۱۰۷	رات کی تاریکی میں جو کچھ ہوتا رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بھی پوشیدہ نہ رہتا	۱۸۵
۱۰۸	خدائے ذوالجلال نے جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان دستِ مبارک رکھا تو سارا جہان روشن ہوگیا اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر چیز کو جان لیا	۱۸۸
۱۰۹	شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ارد گرد کو ملاحظہ فرمارہے ہیں	۱۹۵
۱۱۰	شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ کون جنت جائے گا اور کیسے فتنے آئیں گے	۱۹۶
۱۱۱	کنویں کے ڈول میں کُلی فرما کر کنویں میں انڈیل دیا تو اس کے پانی سے کستوری سے بہتر خوشبو مہکتی تھی	۱۹۸
۱۱۲	گھی کی کُپّی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کی گئی تو وہ واپسی پر پھر بھری ہوئی نکلی	۱۹۸
۱۱۳	اُمِ اوس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کُپّی میں گھی پیش کیا	۱۹۹

۱۱۴	سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کھجوروں اور سونے میں برکت	۲۰۱
۱۱۵	خیبر کی فتح	۲۰۳
۱۱۶	خواب میں جو بات زبان حق ترجمان سے نکلی پوری ہوگئی	۲۰۷
۱۱۷	سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دعوت پکائی صرف دو (۲) کے لیے تھی لیکن ایک سو اسی (۱۸۰) نے کھایا	۲۰۸
۱۱۸	گوہ کی گواہی	۲۰۹
۱۱۹	سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جانور بھی حکم مانتے ہیں	۲۱۱
۱۲۰	ایک پیالہ دودھ کا اور بکری کی ایک ٹانگ کو چالیس قریش کے سرداروں نے کھایا پیا، سب کو کافی ہوگیا	۲۱۲
۱۲۱	رحمت والے نبی ﷺ نے زبان مبارک سے دعا فرمائی یا اللہ! اسلام کو عزت عطا فرما، عمر بن ہشام (ابوجہل) کے ساتھ یا عمر بن خطاب کے ساتھ تو دوسرے دن ہی عمر آگئے اور فاروق اعظم بن گئے	۲۱۴

باب دوم

خلافت الٰہیہ کے تصرّفات جو کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی وساطت سے ظاہر ہوئے ہیں۔

۱	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال سے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میرے ہاں بیٹی پیدا ہوگی	۲۲۲
۲	سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں بیٹھے نہاوند میں لشکر کو دیکھ لیا	۲۲۲
۳	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آنے والے کی بدنگاہی کو دیکھ لیا	۲۲۴
۴	سیدنا حیدر کرّار رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی بتا دیا کہ بارہ ہزار کا لشکر آ رہا ہے	۲۲۵
۵	سیدنا مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ماں بیٹے کو جھگڑتے دیکھ لیا	۲۲۶
۶	سیدنا حیدر کرّار رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ شہداء کربلا یہاں شہید ہونگے	۲۳۰

۷	سیدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ کی نظر کا کمال	۲۳۱
۸	سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کی نظر کا کمال	۲۳۳
۹	سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کی نظر کا کمال	۲۳۳
۱۰	نظر کا کمال	۲۳۴
۱۱	سیدنا امام رضا رضی اللہ عنہ نے آنے والے کے سوالات خود ہی بتا دیئے	۲۳۶
۱۲	خواجہ خواجگان غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ کی نظر کا کمال	۲۳۷
۱۳	ولی اللہ نے تین باتیں پہلے ہی بیان کر دیں	۲۴۰
۱۴	امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی نظر کا کمال	۲۴۲
۱۵	مخدوم الاولیاء خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے مولانا عارف کی ایک ایک بات بتا دی	۲۴۳
۱۶	سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے بتا دیا کہ ۱۲ سال میں سے تین دن باقی ہیں	۲۴۵
۱۷	امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی نظر کا کمال	۲۴۷

۱۸	امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی مقبولیت اور نظر کا کمال	۲۴۸
۱۹	امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے دیکھ لیا کہ فلاں دن فلاں مکان میں چور آئینگے	۲۵۱
۲۰	امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر مبارک کی تاثیر اور پاپوش مبارک کی برکت	۲۵۴
۲۱	حضرت خواجہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک کا کمال	۲۵۸
۲۲	ولی اللہ کی نظر سے قادیانی مسلمان ہوگیا	۲۵۹
۲۳	سیدی خواجہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ کی نظر سے دوزخی جنتی ہوگیا	۲۶۳
۲۴	لوح محفوظ اولیاء کرام کی نظر میں ہے	۲۶۶
۲۵	نظر ولی کا کمال	۲۶۶
۲۶	نظر ولی کا کمال	۲۶۷
۲۷	نظر ولی کا کمال	۲۶۸
۲۸	نظر ولی کا کمال	۲۶۹

۲۹	سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کی نظر کا کمال	۲۷۱
۳۰	خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ خرقانی کی ولادت سے سوسال قبل سب کچھ بتادیا	۲۷۲
۳۱	غوث وقت اور ابن سقا کی بے ادبی	۲۷۳
۳۲	ولی اللہ نے سینکڑوں میل دور سے خانہ کعبہ دکھایا	۲۸۰
۳۳	ولی اللہ کی نظر کا کمال	۲۸۰
۳۴	امام الاولیاء سیدی علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ اور ھندی جوگی کا واقعہ	۲۸۱
۳۵	ولی اللہ سے مدد مانگی تو ولی اللہ نے پہنچ کر جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا	۲۸۴
۳۶	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا	۲۸۵
۳۷	حضرت حاجی امداد اللہ نے جہاز کو بچالیا	۲۸۷
۳۸	ولی اللہ کی نظر کا کمال	۲۸۸
۳۹	ولی اللہ کی نظر کا کمال	۲۸۸

۴۰	ولی اللہ کی نظر کا کمال	۲۸۹
۴۱	ولی اللہ کا تصرّف	۲۸۹
۴۲	ولی اللہ کی نظر کا کمال اور تصرّف	۲۹۰
۴۳	ولی اللہ کی نظر کا کمال، بے ادب کے ساتھ مصافحہ سے انکار	۲۹۲
۴۴	سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی فرشتے دیکھ لیے	۲۹۴
۴۵	مرنے والے کی روح کو دیکھ لیا	۲۹۵
۴۶	حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں ہم ادھر ہیں	۲۹۶
۴۷	مرنے والے کی روح کو دیکھ لیا	۲۹۸
۴۸	خواجہ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ہیں	۲۹۹
۴۹	حضرت بوعلی قلندر نے حضرت شاہ ابوالخیر کو بلایا رحمہا اللہ	۳۰۰
۵۰	یہ ہدیہ کم ہے	۳۰۱
۵۱	ہمارا بیٹا شہادت حاصل کرے گا	۳۰۳

۵۲	میرا بھائی حج کے دوران آج فوت ہو گیا ہے	۳۰۴
۵۳	میں بدر میں مدفون ہونگا	۳۰۵
۵۴	''میری قبر یہاں ہے'' آواز دیکر بتا دیا	۳۰۵
۵۵	آج ھندوستان میں فلاں فوت ہو گیا ہے فلاں فلاں ملک میں	۳۰۶
۵۶	اس جگہ سے بادشاہ مصر میں داخل ہوگا	۳۰۷
۵۷	ولی اللہ مستقبل کی خبریں دے دیتے	۳۰۸
۵۸	روزانہ ۴۰ ہزار درود پاک پڑھنے والے	۳۰۹
۵۹	بیٹا بیمار ہوا تو خواجہ شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک الموت سے فرمایا واپس جاؤ	۳۰۹
۶۰	ہر شخص کو اس کی چاہت کے مطابق دیتے	۳۱۰
۶۱	یا اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا، مجھے اس جیسا کرنا	۳۱۲
۶۲	جس کو چاہیں اپنے کسی دوست کے سپرد کر دیتے ہیں	۳۱۳
۶۳	سرکاری فرمان ہوا تو خواجہ جنید نے وعظ کہنا شروع کیا	۳۱۴

۶۴	دو بھائیوں کا واقعہ تمہارا باپ فجر کے لیے وضو کرتا ہوگا	۳۱۵
۶۵	اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے جو کہ فلاں اس کو ذبح کرے گا	۳۱۶
۶۶	جب کوئی مصیبت آئے ہمیں یاد کرنا	۳۱۷
۶۷	مسجد کا خطیب رافضی ہے اس لیے میں جمعہ علیحدہ پڑھتا ہوں	۳۱۹
۶۸	شیخ جام نے فرمایا میرے بعد سترہ (۱۷) میرے ہم نام ہونگے	۳۲۲
۶۹	یہ نذرانہ حلال ہے اور یہ حرام ہے	۳۲۳
۷۰	ملتان سے دیکھ لیا کہ بغداد میں فلاں فوت ہوگیا ہے	۳۲۳
۷۱	پیاسے قافلے کو پانی پلا کر آگئے	۳۲۴
۷۲	میں جنتیوں اور دوزخیوں کو جانتا ہوں	۳۲۵
۷۳	ولی اللہ کی کرامت سے معراج جسمانی ثابت ہوگیا	۳۲۵

۷۴	بے ادبی کرنے والا کتوں کی طرح بھونکتا مر گیا	۳۲۹
۷۵	عبداللہ بن حصین یزیدی پیاسا مر گیا	۳۲۹
۷۶	بے ادبی کرنے والا پیاسا مر گیا	۳۳۰
۷۷	خوبرو بے ادب کا چہرہ تارکول کی طرح سیاہ ہو گیا	۳۳۱
۷۸	دُرّہ فاروقی سے زلزلہ رک گیا	۳۳۲
۷۹	ملک الموت سے فرمایا مجھے نماز پڑھ لینے دے تو ایسے ہی ہوا	۳۳۲
۸۰	حبشیوں نے بچہ پکڑ لیا تو ولی اللہ نے جہاز کو روک لیا	۳۳۳
۸۱	ولی اللہ کی برکت سے اپاہج عورت ٹھیک ہو گئی	۳۳۴
۸۲	احمد بن موسیٰ عجیل کو سرکاری فرمان ہوا کہ ضریح کی قبر سے مٹی لو اور کھالو تو علم کے دریا بہہ گئے	۳۳۵
۸۳	شورش کے زمانہ میں سرکاری فرمان ہوا کہ بنی زیاد کے علماء کو کہہ دو اپنا کتب خانہ ضریح کی قبر پر رکھ دیں	۳۳۵

۸۴	حضرت ابوبکر یمنی نے باوجود ان پڑھ ہونے کے استاد کی عدم موجودگی میں طالب علموں کو سبق پڑھا دیا	۳۳۷
۸۵	قبر سے نکل کر بیعت کرلیا	۳۳۸
۸۶	شیخ ابراهیم بیمار ہو گئے تو جانکنی کے وقت شیخ ابوحربہ نے دس سال مہلت لے دی	۳۳۸
۸۷	جہاز والوں نے شیخ سے مدد مانگی تو آپ نے وہاں پہنچ کر جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا	۳۴۰
۸۸	نذرمان کر منکر ہوجانے والے کو سب کچھ بتایا	۳۴۱
۸۹	ہر آنے والے کو اس کا نام اس کے باپ کا نام دادا کا نام شہر کا نام لے کر پوچھتے	۳۴۱
۹۰	لق دق جنگل میں راستہ بھول گیا اور اپنے شیخ سے مدد مانگی تو انہوں نے راستہ دکھا دیا	۳۴۲
۹۱	بتا دیا کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے جو تمہارے کتب خانہ میں ہے	۳۴۳
۹۲	خواجہ محمد حضرمی نے بیک وقت ایک دن میں تمیں شہروں میں جمعہ پڑھایا	۳۴۵

۹۳	حضرت خواجہ بہاؤالدین مجذوب جس کو فرماتے معزول وہ معزول اور جس کو فرماتے بحال کردیا وہ بحال ہو جاتا	۳۴۶
۹۴	میں اپنی جان کا خود مالک ہوں ملک الموت میری اجازت کے بغیر میری جان نہیں نکالیں گے	۳۴۶
۹۵	خواجہ شربنی کی چار بیویاں چار ملکوں میں رہتی تھیں	۳۴۸
۹۶	خواجہ شربنی اپنی لاٹھی کو فرماتے انسان بن جا تو وہ انسان بن جاتی	۳۴۹
۹۷	خواجہ شربنی نے فوراً حاضر ہو کر عقیدت مند کو چھڑالیا	۳۴۹
۹۸	خواجہ شربنی نے کوزہ میں دریا بند کردیا	۳۵۰
۹۹	جو چاہتے لوٹے میں سے نکل آتا	۳۵۱
۱۰۰	خواجہ شربنی کی آستین میں گلیاں بازار ہوتے	۳۵۱
۱۰۱	سیدنا خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی برکت سے گم شدہ لڑکا مل گیا	۳۵۲

۱۰۲	شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے گم شدہ لڑکا مل گیا	۳۵۵
۱۰۳	منکر کو سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کی زیارت کرادی	۳۵۹
۱۰۴	قادیانی مذہب سے تائب ہوگیا	۳۶۱
۱۰۵	شیعہ حضرات کے ایک غلط مفروضے کا جواب	۳۶۶
۱۰۶	وڈے میاں صاحب نے نماز پڑھا کر نمازیوں کو حافظ قرآن بنادیا	۳۶۷
۱۰۷	ایک ہندو جوگی کا غلبہ	۳۶۸
۱۰۸	حضرت سید امام علی شاہ مکان شریف والوں نے سات کے ہاں افطاری کی	۳۷۰
۱۰۹	سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ نے بیک وقت سب کے ہاں دعوت کھائی	۳۷۱
۱۱۰	حضرت خواجہ محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیک وقت پچاس شہروں میں خطبہ پڑھا	۳۷۲
۱۱۱	نصیر الدین طوسی شیعہ سے ولی کی نظر میں گدھا بہتر ہے	۳۷۳

۱۱۲	سیدی شاہ نقشبند قدس سرہ نے شیخ شادی کو فرمایا دریا سے پار چلے چلو	۳۷۴
۱۱۳	سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی نے حضرت امام ربانی کے لیے جبہ مبارک بھیجا	۳۷۵
۱۱۴	خواجہ شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سفارش سے بے ادب کو معافی مل گئی	۳۷۷
۱۱۵	سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں بے ادبی کرنے والا بے ایمان مرگیا	۳۸۰
۱۱۶	سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خواب	۳۸۲
۱۱۷	بے ادبی کرنے والوں کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے	۳۸۳
۱۱۸	دل میں اولیاء کرام کے متعلق بغض رکھنے والے کا منہ قبلہ سے پھر گیا	۳۸۵
۱۱۹	حضور غوث اعظم قدس سرہ کے فرمان قدمی هذه على رقبة كل ولى الله کا ثبوت	۳۸۶

۱۲۰	جب محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم جیلانی قدس سرہ نے یہ فرمایا: هذه على رقبة كل ولى الله تو شیخ ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سر جھکا دیا۔	۳۸۷
۱۲۱	حضرت خواجہ احمد قدس سرہ رواقہ میں تھے کہ اچانک آپ نے گردن لمبی کی اور کہا علی رقبتی ۔	۳۸۷
۱۲۲	حضرت شیخ ابومدین قدس سرہ اپنے احباب میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے سر جھکا دیا۔	۳۸۸
۱۲۳	حضرت شیخ عبدالرحیم قدس سرہ قنا میں تھے کہ اچانک آپ نے گردن جھکا دی اور کہا: صدق الصادق الصدوق یعنی سچے نے اور بہت زیادہ سچے نے سچ فرمایا۔	۳۸۹
۱۲۴	نیز حضرت شیخ ابو قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان۔	۳۹۰
۱۲۵	حضرت امام یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان۔	۳۹۰
۱۲۶	ابدال عشر نے بھی سر تسلیم خم کیا۔	۳۹۱

۱۲۷	حضرت شیخ خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۳۹۱
۱۲۸	حضرت شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۲
۱۲۹	حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۳
۱۳۰	حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۳۹۴
۱۳۱	حضرت شیخ ابو بکر ھوار بطائحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۵
۱۳۲	حضرت شیخ یوسف ہمدانی قدس سرہ کا فرمان	۳۹۵
۱۳۳	حضرت شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل	۳۹۶
۱۳۴	حضرت شیخ عقیل منجبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۷
۱۳۵	حضرت شیخ علی بن وھب سنجاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۷
۱۳۶	حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۸

۱۳۷	حضرت شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۳۹۹
۱۳۸	حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۴۰۰
۱۳۹	حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۴۰۰
۱۴۰	ولی کی نظر کا کمال	۴۰۱
۱۴۱	علامہ نبہانی کا دربار رسالت میں مرتبہ ومقام	۴۰۲
۱۴۲	ولی کو پہچاننے کی کسوٹی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے	۴۰۳
۱۴۳	اولیاء کرام کا دربار الٰہی میں مقام	۴۰۴
۱۴۴	سیدنا غوث بایزید بسطامی قدس سرہ کا بچپن میں مقام ومرتبہ	۴۰۶
۱۴۵	خواجہ غوث ملتانی قدس سرہ سے مرید نے دور سے مدد مانگی تو آپ مدد کو پہنچ گئے	۴۰۶
۱۴۶	بدعقیدہ کا ٹھکانا دوزخ ہے خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہو	۴۰۷

تقاریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

تقدیم

از افتخار اہلسنت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ''خلیفۃ اللہ'' ایسی حسین وجمیل، کہ دیکھ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور دل خوش ہو جائے۔ ظاہر و باطن ایک سے ایک اعلیٰ، مولا تعالیٰ فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب میں اللہ کے محبوبوں کے اختیار و اقتدار کی شان دکھا کر ان کی عظمت کا سکہ دلوں پر بٹھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں اپنے محبوبوں کی بہاریں دکھائی ہیں، مگر جن کو خزاں اچھی لگتی ہے وہ بہاریں دیکھتے ہی نہیں، جن کو باد سموم اچھی لگتی ہے، وہ نسیم سحری کا لطف اُٹھاتے ہی نہیں ذرا قرآن کریم کھولیئے اور محبوبوں کی شان تو دیکھیے:

﴿۱﴾

غارِ حرا میں وہ محبوب رب کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، فرشتے اُتر رہے ہیں اور پہرہ دے رہے ہیں (التوبہ/۴۰) انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر رہے ہیں (القمر/۱) غزوہ بدر میں فرشتے فوج در فوج اتر رہے ہیں اور دشمنان رسول کی گردنیں مار رہے ہیں (آل عمران/۱۲۴،۱۲۵) غیب کی باتیں بتا رہے ہیں (التکویر/۲۴) دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں (بنی اسرائیل/۱، الاحزاب/۴۵، الفتح/۸، المزمل/۱۵) اللہ اکبر! کس بلندی پر فائز ہیں (القلم/۴) اور بلند ہو رہے ہیں (الضحیٰ/۴) قیامت کے دن دیکھنے والے ان کی بلندیوں کا نظارہ کریں گے (الاسراء/۷۹) سبحان اللہ! ابھی تو وہ آئے بھی نہیں لوگ ان کے وسیلے سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ (البقرہ/۸۹)

﴿۲﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام قیمہ قیمہ پرندوں کو آواز دے رہے ہیں اور وہ دوڑے چلے آرہے ہیں (البقرہ/۲۶۰) دہکتی آگ میں گرایا جارہا ہے اور وہ گلزار بنتی جارہی ہے۔ (الانبیاء/۶۹)

﴿۳﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام گریبان سے ہاتھ نکال رہے ہیں چمکتا دمکتا نکل رہا ہے (طٰہٰ/۲۲) پتھروں پر عصا مار رہے ہیں، بارہ چشمے پھوٹ رہے ہیں (البقرہ/۶۰) عصا پھینک رہے ہیں، پھنکارتا اژدہا بن رہا ہے (طٰہٰ/۲۰) دریائے نیل پر مار رہے ہیں شاہراہ بن رہی ہے (الشعراء/۶۳) سامری کو کہہ دیا ''تجھے کوئی نہ چھوئے'' مرتے مر گیا زندگی بھر کوئی نہ چھو سکا (طٰہٰ/۹۷) ان کی شان تو دیکھیں ان کے تبرکات کا صندوق فرشتے اُٹھائے لیے جارہے ہیں۔ (البقرہ/۲۴۸)

﴿۴﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ڈالی جارہی ہے، بے نور آنکھیں آن کی آن میں روشن ہورہی ہیں (یوسف/۹۳) قید خانے میں قید کی باتیں بتارہے ہیں۔ (یوسف/۳۷)

﴿۵﴾

حضرت ایوب علیہ السلام زمین پر پیر ماررہے ہیں ٹھنڈا میٹھا چشمہ پھوٹ رہا ہے، نہارہے ہیں، صحت یاب ہورہے ہیں، شباب کالطف اُٹھارہے ہیں۔ (ص/۴۲)

﴿۶﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرندوں پر پھونک رہے ہیں اور وہ اُڑتے جارہے ہیں مردوں پردم کررہے ہیں وہ زندہ ہورہے ہیں مبروص پر ہاتھ پھیررہے ہیں، داغ دھبے مٹ رہے ہیں۔
(آل عمران/۴۹)

﴿۷﴾

حضرت مریم علیہا السلام کے پاس تر و تازہ بے موسم کے پھل آ رہے ہیں (آل عمران/۳۷) آن کی آن میں کھجور کا درخت پکے پکائے خوشوں سے کھجوریں ٹپکا رہا ہے۔ (مریم/۲۵)

یہ سارے عجائبات قرآن کریم میں موجود ہیں آنکھ والوں کے لیے یہی کافی ہے نابینا کے لیے سارا جہاں اندھیر ہے دیکھیں تو کیسے دیکھیں یقین آئے تو کس طرح آئے آنکھ ہی سب کچھ ٹھہری عقل دیکھتی رہ گئی اس سے کچھ کام نہ لیا اور دل کی بات تو عقل کے بعد آتی ہے عقل ہی دل کی طرف رہنمائی کرتی ہے اس لیے قرآن کریم میں عقل کو للکارا گیا ہے عقل کو پکارا گیا تا کہ دل تک رسائی ہو۔

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد امین مدظلہ العالی نے اس کتاب میں احادیث شریفہ کی روشنی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کی جھلکیاں دکھائی ہیں۔ اللہ اکبر! جو کہہ دیا ہو کر رہا مری ہوئی لڑکی کو آواز دی تو زندہ ہو کر سامنے آئی۔

درخت کو بلایا تو زمین کو چیرتا پھاڑتا حاضر ہوگیا۔ دعاء
سے دیوانہ بچہ فرزانہ ہوگیا۔ کٹا ہوا بازو لعاب دہن سے جڑ گیا۔
کھاری کنواں آبِ دہن سے میٹھا ہوگیا۔ کنویں کا نام بدل دیا
میٹھا ہوگیا۔ کمزور اونٹ کلی مبارک سے توانا ہوگیا۔ دعاء کی
برکت سے زمانہ بدل گیا اور سردی اور گرمی کا احساس تک نہ
رہا۔ صحابی کا نام سفینہ (کشتی) رکھا تو وہ سات اونٹ کا وزن
اُٹھانے لگے۔ دعاء کی برکت سے ایک صحابی ترانوے (۹۳)
سال تک جوانی کا لطف اٹھاتے رہے۔ کھجور کا خوشہ حکم ملتے ہی
لٹک آیا اور قدموں میں آ گرا۔ لعاب دہن سے ٹانگ اور سر کے
زخم اچھے ہوگئے۔ ایک اشارے سے چاند دولخت ہوگیا ڈوبا ہوا
سورج واپس آ گیا۔ کھانے پر پڑھ کر پھونکا تو وہ ختم ہونے پر نہ
آیا۔ کنویں میں کلی ڈالی تو اس کا پانی بھی ختم ہونے پر نہ آیا۔
تھوڑے کھانے پر دم کیا تو سب کے لیے کافی ہوگیا۔ دعاء فرمائی
اولاد میں برکت ہوگئی، مال میں برکت ہوگئی، سو (۱۰۰) سال
تک دانت نہ ٹوٹے۔ دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنا دی۔ وہ
سب کچھ سن رہے ہیں وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ قرآن حکیم

شاہد ہے، احادیث شریفہ گواہ ہیں۔

فاضل مصنف حضرت علامہ مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آپ کے فیض یافتہ خلفائے کبار، اہل بیت اطہار، سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور دوسرے سلاسل کے بزرگوں کی شان اختیار و اقتدار دکھائی ہے۔ حقیقت میں یہ اللہ ہی کی شان ہے یہ سب اللہ کے محبوب ہیں۔

اللہ اکبر! جس بندے کو بندے اختیار دیں وہ تو صدر اور وزیر اعظم بن کر صاحب اختیار کہلائے اور جس کو مولیٰ تعالیٰ اپنا محبوب بنا کر اختیار دے وہ بے اختیار ہی رہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے حیرت ہے کہ یہ بات عقل والوں کو سمجھ نہیں آتی مگر دل والوں کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ بے شک دل ہی عقل کو راہ سجھاتا اور دکھاتا ہے۔

سوچنے کی یہ بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کی شانیں دکھانے کے لیے اپنے محبوبوں کا کیوں انتخاب

فرمایا۔ وہ قادر ہے جس کے ذریعے چاہتا ہے اظہار فرماتا ہے مگر اس نے اپنے بندوں میں چیدہ بندوں کا انتخاب فرمایا اور یہ بتا دیا کہ یہ عام بندوں جیسے نہیں یہ ہمارے محبوب ہیں۔ بے شک محبوب، محبوب ہی ہوتا ہے۔ ان کے مقامات عالیہ کو گھٹانا اور ان کو عام سطح پر لانا دشمنان اسلام کی گہری سازش ہے جس کا مقصد اُمت کو اللہ کے محبوبوں سے جدا کرنا اور امت مسلمہ میں ہمہ گیر انتشار و افتراق پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل دی ہے ہمیں سوچنا چاہیے، ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔ کہیں ہماری بے بہا دولت کو کوئی لوٹ کر نہ لے جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے دلوں کو اپنے محبوبوں کی محبت سے معمور فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ڈاکٹر محمد مسعود احمد پی۔ ایچ۔ ڈی

پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ۔ سندھ

۹ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

امابعد: اللہ تعالیٰ جب انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کو نبوت ورسالت کا تاج پہنا کر اقوام کی ہدایت کے لیے بھیجتا ہے تو ان کو خوارق ومعجزات پر قبضہ دے کر روانہ کرتا ہے تاکہ منکرین کلام الٰہی ومنکرین نبوت کو اعجاز کے ذریعہ حق واسلام کی دعوت دی جائے ہر نبی کو مخصوص ومعدود معجزے دیئے مگر امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا برہان اور سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر معجزات سے بے ایمانوں کو ایمان نصیب ہوتا ہے اور ایمانداروں کے ایمان کو مزید تقویت ملتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رابطہ بڑھتا ہے۔ عمدۃ المحققین ابو المناظرین حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین سلمہ رب العالمین وادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہ وبرکاتہ الی یوم الدین کی زیر نظر کتاب خلیفۃ اللہ کو فقیر نے بعض مقامات

سے پڑھا علم و تحقیق اور ذوق کا حسین امتزاج محسوس ہوا۔

اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کے قلم عفت رقم اور تحریر پر تاثیر اور تدریس انیس اور تقریر دلپذیر سے عالم کو مستفیض فرمائے اور ان کے لیے نیک اولاد کے ساتھ ساتھ یہ علم و عرفان کا پر تاثیر فیضان جاری و ساری رکھے آمین ۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

راقم محمد منظور احمد فیضی شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ کچہری روڈ احمد پور شرقیہ و سرپرست فیض الاسلام ۔ اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب (محلہ قریش آباد) احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

محمد منظور احمد فیضی

۲۷ رجب ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطیب اہل سنت علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ

اس فقیر نے مخدوم ومحترم فقیہ عصر، بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''خلیفۃ اللہ'' کو کہیں کہیں سے پڑھا، اپنی دینی مصروفیات کی بناء پر بالاستیعاب تو ابھی تک نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں جہاں سے بھی پڑھا اسے بہت خوب پایا۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اپنی تصنیف کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات وکمالات اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کے عالم میں تصرف اور لوگوں کی دستگیری کرنے کے واقعات سے مزین کیا ہے اور ہر واقعہ کو معتبر اور مستند کتب سے نقل فرمایا جو کہ نا قابل تردید ہیں۔

حضرت علامہ مفتی صاحب قبلہ نے اس کتاب کو تصنیف فرما کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا فرمایا ہے، یہ کتاب مفتی

صاحب قبلہ کی دیگر کتب کی طرح دلائل و براہین کے عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ کتابت و طباعت کے اعتبار سے بھی بہترین ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مصنف موصوف کی اس سعی کو اپنے دربار میں قبول فرما کر اسے نافع ہر خاص وعام بنائے اور مصنف کو اجر عظیم عطاء فرمائے آمین۔

بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم.

فقیر شاہ تراب الحق قادری

۹ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد مقصود امجدی مدظلہ'

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم.

فاضل جلیل الحاج مفتی محمد امین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف کردہ رسائل (احباب کے نام کھلا خط، دعوت فکر، نظر بد، عطاء حق، نماز جنازہ کے بعد دعاء کا حکم وغیرہ) دیکھنے کا موقع ملا بہت خوشی ہوئی اور مجھے احساس ہوا کہ ابھی تک ہم اپنے اسلاف سے محروم نہیں ہوئے قبلہ مفتی صاحب پیرانہ سالی کے باوجود جس ولولے اور جوش سے جن موضوعات پر قلم اُٹھاتے ہیں حق ادا فرما دیا ہے ہمیں امید ہے کہ حضرت اسی طرح کی دینی خدمات انجام دیتے رہیں گے۔

فقیر دعا گو ہے کہ رب قدیر اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل سے حضرت مفتی صاحب قبلہ کو صحت کاملہ کے ساتھ ہمارے سروں پر سایہ فگن رکھے آمین۔ فقط والسلام

محمد مقصود امجدی

خادم دارالعلوم امجدیہ برکاتیہ بیوتچھوا پوسٹ سوئیا بصیری بانکے نیپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل جلیل عالم نبیل مولانا محمد نصر اللہ خاں صاحب مدظلہ

حدیث قدسی میں فرمایا گیا کہ بندہ جب (نوافل) کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

یعنی وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کے اولیاء اس مقام رفیع پر فائز ہوتے ہیں تو پھر ان کا عالم میں تصرف ایسا ہو جاتا ہے کہ قرب اور بُعد ان کے نزدیک یکساں ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ کان تو انہیں کے ہوتے ہیں لیکن وہ سنتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کی مدد سے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نور کے ایسے مظہر ہو جاتے ہیں کہ دنیا و مافیھا کی کوئی شے پھر ان کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتی۔

اولیاء اللہ کے اسی تصرف اور ان کی رفعت شان کو کتاب "خلیفۃ اللہ" میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی نے بڑے مدلل طریقے سے بیان فرمایا ہے۔

ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور کمالات کا بھی بحوالہ کتب صحیحہ بیان فرمایا ہے۔ مولائے کریم حضرت مفتی صاحب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین

محمد نصر اللہ خاں

شیخ الحدیث ابوالفتح محمد نصر اللہ خاں دامت برکاتہم وفیوضہم العالیہ

سابق رئیس دارالافتاء ستره محکمه (supremecourt)

دولت اسلامیہ افغانستان

مقیم حال کراچی پاکستان

۶ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ الحاج مفتی محمد ظفر علی نعمانی مدظلہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔

میں عزیزی و محبی مخدوم و محترم حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب فیصل آبادی کی تصنیف لطیف ''خلیفۃ اللہ'' کو اپنی ناسازی طبع کی وجہ سے بالاستیعاب تو نہ پڑھ سکا مگر چیدہ چیدہ مقامات سے اسے ضرور پڑھا ماشاء اللہ بہت خوب پایا فاضل مصنف نے دلائل و براہین کے انبار لگا کر کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں میں دل کی گہرائیوں سے دعاء کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کی اس سعی کو شرف قبولیت عطاء فرمائے اور عوام اہل سنت کے لیے اسے نافع بنائے اور مصنف کو عمر طویل و مزید عطاء فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی محمد ظفر علی نعمانی

۲۳ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ

بانی مرکزی ادارہ اہل سنت دار العلوم امجدیہ کراچی
رکن اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعاً ٥ وَ اَرْسَلَهٗ اِلَی الْخَلْقِ کَآفۃ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً ٥ وَجَعَلَهٗ نَائِبًا وَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَهُوَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْاَعظم وَنَائِبُهُ الاکبرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّم وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ الْمُطَهَّرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ٥ اَمَّا بَعد!

اللہ تعالیٰ ﷻ نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہا تو فرشتوں سے فرمایا:

﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ (قرآن مجید، سورۃ البقرۃ: ۳۰)

اے فرشتو! میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خلیفہ کون ہوتا ہے اور خلیفہ کا معنی کیا ہے۔

خلیفہ کا معنی:

خلیفہ کا معنی ہے وہ نائب جو کہ مالک کے احکام کو اس

کے ملک میں نافذ کرے۔

۱

تفسیر جلالین میں ہے:

﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً﴾ یَخْلُفُنِیْ فِیْ تَنْفِیْذِ اَحْکَامِیْ فِیْھَا (تفسیر جلالین، سورۃ البقرۃ)

یعنی اے فرشتو! میں زمین میں اپنا نائب پیدا کرنے والا ہوں جو کہ میری زمین میں میرے احکام نافذ کرنے میں میرا خلیفہ اور نائب ہوگا۔

۲

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے: خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی کے مُلک میں اس کے نائب کی حیثیت سے عمل کرائے۔

(ضیاء القرآن، سورہ البقرۃ)

۳

تفسیر مدارک میں ہے:

فَھُوَ مَنْ یَّخْلُفُ غَیْرَہٗ.

(تفسیر مدارک، سورۃ بقرۃ)

یعنی خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے کا نائب ہو۔

۴

تفسیر روح المعانی میں ہے:

﴿جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ اَنَّہٗ خَلِیْفَةُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ وَ کَذَا کُلُّ نَبِیٍّ اِسْتَخْلَفَھُمْ فِیْ عِمَارَةِ الْاَرْضِ وَ سِیَاسَةِ النَّاسِ وَ تَکْمِیْلِ نُفُوْسِھِمْ وَ تَنْفِیْذِ اَمْرِہٖ فِیْھِمْ.

(تفسیر روح المعانی، سورۃ البقرۃ)

سیدنا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی زمین میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے خلیفہ ہیں اور یوں ہی ہر نبی کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے زمین کے آباد کرنے اور انتظام کرنے میں لوگوں کی سیاست (حکمرانی) میں اور نفوس کی تکمیل میں نیز اپنے احکام نافذ کرنے میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

فائدہ:

اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوا کہ خلیفہ صرف احکام شرعیہ کے نافذ کرنے میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نائب نہیں بلکہ اُمور انتظامیہ اور تکوینیہ میں بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

فائدہ:

اسی خلافت الٰہیہ کا کرشمہ ہے کہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (آل عمران:۴۹)

یعنی مادرزاد اندھوں کو میں تندرست (انکھیارا) کرتا ہوں، برص والوں کو میں ٹھیک کرتا ہوں، مردوں کو میں زندہ کرتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ ﷻ کے اذن وعطا سے۔

نیز عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا:

﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (آل عمران:۴۹)

اے لوگو میں مٹی سے جانور بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ مٹی سے بنایا ہوا جانور اللہ تعالیٰ ﷻ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

الحاصل اللہ تعالیٰ ﷻ کا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ ﷻ کے اذن و عطا سے اس کے مُلک میں حکم جاری کرے۔ (تصرف کرے)

تنبیہ:

ہمارے آقا سید الانبیاء رحمۃ للعالمین ﷺ اللہ تعالیٰ ﷻ کے خلیفۂ اعظم اور نائب اکبر ہیں چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے:

٥

خَلِیْفَةً یَخْلُفُنِیْ فِیْ تَنْفِیْذِ اَحْکَامِیْ فِیْهَا فَهُوَ آدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَیْ فَهُوَ اَبُو الْبَشَرِ وَالْخَلِیْفَةُ الْاَوَّلُ بِاِعْتِبَارِ عَالَمِ الْاَجْسَادِ وَ اَمَّا بِاِعْتِبَارِ عَالَمِ الْاَرْوَاحِ فَهُوَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

(تفسیر صاوی علی الجلالین، سورۃ البقرۃ)

خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں اور وہ عالم اجسام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ﷻ کے خلیفہ ہیں لیکن عالم ارواح کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ﷻ

کے خلیفہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور تفسیر روح المعانی میں ہے:

فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ الْخَلِيْفَةُ الْاَعْظَمُ وَلَوْ لَاهُ مَا خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (تفسیر روح المعانی)

یعنی نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے خلیفہ اعظم ہیں اور اگر حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام پیدا ہی نہ ہوتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ زَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْاَخْيَارِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارِ.

ان مندرجہ بالا اقوال مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خلیفہ کسی پتھر کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کے حکم سے احکام جاری کرے (تصرف کرے)۔

ابو سعید غفرلہٗ

تقسیمِ ابواب

زیرِ نظر کتاب کو دو بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں خلافتِ الٰہیہ کے وہ کارنامے جو کہ حبیب خدا، سید انبیاء باعثِ ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ظہور پذیر ہوئے اور دوسرے باب میں خلافت الٰہیہ کے وہ کارنامے جو کہ اولیاء کرام کی وساطت سے ظاہر ہوئے ہیں۔

قارئینِ کرام سے اپیل ہے کہ وہ زیرِ نظر کتاب تعصب اور فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر پڑھیں اور پھر دل سے پوچھیں کہ کیا یہ کہنا درست ہے؟

۱۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

۲۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

۳۔ اللہ نے کسی کو جہان میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔

۴۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

قارئین کرام مندرجہ بالا نظریات کو غور سے پڑھیں پھر دل سے فیصلہ لیں اگر قارئین کرام کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رمق باقی ہوئی تو وہ بفضلہٖ تعالیٰ صحیح فیصلہ کر پائیں گے اور اگر عظمت ومحبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے اکابر اور مسلک کو ہی ترجیح دینا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ﷻ ہی حافظ وناصر ہے۔

ہدایت اللہ تعالیٰ ﷻ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

وَهُوَ الْهَادِىْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

خلیفۃُ اللہ

رحمتِ کائنات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کے تصرفات وکمالات

۱

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

بے ادب کا ہاتھ منہ تک نہ جا سکا

سیدنا سلمہ بن اکوع صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

اَنَّ رَجُلًا اَکَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِشِمَالِہٖ فَقَالَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَہٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ.

(مسند احمد ۴/۴۶، مسلم شریف ۲/۱۷۲، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، دارمی ۲/۲۳)

یعنی ایک آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا حالانکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے اسے دیکھ کر فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھا'' اس نے براہِ تکبر کہہ دیا کہ میں دائیں ہاتھ سے کھا نہیں سکتا۔ یہ سن کر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے یہ لفظ صادر ہوا:

''لَا اسْتَطَعْتَ'' ''تو دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکے گا۔''

راوی فرماتے ہیں پھر مرتے دم تک اس بے ادب کا دایاں ہاتھ منہ تک جا ہی نہ سکا۔

۲

بے ادب کا منہ ٹیڑھا ہو گیا

حکیم بن ابو العاص حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے تو وہ اپنا منہ ٹیڑھا کرتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زبان پر یہ جملہ جاری کر دیا:

''كُنْ كَذٰلِكَ'' ''تو ایسا ہی ہو جا'' (الخصائص الکبریٰ، ۲/۷۹)

وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

۳

سانگ لگانے والے کا منہ ٹیڑھا ہو گیا

امام بیہقی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک دن حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ایک (بدنصیب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سانگ کر رہا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے مختار نبی نے دیکھ لیا اور زبان حق ترجمان پر یہ جاری ہوا:

''كَذٰلِكَ فَكُنْ'' ''یعنی تو ایسا ہی ہو جا''

وہ مخبوط الحواس ہو گیا جب وہ دو ماہ بعد ہوش میں آیا تو اس کا منہ ٹیڑھا ہی تھا۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۷۹)

۴

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین نے قبول نہ کیا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص وحی لکھا کرتا تھا وہ مرتد ہو گیا اور اہل کتاب کے ملک میں چلا گیا جاتا ہوا وہ کہہ گیا:

مَا يَدْرِىْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ.

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا لکھا جاتا ہے۔

(جیسے آج کل کے کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں نبی کو اتنا ہی علم

ہوتا ہے جتنا جبریل علیہ السلام بتا جاتے ہیں) تو جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی زبان مبارک پر یہ جُملہ جاری کردیا:

"اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ"

"یعنی اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔"

پھر جب وہ مرگیا اسے اس کے ہم مذہب لوگوں نے زمین میں دفن کردیا اور صبح جب جاکر دیکھا تو وہ باہر پڑا تھا وہ لوگ سمجھے کہ یہ کاروائی مدینہ والوں کی ہے کہ وہ آکر اسے نکال کر باہر پھینک گئے ہیں پھر انہوں نے گہرا گڑھا کھود کر اسے دفن کیا تیسرے دن دیکھا تو وہ زمین کے اوپر پڑا ہے، زاں بعد ان لوگوں نے نہایت گہرا گڑھا کھود کر اسے دفن کردیا لیکن صبح جاکر دیکھا تو وہ اوپر پڑا ہے۔ پھر ان کو یقین ہوا کہ یہ کسی انسان کی کاروائی نہیں بلکہ زمین نے اسے قبول ہی نہیں کیا اور پھر جب حضرت طلحہ صحابی رضی اللہ عنہ کسی کام کو ان کے ملک گئے اور دیکھا کہ مردہ زمین کے اوپر پڑا ہے ان کو کہا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کیوں نہیں کرتے۔ اس پر ان لوگوں نے سارا ماجرا سُنا دیا۔

(سیرت حلبیہ، ۲/صفحہ ۴۱۱، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۵)

ہر ایمان دار جانتا اور مانتا ہے کہ جس کے متعلق زبان حق ترجمان سے یہ صادر ہو جائے کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی ایسے کو زمین قبول کر ہی نہیں سکتی۔ زمین اسے کیوں قبول کرے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے:

''اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اَوْ کَمَا قَالَ ﷺ''

یعنی کان کھول کر سن لو زمین اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔

(پیدا خدا تعالیٰ نے کی ہے اور زمین پر حکم اس کے پیارے حبیب ﷺ کا چلتا ہے) لہٰذا اس فرمان ذیشان ''اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ'' کے بعد زمین میں یہ طاقت ہی نہ رہی کہ وہ اس بے ادب کو قبول کر سکے۔ یا اللہ ہم سب کو بے ادبی سے بچا۔

۵

مری ہوئی بیٹی زندہ ہو گئی

شفاء قاضی عیاض میں ہے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص دربارِ نبوت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے اپنی فلاں بیٹی کو فلاں وادی

میں پھینک دیا تھا، یہ سن کر شفیقِ اُمت ﷺ اس کے ساتھ اس وادی میں پہنچ گئے اور اس لڑکی کا نام لے کر یوں ندا دی: اے فلاں کی بیٹی! اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ یہ زبان حق ترجمان سے فرمانا تھا کہ فوراً وہ لڑکی زندہ ہو کر حاضر ہو گئی اور عرض کیا:

"لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!"

رسولِ اکرم نبی محترم ﷺ نے فرمایا بیٹی! تیرے ماں باپ ایمان لا چکے ہیں کیا تو چاہتی ہے کہ تجھے تیرے والدین کے سپرد کر دوں، یہ سن کر لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ چونکہ میں نے اپنے رب کریم کو والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے اس لیے مجھے یہیں رہنے دیں۔

(شفاء شریف، ۱/۳۲۰ جلد ۱، رحمۃ اللعٰلمین، ص ۳۲۲)

٦

آنحضور ﷺ کے بلانے پر درخت بھاگتا ہوا حاضر ہو گیا

سیدنا ابنِ عمر صحابی رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے

ساتھ سفر میں تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا۔ اسے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر کیا دلیل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت جو نظر آرہا ہے اگر یہ آکر گواہی دے تو ایمان لائے گا؟ اس نے کہا کیوں نہیں باعثِ ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا سب نے دیکھا کہ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہو گیا آپ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی اس نے تینوں بار با آواز گواہی دی پھر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے واپس اپنی جگہ چلا گیا۔

(مجمع الزوائد، ۸/ ۲۹۵، رواہ الدارمی، ۱/ ۱۸ مشکوۃ المصابیح، ص ۵۴۱)

۷

زبان پاک سے دعا فرمائی
تو دیوانہ بچہ تندرست ہو گیا

ایک عورت اپنے ایک بچے کو دربار نبوت میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میرے بچے کو بیماری ہے اور یہ ایسے ایسے کرتا ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعاء کر دیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اسے موت دیدے۔ یہ سن کر حبیبِ خدا

سید انبیاء ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں اس کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ﷻ اسے شفا دے اور یہ جوان ہو کر مردِ صالح بنے پھر یہ اللہ کی راہ میں جنگ کرے اور شہید ہو کر جنت پہنچ جائے۔

فَدَعَا لَهُ فَشَفَاهُ اللّٰهُ وَ شَبَّ وَ كَانَ رَجُلًا صَالِحًا فَقَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقُتِلَ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

(حجۃ اللہ علی العٰلمین، ص ۴۲۹، الخصائص الکبریٰ ۲/۰۷)

یعنی جب اس بچے کے لیے رحمت دو عالم ﷺ نے دعا فرمائی تو وہ تندرست ہو گیا اور وہ جوان ہو کر بڑا نیک مرد ثابت ہوا پھر وہ جنگ میں شریک ہو کر کافروں سے لڑا حتی کہ وہ شہید ہو کر جنت پہنچ گیا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

۸

دعا سے دیوانہ بچہ صحت مند ہو گیا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک عورت اپنے

دیوانے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میرا یہ بچہ دیوانہ ہے اور یہ صبح وشام ہمیں بہت پریشان کرتا ہے۔ یہ سن کر سرکار ﷺ نے:

فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا لَهٗ فَثَعَّ ثَعَّةً فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلَ الْجَرْوِ الْاَسْوَدِ فَشُفِيَ .

(سنن الدارمی، ۱/۱۹، مجمع الزوائد، ۹/۵، مسند احمد، ۱/۲۳۰، مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۴۱، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۲۲۹)

یعنی اس دیوانے بچے کے سینے پر نبی کریم ﷺ نے رحمت والا ہاتھ مبارک پھیرا اور زبان مبارک سے دعاء فرمائی تو اس بچے نے قے کردی اور اس کے پیٹ سے ایک کالے رنگ کی کتے کے بچے کی طرح کی کوئی چیز بھاگ گئی اور وہ بچہ تندرست ہوگیا۔

نوٹ: اس واقعہ میں زبان مبارک اور ہاتھ مبارک دونوں کا اعجاز ثابت ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الَّذِىْ بَعَثَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۹

زبان مبارک کے حکم سے بچہ تندرست ہو گیا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جس کو علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حسن کہا ہے تخریج کی۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور جب وادی روحا میں پہنچے تو شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ قصد کر کے آرہی ہے۔ یہ دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری روک لی اور جب وہ عورت قریب آئی تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بچہ جب سے پیدا ہوا ہے یہ بیمار چلا آرہا ہے۔ یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑ کر اپنے آگے بٹھایا اور اس کے منہ میں لعابِ دہن مبارک ڈالا اور فرمایا:

اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

یعنی اے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دشمن! نکل جا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول ہوں۔

یہ فرما کر وہ بچہ اس کی ماں کو پکڑا دیا اور فرمایا اسے لے جا اب اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حج سے فارغ ہو کر بطن روحا میں پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حاضر ہوگئی تو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بی بی اس بکری کا ایک بازو مجھے دے اس نے حاضر کر دیا پھر فرمایا دوسرا بازو بھی پکڑا اس نے حاضر کر دیا پھر فرمایا اور بازو پکڑا اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں وہ میں نے حاضر کر دیئے ہیں۔ یہ سن کر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ سَکَتِّ مَا زِلْتِ تَنَاوِلُنِیْ ذِرَاعاً مَا قُلْتُ لَکِ نَاوِلِیْنِیْ ذِرَاعاً.

(الخصائص الکبریٰ، ۲/ ۳۰۶، حجۃ اللہ علی العٰلمین، ص ۴۲۷)

یعنی بی بی اگر تو چپ رہتی (یہ نہ کہتی کہ بازو تو دو ہی ہوتے ہیں) تو جب تک میں کہتا رہتا تو مجھے بازو پکڑاتی ہی رہتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ.

۱۰

بچہ کا جلا ہوا ہاتھ آب دہن کی برکت سے فوراً ٹھیک ہو گیا

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جمیل سے روایت کرتے ہیں میری والدہ نے بتایا میں تجھے لے کر حبشہ سے آ رہی تھی اور جب مدینہ منورہ سے ایک دن کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے ایک جگہ کھانا پکایا اسی دوران ایندھن ختم ہو گیا میں لکڑیاں لینے گئی تو تُو نے ہنڈیا کو کھینچا اور وہ ہنڈیا تیرے اوپر گر گئی اور تیرا بازو جل گیا میں تجھے لے کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئی یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بازو پر آب دہن مبارک ڈالا اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔

فَمَا قُمْتُ بِكَ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰى بَرِأَتْ يَدُكَ.

(زرقانی علی المواہب ۵/۱۹۲، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۲۸، الخصائص الکبریٰ، ۲/۶۹)

یعنی میں تجھے لے کر اٹھی تو تُو بالکل تندرست تھا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۱۱

کٹا ہوا بازو آبِ دہن کی برکت سے ساتھ جڑ گیا

سیدنا خبیب بن یساف رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں ایک جنگ میں شریک ہوا اور دورانِ جنگ کسی نے میرے بازو پر حملہ کیا تو میرا بازو لٹک گیا میں اسے پکڑ کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ دہن مبارک لگا کر میرا بازو میرے کندھے سے جوڑ دیا اور میں اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور پھر میں نے اُسی بازو کے ساتھ اُسی دشمن کو قتل کر دیا جس نے میرا بازو کاٹا تھا۔

(شفاء شریف، ۱/۳۱۳، الخصائص الکبریٰ، ۲/۷۰، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۳۲۸)

۱۲

کھاری کنویں میں آبِ دہن ڈالنے سے وہ کنواں ہمیشہ کے لیے میٹھا ہو گیا

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کنویں میں آبِ دہن

مبارک ڈالا تو وہ کنواں ہمیشہ کے لیے دارالشفاء بن گیا۔ چنانچہ سیدنا اُسَید، سیدنا ابو سہل اور بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیرِ بضاعہ پر تشریف لائے اور ڈول میں کلی کی پھر اس کو کنویں میں ڈال دیا پھر دوبارہ کلی فرمائی اور کنویں میں ڈال دیا اس کنویں سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پانی نوش فرمایا۔

پھر جب کوئی بھی بیمار ہوتا تو فرماتے بضاعہ کنویں کے پانی سے اسے نہلاؤ بس نہلاتے ہی فوراً تندرست ہو جاتا بلکہ بیماری سے یوں اُٹھتا جیسے اونٹ کو گوڈی کھول دو تو فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین، ص۳۳۰، الخصائص الکبریٰ، ۲/۷۱)

۱۳

صرف نام بدلنے سے پانی میٹھا ہو گیا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ قرد پر تشریف لے جاتے ہوئے ایک پانی پر سے گزرے جو کہ نہایت کڑوا تھا پوچھا اس پانی کا کیا نام ہے عرض کیا گیا اس کا نام بیسان ہے یہ سن کر فرمایا نہیں بلکہ اس کا نام نعمان ہے۔

بس نام بدلنے سے اس کی حقیقت بھی بدل گئی وہ بالکل میٹھا ہو گیا۔ (شفاء شریف ۱/۲۱۸، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۲)

اے میرے مسلمان بھائی غور کر کیا یہ کہنا درست ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

۱۴

کمزور اونٹ کُلی مبارک کی برکت سے دوڑنے لگ گیا

سیدنا خلاد رضی اللہ عنہ بن رافع اور ان کے بھائی رفاعہ بدر کی طرف نکلے اور ایک اونٹ پر دونوں سوار تھے۔ جب وہ رُوحا کے قریب پہنچے تو چونکہ اونٹ نہایت ہی لاغر تھا وہ بیٹھ گیا، کمزوری کی وجہ سے اُٹھتا نہیں تھا۔ دونوں بھائی بیان کرتے ہیں ہم نے دعاء کی یا اللہ ہمیں بدر تک پہنچا دے تو ہم اس اونٹ کو ذبح کر کے تقسیم کر دیں گے۔ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیکھ کر فرمایا کیا ہوا؟ ہم نے ماجرا عرض کیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

سواری پر سے اُترے اور وضو کیا پھر پانی میں کلی مبارک ڈال دی اور فرمایا اس کے منہ میں ڈالو اس کے سر پر گردن پر اور کوہان پر ڈال دو ہم نے ایسے ہی کیا اور سرکار ﷺ نے دعا کی۔ اونٹ اٹھا اور دوڑنا شروع کیا حتّٰی کہ ہم سب سے اگلے قافلے تک پہنچ گئے اور بدر جا کر ہی رُکے، پھر ہم نے اپنی نذر کے مطابق اس اونٹ کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا۔ (رحمۃ اللہ علی العلمین، ص ۲۳۴)

۱۵

زبان حق ترجمان سے دعا نکلی تو موسم ہی تبدیل ہو گیا

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان کہی تو چونکہ سردی بہت زیادہ تھی اس وجہ سے نمازی مسجد میں نہ آسکے اور جب باعثِ ایجادِ عالم ﷺ تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے وجہ پوچھی اور آپ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) سردی کی وجہ سے نمازی نہیں آسکے۔ یہ سن کر محبوب خدا ﷺ نے دعاء کی:

اَذْهِبْ اللّٰهُمَّ عَنْهُمُ الْبَرْدَ.

''یا اللہ نمازیوں سے سردی دور کردے۔''

تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ نمازی مسجد میں پنکھا کر رہے ہیں۔

فَرَاَيْتُهُمْ يَتَرَوَّحُوْنَ فِی السُّبْحَةِ.

(دلائل النبوۃ ابو نعیم، ۲/۳۶۳، حجۃ اللہ علی العٰلمین، ص ۲۳۶، الخصائص الکبریٰ، ۲/۸۳)

۱۶

زبان مبارک سے دعاء کی تو

مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے سردی، گرمی بھاگ گئی

سیدنا مولیٰ علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو سردی لگی، وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوگئے اور عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سردی لگ رہی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے یہ دعا نکلی:

اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ.

''یا اللہ میرے علی سے سردی گرمی دور کردے۔''

اس دعا کے بعد مولیٰ علی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نہ مجھے سردی لگی نہ گرمی ، بلکہ جب سرد موسم آتا تو آپ (رضی اللہ عنہ) باریک کپڑے پہن لیتے اور جب گرم موسم آتا تو آپ (رضی اللہ عنہ) موٹے کپڑے پہن لیتے (گویا کہ یہ اظہار تھا ۔دیکھو لوگو! میرے آقا کی شانِ محبوبی)۔

نوٹ مانگی تھی ایک چیز انعام میں دو چیزیں مل گئیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ عَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

(الخصائص الکبریٰ ۱/۲۵۲، دلائل النبوۃ ۶/۲۳، ۲۶۳، سیرت حلبیہ ۲/۱۹۰، مجمع الزوائد ۹/۱۳۵)

۱۷

صحابی کا نام سفینہ رکھنے سے وہ سات اونٹوں کا بوجھ اُٹھا لیتے

حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے۔فرمایا: میرا نام میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینہ رکھا ہے۔ پوچھا کیوں؟ تو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف لے

گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے ان کے وزن ان پر بوجھل تھے تو مجھے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چادر بچھاؤ میں نے بچھا دی تو سب نے اپنا سامان اس میں رکھ دیا اور اُٹھا کر میرے اوپر رکھ دیا اس والیٔ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اس کو اُٹھا کیونکہ تو سفینہ ہے (کشتی ہے)۔ بس اس دن سے ایک یا دو تین چار پانچ چھ سات اونٹوں کا سامان اُٹھالوں تو مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۶۳۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

۱۸

سرکار کی دعاء سے ۹۳ سال تک جوان رہے ایک بال بھی سفید نہ ہوا

سیدنا عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا میں نے پانی حاضر کر دیا اس برتن میں ایک بال تھا میں نے وہ نکال دیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانِ حق ترجمان سے دعاء کی:

”اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ“ یا اللہ اسے خوب صورت کر دے۔

راوی بیان کرتے ہیں میں نے ان کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا تو ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔

(مدارج النبوت فارسی، ۱/ ۲۳۸، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۲۳۷)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ زَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْاَخْيَارِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔

۱۹

بوڑھے یہودی نے محبت سے داڑھی مبارک کو صاف کیا تو سرکار ﷺ کی دعا سے وہ جوان ہو گیا

بیہقی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی داڑھی مبارک کو صاف کیا (اس میں کوئی چیز پڑ گئی تھی) پس آپ نے فرمایا:

”اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ“ یا اللہ اسے خوب صورت کر دے۔

اس یہودی کے داڑھی کے سارے بال سفید ہو چکے

تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے پھر سیاہ ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ، ۱/ ۲۲۸، حجۃ اللہ علی العلمین، ۱/ ۴۳۷)

۲۰

زبانِ حق ترجمان سے درخت کو بلایا تو وہ زمین چیرتا ہوا حاضر ہو گیا پھر حکم لے کر واپس چلا گیا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب وادیِ حجون میں تھے اور مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ستایا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی یا اللہ مجھے کوئی نشانی دکھا جس سے میں مشرکینِ مکہ کی ایذاء رسانی کی وجہ سے پریشان نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا اس درخت کو جو وادی کے کنارے کھڑا ہے آپ اس کو بلائیں تو وہ درخت بلانے پر زمین کو پھاڑتا ہوا حاضر ہو گیا اور سلام عرض کیا پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو وہ اپنی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کافی ہے مشرکین مکہ کی ایذاء رسانی کی کوئی پروا نہیں۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۴۱)

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے ملتے جلتے چار واقعات تحریر فرمائے ہیں۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۲۱

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے درخت چل کر حاضر ہوگیا پھر حکم کے ماتحت واپس ہوا

ایک اعرابی نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کوئی ایسی نشانی دکھائیں جو کہ صداقت کی دلیل بن سکے یہ سن کر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور اس درخت کو پیغام دے کہ تجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول بلاتے ہیں، یہ پیغام سنتے ہی وہ درخت ایک طرف جھکا اور پھر دائیں بائیں آگے پیچھے مڑ کر اس نے اپنی جڑیں توڑیں اور جڑیں گھسیٹتا ہوا زمین چیرتا ہوا حاضر ہوگیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرتا ہے:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

یہ دیکھ کر اعرابی نے کہا اب اس کو حکم فرمائیں کہ یہ واپس جائے

درخت حکم ملتے ہی واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی نے اسلام قبول کرلیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں یہ سن کر فرمایا نہیں اگر سجدہ جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پھر اعرابی نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں۔ یہ سن کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور اس نے دست بوسی وقدم بوسی کی۔

(شفاء شریف، ۱/۱۹۶، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مَنِ اتَّخَذْتَهٗ حَبِيْبًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

اس مقام پر علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین واقعات اسی جیسے تحریر فرمائے ہیں۔

۲۲

سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھجور کے درخت سے اس کا خوشہ حاضر ہوگیا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ ایک اعرابی رسول

اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟

فرمایا اگر میں کھجور کے اس درخت کے خوشہ کو بلاؤں تو تُو اس بات کی گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ پس آپ نے اس خوشہ کو بلایا تو اس نے درخت سے اترنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے آگرا۔ پھر آپ نے فرمایا واپس جا تو وہ واپس لوٹ گیا، یہ دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا۔

یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

(ترمذی شریف ۲/ ۲۲۶، ابواب المناقب، حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۴۴۲)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۲۳

آبِ دہن مبارک لگانے سے سیّدنا حارث بن اوس کی ٹانگ اور سر بالکل ٹھیک ہو گئے

کعب بن اشرف یہود کے علماء میں سے تھا اور حضور ﷺ کی شان رفیع میں ہرزہ سرائی کیا کرتا تھا اس کو بعض صحابہ کرام

نے قتل کر دیا۔ ان جاں نثاروں میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کو تلوار لگی اور سر اور ٹانگ زخمی ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُٹھا کر دربارِ رسالت میں پیش کر دیا تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر آبِ دہن مبارک لگایا تو ساری تکلیف جاتی رہی۔ (حجۃ اللہ علی العٰلمین، ص۴۴۴)

اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی اَفْضَلِ الْخَلْقِ وَخَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۴

ڈوبا ہوا سورج واپس آتا ہے

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

(مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

خیبر میں صہبا کے مقام پر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے کہ (سورج غروب ہو گیا اور حیدرِ کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے) سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر مولیٰ علی

کرم اللہ وجہ الکریم نے عرض کیا حضور! ابھی نماز عصر نہیں پڑھی اور سورج غروب ہو گیا ہے۔ یہ سن کر اکرم الاوّلین والآخرین ﷺ نے زبان حق ترجمان سے یوں دعاء کی:

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ.

یا اللہ یہ پیارے علی تیری اور تیرے پیارے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا سورج واپس کر دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا صحابیہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا سورج غروب ہو جانے کے بعد پھر واپس آیا پہاڑوں پر دھوپ چمکی۔

تنبیہ:

اس حدیث پاک کو بڑے بڑے جلیل القدر علماء و محدثین نے ثابت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ مثلاً

۱۔ سیدنا امام طحاوی نے مشکل الحدیث میں

۲۔ حضرت قاضی عیاض نے شفاء شریف میں

۳۔ محدث طبرانی نے معجم میں

۴۔ ابن مندہ نے

۵۔ ابن شاہین نے

۶۔ ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الرّیاض

۷۔ امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں

۸۔ امام عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں

۹۔ امام احمد بن صالح نے بحوالہ نسیم الریاض زرقانی

۱۰۔ علامہ خفاجی نے نسیم الرّیاض میں

۱۱۔ حضرت ملا علی قاری نے شرح شفا میں

۱۲۔ امام سخاوی نے مقاصدِ حسنہ میں

۱۳۔ علامہ ابنِ عابدین نے ردالمختار میں

۱۴۔ علامہ حلبی نے سیرتِ حلبیہ میں

۱۵۔ علامہ تقی الدین حلبی نے نزہتہ الناظرین میں

۱۶۔ شیخ عماد الدین نے بهجة المحافل میں

۱۷۔ حافظ الحدیث علامہ سیوطی نے کشف اللبس میں

۱۸۔ علامہ اشخرِیمنی نے شرح بهجة المحافل میں

۱۹۔ قاضی القضاۃ امام عراقی نے تقریب میں

۲۰۔ علامہ حقی نے تفسیر روح البیان میں

۲۱۔ مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں

۲۲۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں

۲۳۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں

۲۴۔ حضرت ملاّ جیون نے نُور الانوار میں

۲۵۔ حب الرّسول علامہ نبہانی نے انوارِ محمدیہ میں

۲۶۔ عارف باللہ شیخ فریدالدین عطار نے منطق الطیر میں

۲۷۔ شیخ المشائخ خواجہ غلام محی الدّین قصوری دائم الحضوری نے تحفہ رسولیہ میں

۲۸۔ مولانا نور بخش توکلی نے سیرت رسول عربی ﷺ میں

۲۹۔ امام نووی نے شرح مسلم میں

۳۰۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی نے منیر العین میں

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

نوٹ فقیر ابوسعید غفرلہٗ نے بڑے بڑے اکابر اور فحول علماء و محدثین کرام کے حوالے اس لیے لکھے ہیں کہ جن لوگوں کا ایمان

کمزور ہے ضعیف ہے وہ اس حدیث پاک کوموضوع قرار دے کر اور جھوٹ بول کر دلوں سے عشق رسول کھینچنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ﷻ ایسے لوگوں سے ایمانداروں کو بچائے، آمین

مسئلہ کی تفصیل کے لیے فقیر کا رسالہ ردِّ شمس پڑھیں انشاء اللہ دل مطمئن ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

۲۵

عتیبہ بن ابولہب کی گستاخی پر زبانِ حق ترجمان سے دعا نکلی:

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْهِ كَلْبًا مِّنْ كِلَابِكَ

تو اس گستاخ کو شیر نے چیر پھاڑ دیا

عتیبہ بن ابولہب نے سید العٰلمین ﷺ کی شان رفیع میں بے ادبی کی بات کہی تو خدائے قدوس نے اپنے حبیب ﷺ کی زبان پاک پر یہ دعائے جلال جاری کر دی:

اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ

یا اللہ اس پر درندہ مسلط کردے۔

اور یہ بات ابولہب نے سن لی اب اس کے دل کو چین نہیں آتا تھا کیونکہ کافروں کا انکار صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تھا ورنہ ان کے دل مانتے تھے کہ یہ سچے رسول ﷺ ہیں بدیں وجہ ابولہب کا دل گواہی دیتا تھا کہ ان کی زبان پاک سے جو بات نکلے وہ ہو کر رہتی ہے۔ ایک مرتبہ ابولہب کو بامر مجبوری اسی عتیبہ کو تجارتی قافلے کا میرِ کارواں بنا کر بھیجنا پڑا تو ابولہب قافلے کے شرکاء کو بار بار تاکید کرتا کہ عتیبہ کا خیال رکھنا کہیں اس کو کوئی درندہ نہ کھا جائے قافلہ روانہ ہوا اور ایک جگہ قافلہ نے پڑاؤ کیا وہاں قریب کسی راہب کا عبادت خانہ تھا اس نے دیکھا تو پیغام بھیجا اے عرب کے لوگو! یہاں درندے بھی ہیں لہٰذا ہوشیار ہو کر سونا اس پر قافلے والوں کو ابولہب کا پیغام بھی یاد آیا تو انہوں نے آپس میں میٹنگ کی اور عتیبہ کو بوریاں، چھٹیاں جوڑ کر پشتہ بنا کر اس کے اُوپر سُلا دیا اور خود گرد اگرد سو گئے اور وہ وقت آن پہنچا جس کی دعائے جلال فرمائی گئی تھی، جنگل سے شیر

آیا اس نے ایک کو سُونگھا دوسرے کو تیسرے کو سُونگھا (تھے سارے ہی مشرک ان میں سے کوئی بھی کلمہ گو نہ تھا مگر شیر کسی گستاخ کو تلاش کر رہا تھا) جب شیر کو اپنا شکار (گستاخ رسول ﷺ) نہ ملا تو اس نے چھلانگ لگائی اور پُشتے کے اوپر چڑھ گیا اس نے عتیبہ کے منہ پر ناک رکھ کر سونگھا تو اسے بے ادبی کی بو آئی شیر دھاڑا اور عتیبہ کو چیر کر ختم کر کے بھاگ گیا۔

نوٹ بعض روایتوں میں ہے کہ اس سفر میں ابولہب بھی ساتھ تھا۔ (سیرت حلبیہ ۲/۴۰۳، مدارج النبوۃ ۱/۳۲۹، تفسیر روح البیان ۹/۲۱۱،۱۰/۵۳۳)

۲۶

کھانے پر کچھ زبان پاک سے پڑھا تو کھانا ختم نہ ہوا

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میرے (سوتیلے والد) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں نے حبیب خدا ﷺ کی آواز مبارک سے اندازہ لگایا ہے کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے تو کیا گھر میں کوئی چیز ہے۔ حضرت اُمِ سلیم نے فرمایا ہمارے گھر میں جو کی

کچھ روٹیاں ہیں اور وہ روٹیاں نکالیں اور پھر ایک دوپٹہ نکال کر اس کے کنارے سے وہ روٹیاں باندھ دیں پھر وہ روٹیوں والی طرف میری بغل میں دیگر باقی حصہ دوپٹے کا میری گردن کے گرد لپیٹ دیا اور مجھے فرمایا یہ لے جاؤ مسجد شریف میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرو۔ میں مسجد شریف میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں میں نے سلام عرض کیا تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے بھیجا ہے؟ عرض کی جی حضور! فرمایا: کچھ کھانا دے کر بھیجا ہے؟ عرض کیا جی حضور۔ یہ سن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا اُٹھو ابوطلحہ کے گھر چلیں یہ سن کر میں نے آگے آگے آکر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ماجرا بیان کردیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فوراً میری والدہ اُمِ سلیم کے پاس گئے اور بیان کیا کہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سمیت تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس سوائے ان روٹیوں کے اور کچھ بھی نہیں

ہے یہ سن کر میری والدہ ماجدہ نے کہا:

"اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ" یعنی اللہ رسول جانیں ہمیں کیا فکر۔ (اگر وہ صحابہ کرام کو لے کر آرہے ہیں تو انتظام بھی کرلیں گے) یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور آگے آ کر استقبال کیا اور جب باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر جلوہ فرما ہوئے تو فرمایا اے اُم سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ۔ میری والدہ ماجدہ نے وہی جو کی روٹیاں حاضر کر دیں، شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان روٹیوں کو "بھور" دیا جائے لہٰذا ان کو بھور کر اُوپر سے گھی والا ڈبہ نچوڑ دیا وہ مالیدہ بن گیا تو اس پر حبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو منظور تھا وہ پڑھا ازاں بعد فرمایا: اے ابوطلحہ! دس (۱۰) آدمیوں کو کہو آئیں اور کھائیں وہ سیر ہو کر کھا کر نکل گئے تو پھر اور دس (۱۰) کو بلایا وہ کھا کر نکل گئے حتیٰ کہ سب نے سیر ہو کر کھایا اور وہ کھانے والے حضرات تعداد میں ستر (۷۰) اسی (۸۰) تھے ازاں بعد شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور گھر والوں نے کھایا اور تبرک چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کھانے والے حضرات کھا رہے تھے

تو میں جھک جھک کر دیکھتا تھا کہ یہ کھانا کم تو نہیں ہوا لیکن وہ کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔

(دارمی صفحہ ۱/۲۷، مسلم شریف ۲/۱۷۹، البدایہ والنہایہ ۹/۱۰۸، صحیح بخاری ۱/۵۰۵، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۷، ترمذی ۲/۲۲۶ ابواب المناقب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ۔

۲۷

سراقہ کے لیے دعائے جلال فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

جب نبی اکرم حبیبِ مکرّم ﷺ ہجرت کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں کفارِ مکہ نے (ابوجہل وغیرہ نے) انعام کا اعلان کر دیا، خود سراقہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ قریش مکہ کے قاصد ہمارے پاس آئے اور کہا جو شخص محمد ﷺ کو یا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر کے یا گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ میں اپنی قوم بنو مدلج میں

بیٹھا تھا کہ کسی نے آکر کہا اے سراقہ میں نے ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں میرے خیال میں وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہیں میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں مگر میں نے کہہ دیا وہ نہیں ہیں بلکہ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے سے گئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں مجلس سے اُٹھ کر گھر آیا اور اپنی لونڈی سے کہا میرے گھوڑے کو پشتہ کے پیچھے سے بطن وادی میں لے جا کر کھڑا کرے اور میں نیزہ لے کر گھر کے عقب سے نکلا اور نیزے کے بالائی حصہ کو نیچے کیے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو دوڑایا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۶۲)

آگے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیں، شاہِ کونین ﷺ جب آرام فرما کر اُٹھے اور پوچھا کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کیا وقت ہو چکا ہے۔

قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَ اتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.

یعنی ہم سورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور دیکھا کہ پیچھے سراقہ آرہا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دشمن آگیا۔ یہ سن کر فرمایا ابوبکر غم نہ کھا کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور شاہِ کونین ﷺ نے سراقہ پر دعائے جلال فرمائی:

فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهٖ فِىْ جَلْدٍ مِّنَ الْاَرْضِ۔

یعنی دعا فرمانا تھا کہ سراقہ کا گھوڑا سخت زمین میں پیٹ تک دھنس گیا (بعض کتابوں میں ہے کہ تین بار ایسے ہی سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنستا رہا) یہ دیکھ کر سراقہ نے کہا میں جان گیا ہوں کہ یہ آپ (ﷺ) کی دعاء کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب آپ میرے حق میں دعاء فرمائیں اور میں اللہ تعالیٰ ﷻ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پیچھے آنے والوں کو واپس لوٹاؤں گا۔

یہ سن کر جب نبی رحمت ﷺ نے اس کے لیے دعاء فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا اور پھر وہ واپس ہوگیا اور جو اس کو آنے والا ملتا سراقہ کہتا میں اس طرف سے ہو کر آیا ہوں، ادھر نہیں ہیں اور وہ سب کو واپس لوٹاتا رہا۔

(بخاری شریف، ۱/۵۵۳، مسلم شریف، ۲/۴۱۹، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۰)

۲۸

کنویں میں کُلی ڈالی تو پانی ختم ہوتا ہی نہیں تھا

سیدنا براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حدیبیہ کے مقام پر پہنچے اور ہم چودہ سو تھے ہم نے حدیبیہ کے کنویں کا سارا پانی کھینچ لیا اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا جب پانی ختم ہو گیا تو اس رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا عرض کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر کنویں کی منڈیر پر جلوہ گر ہو گئے پھر تھوڑا سا پانی منگایا اور وضو کر کے کُلی کنویں میں ڈال دی اور فرمایا تھوڑی دیر رہنے دو، زاں بعد ہم سب واپس ہونے تک اس میں سے پانی پیتے رہے، گھوڑوں، اُونٹوں کو پلاتے رہے۔ (وہ پانی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا)

(بخاری شریف، ۲/ ۵۹۸، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۲)

۲۹

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی تو وہ فوراً مسلمان ہو گئی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری ماں شرک میں

گرفتار تھی۔ میں اسے اسلام کی دعوت دیتا مگر وہ مانتی نہ تھی۔ ایک دن جبکہ میں نے اپنی والدہ کو دعوتِ اسلام دی تو اس نے میرے آقا ﷺ کی شان میں ایسی بات کہی جس کو میں سن نہیں سکتا تھا۔ میں وہاں سے دوڑا اور نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا۔

رسول اکرم ﷺ نے پوچھا ابو ہریرہ کیا ہوا میں نے ماجرا عرض کر کے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) میری والدہ کے لیے ہدایت کی دعاء فرمادیں۔ یہ سن کر نبی رحمت ﷺ نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ.

یا اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

یہ سن کر میں خوشی خوشی واپس دوڑا اور جب میں دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا اور جب میری والدہ نے میرے پاؤں کی آہٹ سنی تو زور سے فرمایا:

مَكَانَكَ اَبَا هُرَيْرَةَ. یعنی ابو ہریرہ ٹھہر جا۔

جب میں کھڑا ہو گیا تو میں نے پانی کی چھلباہٹ سنی چونکہ میری والدہ غسل کر رہی تھی، اس نے غسل کر کے کپڑے

پہنے اور دوپٹہ نہ اوڑھ سکی بلکہ جلدی جلدی سے دروازہ کھول کر کہا اے ابو ہریرہ گواہ ہو جا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

یہ سن کر میں واپس خوشی سے روتا ہوا دوڑا اور دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کر دیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد کی اور فرمایا بہت اچھا ہوا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۵، مسلم شریف، ۲/۳۰۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۳۰

دم کرنے والے پر ایسا دم فرمایا کہ وہ انہیں کا ہو کر رہ گیا

سیدنا ابن عباس صحابی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص جس کا نام ضماد تھا وہ بڑی بڑی بیماریوں میں دم کیا کرتا تھا مثلاً جنون، سحر، آسیب وغیرہ وہ مکہ مکرمہ سے آیا اور وہ قبیلہ ازد شنوء کا ایک

فرد تھا تو جب اس نے مکہ مکرمہ کے بیوقوفوں (قریش مکہ) سے سنا وہ کہتے ہیں کہ محمد دیوانہ ہو گیا ہے (معاذ اللہ) ضماد بولا میں اسے دیکھوں اور دم کروں شاید اللہ تعالیٰ ﷻ میرے ہاتھ سے اسے شفا دے دے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملا اور ضماد نے کہا اے محمد (ﷺ) میں جن آسیب وغیرہ کے دفیعہ کے لیے دم کرتا ہوں تو کیا آپ مجھ سے دم کرانا پسند کریں گے، یہ سن کر شاہِ کونین ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے یہ پڑھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ. اما بعد!

جب ضماد نے اتنا سنا تو وہ مبہوت ہو گیا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ) ایک بار پھر سنایئے سرکار ﷺ نے پھر پڑھا اس نے عرض کیا ایک بار پھر سنایئے تیسری بار سن کر ضماد بولا میں نے

کاہنوں کا کلام سنا ہے جادوگروں کا کلام سنا ہے میں نے شاعروں کا کلام سنا ہے لیکن میں نے آج تک اس کلام جیسا کوئی کلام نہیں سنا۔ اس کلام کی فصاحت و بلاغت تو سمندر کی تہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ یارسول اللہ (ﷺ) اپنا دست مبارک دیجیے تا کہ میں حضور کے دست مبارک پر اسلام قبول کروں تو وہ مسلمان ہوکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہوگیا۔

(مسلم شریف ۱/ ۲۸۵، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲۵، الخصائص الکبریٰ ۱/ ۱۳۲)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ نَتَنَعَّمُ فِيْ هٰذِهِ الدَّارِ وَفِيْ تِلْكَ الدَّارِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ۔

آیا تھا دم کرنے مگر اس پر ایسا دم ہوا کہ وہ انہیں کا ہو کر صحابی بن کر جہاں بھر کے ولیوں، قطبوں، غوثوں سے بالاتر ہوگیا۔

۳۱

تھوڑے کھانے پر برکت کی دعا اور سب نے توشہ دان بھر لیے

تبوک کی جنگ نہایت ہی کٹھن جنگ تھی دُور دراز علاقہ

گرمی کی شدت، مہینہ بھر کا راستہ تھا، غذائی قلت، یہ سب عوارضات تھے مگر عشاقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی بھی رکاوٹ کی پروا کیے بغیر آزمائش میں پورے اُترے اسی سفر کے دوران کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا توشہ دان خالی ہو گئے کھانے کو کوئی چیز میسر نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہم مشورہ کرکے دربارِ رسالت میں درخواست پیش کی اگر اجازت ہو تو اونٹ ذبح کرکے کھا لیے جائیں۔ اجازت ہو گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھریاں نکال کر اُونٹ ذبح کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور پوچھا کیا کر رہے ہو؟ ماجرا بیان کرنے پر فرمایا ٹھہرو! میں دربارِ رسالت میں حاضری دے لوں پھر دیکھیں گے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یوں سواریاں ختم ہو جائیں گی اور سفر مشکل ہو جائے گا آپ حکم فرمائیں جو کچھ کسی کے پاس کھانے کی چیز ہے وہ حاضر کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی دُعا کر دیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ سرکاری فرمان پر کسی نے مٹھی بھر کھجوریں

پیش کیں، کوئی روٹی کا ٹکڑا لیے آ رہا ہے، دستر خوان پر تھوڑا سا کھانے کا سامان جمع ہو جاتا ہے۔

آگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے:

قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ اُدْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيْءُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطْعِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ أَوْعِيَتِكُمْ فَأَخَذُوْا فِيْ أَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَأُوْهُ قَالَ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضِلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا

اَللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یَلْقَی اللّٰہَ بِہِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍّ فَلَا یُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّۃِ.

(رواہ مسلم، ۱/۴۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۸، البدایہ والنہایہ، ۶/ ۱۱۸، المواہب اللدنیہ، ۲/ ۵۷۴، الخصائص الکبریٰ، ۱/ ۱۲۴-۲۷۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوہ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ حکم دیں تاکہ لشکر والے اپنا بچا ہوا کھانے کا سامان لائیں اور آپ برکت کی دعا فرمادیں فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔

چنانچہ چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جس کے پاس کوئی چیز کھانے کی ہے وہ لے آئے اس اعلان پر دیکھا گیا کوئی مکئی کی مٹھی لا رہا ہے تو کوئی کھجوروں کی مٹھی اور کوئی روٹی کا ٹکڑا اٹھائے آرہا ہے حتّی کہ دسترخوان پر کچھ تھوڑا سا (معمولی سا) کھانے کا سامان اکٹھا ہوا اس پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعاء فرمائی۔

زاں بعد فرمایا پہلے اپنے اپنے توشہ دان بھرلو چنانچہ سب نے توشہ دان بھر لیے حتّی کہ پورے لشکر میں ایک بھی ایسا لشکری نہ رہ گیا جس نے توشہ نہ بھرا ہو پھر فرمایا اب کھاؤ تو سب نے

پیٹ بھر کر کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا، یہ دیکھ کر امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول ہوں جو بندہ ان دونوں گواہیوں کو لے کر دربارِ الٰہی میں حاضر ہو بشرطیکہ ان دونوں شہادتوں میں شک کرنے والا نہ ہو تو ایسا بندہ جنت سے روکا نہ جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

۴۳

صحابی کے لیے دعا فرمائی یا اللہ یہ جب بھی دعا کرے قبول کر لیا کر تو وہ مستجاب الدعوات ہو گئے

سید العالمین اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ.

یا اللہ یہ میرا سعد صحابی جب بھی تجھ سے دعا کیا کرے تو اس کی دعا کو قبول فرما لیا کر۔

(ترمذی شریف صفحہ ۲۳۹ جلد ۱، المستدرک صفحہ ۴۹۹ جلد ۳، مشکوۃ صفحہ ۵۷۶ حاکم اور ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مستدرک مع تلخیص صفحہ ۴۹۹ جلد ۳)

اور سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت کے کرشمے مندرجہ ذیل واقعات سے ظاہر ہیں پڑھیے اور ایمان مضبوط کیجیے:

۱

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تو کچھ لوگوں نے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصاف نہیں کرتے۔ یہ سن کر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے خفیہ طور پر کچھ آدمی بھیجے تاکہ احوال کی تفتیش کریں وہ خفیہ آدمی گئے اور کوفہ کی مسجدوں میں پھرتے رہے نمازیوں سے پوچھتے رہے تو وہ کہتے حضرت سعد بہت اچھے ہیں لیکن ایک مسجد میں گئے تو ایک شخص ابوسعدہ نامی سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا تو اس نے کہا اگر تم ہم سے قسم دے کر پوچھتے ہو تو سنو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصاف نہیں کرتے یہ مال کی صحیح تقسیم نہیں کرتے، خود جنگوں میں شریک نہیں ہوتے اور جب یہ بات سیدنا سعد صحابی تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے یوں دعاء کی یا اللہ یہ

ابو سعدہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کردے اور اس کی تنگدستی بڑھا دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کردے تو وہ شخص ابو سعدہ بہت بوڑھا ہو گیا اس کی بھنویں آنکھوں پر ڈھلک پڑیں اور وہ نہایت تنگدست اور کنگال ہو گیا، گلیوں میں مانگتا پھرتا اور اس بڑھاپے میں وہ نوجوان لڑکیوں کو آنکھیں مارتا اور ان سے چھیڑ چھاڑ کرتا اور جب اس سے کوئی پوچھتا تجھے کیا ہوا تو وہ جواب میں کہتا مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحابی کی دعا لگی ہے، بوڑھا اور کنگال ہو گیا ہوں اور فتنوں میں پھنس چکا ہوں۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۱۳۷، جمال الاولیاء، ص ۴۰)

۲

ایک عورت حضرت سعد صحابی رضی اللہ عنہ کو جھانکا کرتی تھی آپ اس کو منع فرماتے مگر وہ باز نہ آتی ایک دن اس نے جھانکا تو آپ کی زبان سے یہ دعا نکلی: شَاهَ وَجْهُكِ ''تیرا چہرہ بگڑ جائے'' تو اسی وقت اس کا چہرہ گدی کی طرف پھر گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ صفحہ ۱۳۸، جمال الاولیاء، ص ۴۱)

۳

ایک شخص نے سیدنا مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا یہ سن کر سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ نے دعاء کی یا اللہ یہ بندہ تیرے ولیوں میں ایک ولی کو بُرا کہہ رہا ہے لہٰذا یہ مجمع متفرق ہونے سے پہلے اس کو اپنی قدرت دکھا۔

راوی فرماتے ہیں اللہ کی قسم ابھی ہم متفرق نہ ہوئے تھے کہ اس کی سواری کودی اور اس بدبخت کو پتھروں میں پھینک دیا اس کا دماغ پھٹ گیا اور وہیں مر گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/صفحہ ۱۳۸، جمال الاولیاء، ص ۴۱)

۴

حضرت سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ کی اپنی بچی نے آپ کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو آپ کی زبان سے یہ دعاء سرزد ہوئی اللہ تیری قوت کم کردے تو وہ عرصہ تک کوتاہ قد ہی رہی اور جوان نہ ہو سکی۔ (جامع کرامات الاولیاء، ۱/ ۱۳۸)

۵

سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ جا رہے تھے ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو کہ سیدنا حیدرِ کرّار، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کی شان میں نازیبا الفاظ کہہ رہا تھا۔ یہ سن کر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارے تو ایسے لوگوں کو برا کہہ رہا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے خیر کا وعدہ آ چکا ہے لہٰذا یا تو تُو اس بدگوئی سے باز آ جا میں تیرے خلاف دعاء کرتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ مجھے یوں ڈراتے ہیں جیسے آپ نبی ہیں۔ یہ سن کر سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ نے دعاء کی یا اللہ یہ تیرے دوستوں کی شان میں بدگوئی کر رہا ہے یا اللہ آج کے دن اس کو اس کی سزا دے، اسی وقت ایک بختی اونٹ آیا وہ لوگوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور اس بدنصیب انسان کو روند ڈالا اور مار کر بھاگ گیا۔ اس پر لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے کہتے جا رہے تھے کہ اے ابو اسحاق! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے اور یہ اسی دعاء کا نتیجہ ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے حق میں دعاء فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ سَعْدًا اِذَا دَعَاكَ.

(جامع کرامات الاولیاء،۱/۱۳۰، جمال الاولیاء، ص ۳۱)

۶

حضرت سیدنا سعد صحابی رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر دریائے دجلہ عبور کرنا چاہتے تھے اور کشتیاں ساری کی ساری دُشمن نے قبضہ میں کر رکھی تھیں اور پھر دریا میں طغیانی بھی آگئی تھی کہ سیاہ جھاگ چڑھ آئی تو آپ نے لشکر کو فرمایا میں نے دریا عبور کرنے کا عزم کر لیا ہے لہٰذا میرے پیچھے آؤ میرے پیچھے گھوڑے دریا میں ڈال دو اور پڑھتے چلو:

نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

یہ پڑھتے ہوئے سارا لشکر پانی کے اوپر خراماں خراماں آپس میں گفتگو کرتے جا رہے ہیں اور جب فارسیوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے کہ یہ جن ہیں انسان نہیں اور ان ایرانیوں کا بہت سامال ہاتھ لگا نیز جب دریا کے دوسرے کنارے پہنچے تو آپ نے پوچھا کسی کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا ایک لشکری نے عرض کیا میرا پیالہ کاٹھی کے ساتھ بندھا

ہوا تھا رسی بوسیدہ تھی موجوں کے تھپیڑے لگ لگ کر رسی ٹوٹ گئی اور پیالہ دریا برد ہو گیا تو آپ کی دعاء سے وہ پیالہ بھی دریا نے کنارے پر ڈال دیا۔

(جامع کرامات الاولیاء،۱/۱۳۹)

مروان جیسا انسان بھی جانتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے حضرت سعد صحابی رضی اللہ عنہ بھی مستجاب الدعوات ہو چکے ہیں۔ چنانچہ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ایک دن مروان بیٹھا ڈھینگیں مار رہا تھا کہ یہ مال ہمارا ہے ہم جہاں چاہیں خرچ کرینگے۔ یہ سن کر حضرت سعد صحابی رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا ہاتھ اُٹھا کر فرمایا اے مروان دعاء کروں یہ سنتے ہی مروان اُچھلا اور جلدی سے قدموں میں گر گیا اور منت سماجت کی کہ نہیں حضور بد دعاء نہ کریں یہ مال اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا مال ہے۔

(جامع کرامات الاولیاء،۱/۱۳۸، جمال الاولیاء، ص۴۱)

مندرجہ بالا واقعات پر غور کریں کہ جس کے حق میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کی قبولیت کی دعاء کریں ان کی تو دعائیں

قبول ہوں، تو جن کی دعاء سے یہ مقام حاصل ہوا ان کی اپنی دعاء کی کیا شان ہوگی۔ یہ سارے کرشمے شانِ محبوبی کے ہیں ہم سب مسلمان یہ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے پیارے حبیب ﷺ خدا نہیں، خدا تعالیٰ کی اولاد نہیں، خدا تعالیٰ کے شریک نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ ﷻ کے پیارے حبیب و محبوب ہیں (ﷺ) اور

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

بے شک اللہ تعالیٰ ﷻ پر کوئی چیز واجب نہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعاء کو قبول نہیں کرنا تو اور کس کی دعاء کو قبول کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ﷻ ہمیں شان محبوبی سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

۴۳

دعاء فرمائی تو مال، اولاد میں برکت ہوگئی

حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ

میرا بیٹا ہے یہ آپ کا خادم ہے لہٰذا اس کے لیے دعاء فرما دیں۔
یہ سن کر حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَ بَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ.

یا اللہ اس کے مال میں برکت عطا کر مال زیادہ کر اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اس انس کو عطا فرمایا اس میں برکت دے۔

(مشکوۃ شریف، ص ۵۷۵، ترمذی شریف، ۲/۲۲۶، باب مناقب انس بن مالک)

ایک روایت میں یوں بھی ہے:

یا اللہ اس کی عمر زیادہ کر اور اسے جنت میں میرا رفیق بنا۔

تو یہ دعاء ایسی مقبول ہوئی کہ عام باغات میں کھجوروں پر سال میں ایک بار پھل لگتا لیکن سیدنا انس رضی اللہ عنہ صحابی کے باغ میں سال میں دو بار پھل لگتا اور اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ کے ایک سو اٹھائیس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور پوتے پوتیاں تو بہت زیادہ تھے، آپ نے ننانوے (۹۹) سال عمر پائی۔ یہ سب برکتیں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ۱۱/۲۱۶)

۴۴

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے مال میں برکت کی دعا اور اس کے کرشمے

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی یا اللہ اس کے مال میں برکت دے۔ اس کی برکت ایسی ہوئی کہ تجارت میں خوب منافع ہوتا اور جب آپ نے ۳۱ھ میں وصال فرمایا تو ان کی وراثت میں سونا کلہاڑیوں سے کھود کر نکالا گیا اور ان کی چار بیویاں تھیں ان میں سے ہر ایک کو ترکہ میں سے اسی (۸۰) ہزار دینار ملے اور صحابی موصوف رضی اللہ عنہ جو اپنی زندگی میں صدقہ خیرات کرتے رہے اس کا حساب کرنا مشکل ہے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۳۵

حضرت نابغہ کے حق میں دعا فرمائی اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے تو سو (۱۰۰) سال عمر ہونے تک کوئی دانت نہ گرا

سیدنا نابغہ صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرما کر دعاء دی اللہ تیرے دانت نہ گرائے تو اس دعاء کی ایسی برکت ہوئی کہ سو (۱۰۰) سال سے عمر شریف زیادہ ہو گئی مگر ایک دانت بھی نہ گرا۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۳۶

ایک دن کے بچے نے گواہی دی کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ابن معقیب روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ

پر میں ایک گھر میں داخل ہوا دیکھا تو وہاں اللہ تعالیٰ ﷻ کے رسول ﷺ جلوہ افروز ہیں وہاں میں نے ایک عجیب وغریب امر دیکھا وہ یہ کہ ایک شخص اہل یمامہ کا حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ نبی رحمت ﷺ نے اس بچے سے پوچھا میں کون ہوں؟ یہ سن کر وہ بچہ بولا آپ اللہ تعالیٰ ﷻ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ﷻ تجھے برکت دے۔ (سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِیْ بَعَثْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

۳۷

کنویں میں آب دہن ڈالا تو وہ کنواں مدینہ منورہ کے تمام کنوؤں سے میٹھا ہو گیا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ صحابی راوی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک کنواں تھا اس کا پانی کھاری تھا۔ نبی اکرم حبیبِ مکرم ﷺ تشریف لائے اور اس کنویں میں آبِ دہن ڈال دیا تو وہ ایسا

میٹھا ہوا کہ پورے مدینہ منورہ میں اس جیسا کوئی پانی میٹھا نہ تھا۔

(الخصائص الکبریٰ، ۱/۶۱، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۳۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

۳۸

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں کہ کون کہاں بیٹھا ہوا ہے اور کون کیا کر رہا ہے

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید جاؤ ابوبکر کے پاس وہ آپ کو ملیں گے اپنے گھر میں انہوں نے احتباء کیا ہوگا، جا کر اُن کو جنت کی خوشخبری سناؤ، اس کے بعد عمر کے ہاں جا کر ان کو جنت کی خوشخبری سناؤ اور وہ آپ کو ثنیہ کے پاس ملیں گے اور وہ گدھے پر سوار جا رہے ہونگے، پھر عثمان کو جا کر جنت کی خوشخبری سناؤ اور وہ آپ کو بازار میں خرید و فروخت کرتے ملیں گے ان کو جنت کی خوشخبری کے ساتھ سخت آزمائش کی بھی خبر دینا۔ میں مندرجہ بالا حکم لے کر

گیا تو جیسے شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بالکل اسی طرح ہی پایا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۷۰۱ء)

نوٹ ان واقعات کو پڑھ کر ان لوگوں کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں جو یہ کہتے ہیں کہ نبی (علیہ السلام) کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، لیکن آنکھیں اسی کی کھل سکتی ہیں جس کے نصیب اچھے ہوں ورنہ اگر مگر کر کے خود بھی دوزخ خریدتے ہیں اور دوسروں کو بھی جہنم رسید کرتے ہیں۔ یا اللہ سب کو ہدایت دے اور بصیرت عطا فرما جس سے وہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری عطا کردہ عظمتیں دیکھ سکیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْحَبِيْبِ اللَّبِيْبِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۳۹

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک دیکھ رہی ہے کہ کون کون جنت میں جائے گا بلکہ یہ بھی دیکھ رہی ہے کہ کون آرہا ہے اور کہاں بیٹھا ہے اور کہاں جا رہا ہے اور کیا کر رہا ہے

آپ نے اوپر والے واقعہ میں پڑھ لیا ہے کہ ابوبکر کہاں کس حالت میں بیٹھے ہیں، عمر کہاں جا رہے ہیں اور کس پر سوار جا رہے ہیں، عثمان کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں (رضی اللہ عنہم)

اب مزید ایمان تازہ کیجیے۔ سیدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے گئے وہاں جا کر بیٹھے تو تھوڑی دیر بعد فرمایا ایک جنتی آدمی آ رہا ہے تو اچانک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے، پھر فرمایا ایک اور جنتی مرد آ رہا ہے، تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، پھر فرمایا ایک اور جنتی مرد آ رہا ہے تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے، تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا ایک اور جنتی مرد آ رہا ہے ساتھ ہی دعا فرمائی یا اللہ اگر تو چاہے تو اس آنے والے کو علی کر دے تو اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے۔

(اس حدیث کو احمد، بزار اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے) (حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۱۷۴)

۴۰

سیدالعلمین ﷺ کی آنکھ مبارک یہ بھی دیکھ رہی ہے کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور میرے آقا حبیبِ خدا ﷺ ایک باغ میں تھے اچانک کسی آنے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا تو مجھے اُمت کے والی ﷺ نے فرمایا: اے انس اُٹھ دروازہ کھول اور آنے والے کو جنت کی اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری دے۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، پھر دوسرا آنے والا آیا اور دروازہ پر دستک دی مجھے سرکاری حکم ملا اے انس اُٹھ دروازہ کھول اور آنے والے کو جنت کی اور خلافت کی خوشخبری سنا، دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ ازاں بعد پھر دروازہ کھٹکا تو مجھے حکم ملا اے انس! اُٹھ دروازہ کھول کر آنے والے کو جنت کی اور عمر کے بعد خلافت کی خوشخبری سنا اور یہ بھی بتادے کہ آپ شہید ہوں گے، دروازہ کھولا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۶۷۰)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرات ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا میرے بعد یہ خلیفہ ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۷۰)

تنبیہ

وہ لوگ بھی اپنی قبر کو سامنے رکھ کر دیکھیں جو یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول کے مقابلہ میں اپنی مرضی ٹھونسنے سے جنت مل سکے گی؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں! پھر وہ اگر اس حدیث میں کلام کریں تو یہ الفاظ بھی ذہن میں رکھیں:

قَالَ الْاِمَامُ اَبُو زُرْعَةَ اَسْنَادُهٗ لَا بَاسَ بِهٖ.

یعنی امام ابوزرعہ نے فرمایا اس حدیث پاک کی سند ٹھیک اور درست ہے۔ نیز امام حاکم نے اس حدیث پاک کو مستدرک میں ذکر کر کے اس کو صحیح فرمایا ہے۔ یعنی یہ حدیث پاک صحیح ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۷۰)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ سب کو حق کہنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿۴۱﴾

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ آسمان کے ستاروں کی گنتی بھی جانتے ہیں

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا چاندنی رات تھی حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم):

هَلْ يَكُوْنُ لاحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ

کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی بھی ہیں؟

یہ سن کر فرمایا ہاں میرے عمر کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ابا جان ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں ہیں فرمایا عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۰)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر ہر اُمتی کی نیکیاں بھی جانتے ہیں اور ستاروں کی تعداد بھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو اپنی اُمت کی نیکیاں جانتے

ہیں اور نہ ستاروں کی تعداد تو یہ ساری بات ہی مہمل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ﷻ مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

۴۲

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں خواب آیا وہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بتا دیا

سیدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجر تھے اور تجارت کی غرض سے ملک شام کے سفر پر روانہ ہوئے وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا اور وہاں ایک بحیرہ نامی راہب تھا آپ نے اس کے سامنے خواب بیان کیا، اس نے چند سوال کیے کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مکہ کا رہنے والا ہوں، اس راہب نے سوال کیا آپ کس قوم سے ہیں آپ نے فرمایا قبیلہ قریش سے ہوں، پھر اس نے سوال کیا آپ کا کاروبار کیا ہے، آپ نے فرمایا میرا کام تجارت ہے۔ اس پر راہب نے کہا انشاء اللہ آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا آپ اس نبی (علیہ السلام) کے وزیر اور بعد میں آپ ان کے خلیفہ ہوں گے۔ یہ سارا ماجرا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ نے دل میں رکھا اور جب مکہ مکرمہ آئے تو سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کے رسول ہونے کی کیا دلیل ہے؟ یہ سن کر فرمایا اے ابوبکر! تیرے لیے صداقت کی دلیل ملک شام والا خواب ہی کافی ہے۔ یہ سنتے ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جانِ دو عالم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چمٹ گئے، معانقہ کیا اور دونوں آنکھوں مبارکہ کے درمیان بوسہ دیکر کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

نیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اسلام ظاہر کرنے سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد خوشی ہوئی۔

(الریاض النضرۃ، ۱/۷۰، الخصائص الکبری، ۱/۲۹)

۴۳

سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کی بولیاں بھی سنتے اور جانتے ہیں

سیدنا یعلی بن مُرّہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تین

معجزے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھے ایک یہ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے اچانک ایک اونٹ جس پر پانی لایا جاتا تھا وہ گزرا اور جب اس نے اللہ تعالیٰ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے ایک آواز نکالی یہ آواز سن کر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا اس کا مالک کہاں ہے مالک حاضر ہو گیا تو رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ فروخت کر دے یہ سن کر اس مالک نے عرض کی حضور ہم بغیر قیمت کے آپ کو پیش کر دیتے ہیں لیکن یہ ایک ایسے گھرانے کا اونٹ ہے جس کا کاروبار یہی اونٹ ہے (اسی پر محنت مزدوری کر کے پانی لاد کر گزارہ کرتے ہیں) اس پر والیِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تو نے کہا ہے درست ہے لیکن اس اونٹ نے میرے دربار شکایت کی ہے کہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے۔ لے جا اس کو اور آئندہ ایسا مت کرنا۔

پھر ہم آگے چلے اور ایک جگہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا تو ہم نے کیا دیکھا کہ ایک درخت زمین کو چیرتا دوڑتا آ رہا ہے وہ حاضر ہوا اور اس نے اپنی ٹہنیاں اور پتے حبیب ذوالجلال

ﷺ پر جھکا دیے، تھوڑی دیر بعد وہ درخت واپس ہوا اور اپنی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا اور جب آقائے دو جہاں ﷺ بیدار ہوئے اور ہم نے درخت والا واقعہ بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ.

یعنی اس درخت نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی تھی کہ میں تیرے حبیب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس کو اجازت مل گئی تھی اور یہ مجھے سلام کرنے آیا تھا، پھر ہم آگے چلے اور ایک پانی پر سے گزرے تو ایک عورت ایک دیوانے بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور سارا ماجرا عرض کیا۔

رحمتِ کائنات ﷺ نے اس بچے کا نتھنا پکڑ کر فرمایا اے بلا نکل جا! میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول ہوں میرا نام محمد (ﷺ) ہے اور ہم آگے چلے گئے، اور جب ہم واپس لوٹے تو وہ عورت حاضر ہوئی اس سے رسول اللہ ﷺ نے بچے کے متعلق پوچھا تو عورت بولی قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول

برحق بنایا ہے آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ،۶/ ۱۲۵و ۱۲۶، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۰)

۴۴

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کے کان مبارک میں ایسی طاقت رکھی ہے کہ لاکھوں میلوں سے آواز سن لیتے ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم سید العٰلمین ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک سرورِ دوعالم ﷺ نے ایک آہٹ سنی، سن کر صحابہ کرام سے پوچھا:

أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو کہ یہ آہٹ کیسی ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کا پیارا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اس پر فرمایا:

هٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِهٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ

خَرِيْفًا فَهُوَ يَهْوِىْ فِى النَّارِ الْآنَ حَتّٰى انْتَهٰى

اِلٰى قَعْرِهَا. (صحیح مسلم ۲،۲/۳۸۱)

یعنی یہ آہٹ پتھر کی ہے جو کہ آج سے ستر (۷۰) سال قبل دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور اب وہ جہنم کے نیچے پہنچا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى الْحَبِيْبِ الْمُخْتَارِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ۔

ایمان والا غور کرے کہ ستر سال پتھر نیچے گرتا رہے تو کتنے لاکھ کتنے کروڑ میل فاصلہ طے کرے گا تو کیا مدینہ منورہ میں بیٹھے مشرق و مغرب والوں کے صلوۃ وسلام کو سن لینا اللہ تعالی ﷻ کی قدرت سے بعید ہے، ہرگز ہرگز بعید نہیں۔ اللہ تعالی ایمان عطا کرے جو ہر قسم کے اعتراضات کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

۴۵

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون حنانہ کی بات سن کر اس کو انعام عطا فرمایا

پچھلے بابوں میں مذکور ہوا کہ جب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو ستون حنانہ نے بلند آواز سے رونا شروع

کر دیا جسے سب مسجد والوں نے سنا پھر سرکار ﷺ نے منبر پر سے اتر کر اسے گلے لگایا تو اس کی بچوں کی طرح ہچکی بندھ گئی اور جب وہ خاموش ہوا تو جان دو عالم ﷺ نے اس ستون سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو یہیں ہرا بھرا ہو جائے یا تجھے جنت پہنچا دیا جائے؟ جہاں اللہ تعالیٰ ﷻ کے ولی تیرا پھل کھائیں، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا کہہ رہا ہے تو فرمایا یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے جنت بھیج دیا جائے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رحمت کائنات ﷺ درختوں کی بولی بھی سن لیتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ۔

۴۶

آسیب زدہ کے جسم پر ہاتھ پھیرا وہ اسی وقت تندرست ہو گیا

سیدنا وازع رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں اور اشج ایک قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے اس قافلہ میں ایک شخص آسیب زدہ تھا اور

جب ہم دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو میں نے ماجرا عرض کیا کہ یہ ہمارا ساتھی ہے یہ دیوانہ ہے اسے دورے پڑتے ہیں یارسول اللہ ﷺ اس کے لیے دعا کر دیجیے یہ سن کر نبی رحمت شفیق اُمت ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ میں نے حاضر کر دیا۔ رحمت دو عالم ﷺ نے اس کی چادر کو پشت سے اُٹھایا اور اس کی پشت پر ہاتھ مار کر فرمایا اے اللہ کے دشمن نکل جا تو اچانک دیکھا کہ وہ بیمار ٹھیک طرح دیکھنے لگ گیا پھر سرکار ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر دعا کی اور اس کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ ایسا ہو گیا کہ آنے والے وفد میں اس سے بہتر کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۳۴۷)

٤٧

صحابی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر بیٹھ نہ سکتے تھے زبانِ مبارک سے فرمایا: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ تو وہ کبھی بھی سواری سے نہ گرے

سیدنا جریر بجلی رضی اللہ عنہ کو سرکار ﷺ نے فرمایا: اے جریر کیا

تو مجھے خلصہ بُت کے پجاریوں سے نہیں بچائے گا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) میں گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکتا میں گر جاتا ہوں تو حبیب مکرم ﷺ نے یہ سن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ ھَادِیًا مَّهْدِیًّا

تو پھر میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا اور میں ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر ذوالخلصہ پر حملہ آور ہوا اور اسے گرا کر جلا دیا۔

(دلائل النبوۃ ۲/۲۵۲، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۴۷، بخاری شریف ۲/۶۲۳)

۴۸

دست مبارک لگانے سے نکلی ہوئی آنکھ درست ہوگئی

سیدنا قتادہ صحابی رضی اللہ عنہ جنگ میں تیر اندازی فرمارہے تھے اچانک دیکھا کہ پیچھے نبی رحمت والی اُمت ﷺ جلوہ گر ہیں یہ دیکھ کر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے نظریہ بدل لیا اور کوشش کر رہے تھے کہ کوئی تیر پیچھے حبیب خدا ﷺ کی طرف نہ جانے پائے آخر کار ایک ناگہانی تیر آیا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں لگا

آنکھ نکل گئی اور لٹک گئی، جب جنگ ختم ہوئی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آنکھ تو نکل چکی ہے اور یہ پٹھے کے ساتھ لٹک رہی ہے اس سے زیادہ تکلیف ہوتی ہو گی لہٰذا اے قتادہ! لاؤ اس پٹھے کو تلوار سے کاٹ دیں تا کہ درد کم ہو یہ سن کر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں میں کیوں کٹواؤں اور آنکھ کو پکڑے ہوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قتادہ! اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اور تو چاہے تو تیرے لیے دعا کر دوں۔ یہ سن کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ الْجَنَّۃَ لَجَزَاءٌ جَزِیْلٌ وَ عَطَاءٌ جَلِیْلٌ.

یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک جنت بہت بڑی نعمت اور بہت بڑی عطا ہے مگر مجھے گھر میں بیوی سے محبت ہے تو میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کانا کہے لہٰذا آپ میری آنکھ مجھے واپس کر دیں اور جنت کے لیے دعا کر دیں۔ یہ سن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ میں رکھ کر دربارِ الٰہی میں عرض کی:

اَللّٰھُمَّ قِ عَیْنَ قَتَادَۃَ کَمَا وَقّٰی وَجْہَ نَبِیِّکَ بِوَجْھِہٖ.

یا اللہ قتادہ کو حسن و جمال عطا کر دے کیونکہ یہ اپنا چہرہ تیرے نبی کے چہرے پر قربان کرتا رہا اور جب ہاتھ مبارک اُٹھا تو وہ آنکھ

كَانَتْ اَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَ اَحَدَّهُمَا نَظَراً.

یعنی وہ آنکھ جس کو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک لگایا تھا وہ دونوں آنکھوں میں سے خوبصورت ہوگئی اور اس آنکھ کی نظر بھی تیز ہوگئی اور یہیں پر بس نہیں بلکہ

وَ كَانَتْ لَا تَرْمَدُ اِذَا رَمِدَتِ الْاُخْرٰى.

یعنی دوسری آنکھ کبھی دُکھتی کبھی سُرخی کبھی کوئی عارضہ مگر جس آنکھ کو رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت والا ہاتھ مبارک لگا وہ کبھی دُکھی تک نہ تھی۔

(دلائل النبوۃ ۳/۲۸۳، مدارج النبوۃ ۱/۱۹۸، الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۵، سیرتِ حلبیہ ۲/۲۳، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۲، مجمع الزوائد ۶/۱۱۶، زرقانی علی المواہب ۱/۱۸۶)

یہ چند روایتوں کا خلاصہ ہے جو اوپر مذکور ہوا اور یہ ہمارے آقا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکتوں میں سے ایک ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۴۹

سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ٹانگ پر دستِ مبارک پھیرا تو اسی وقت ٹھیک ہوگئی

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو رافع یہودی بہت زبان درازی کرتا ہے لہٰذا کون اسے سنبھالے گا یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عتیک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کام میں کرتا ہوں۔ ابو رافع بڑا امیر کبیر تھا اس کا بڑا وسیع مکان تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کے گھر گئے اور جائزہ لے کر آگئے اور رات جب اندھیرا چھا گیا تو سیڑھیوں کے کواڑ کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہوگئے اور جب رات کو لوگ چلے گئے تو آپ اوپر گئے اندازہ کر کے ابو رافع کے پیٹ پر خنجر رکھ کر دبایا اور اس کو ختم کر دیا۔ اس کی چیخ سے گھر والے جاگ اُٹھے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگ گئے۔

حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سیڑھیوں سے جلدی جلدی اُتر رہے تھے رات چاندنی تھی اندازہ نہ کر سکے کہ یہ

آخری سیڑھی سے نیچے آتے ہوئے وزن برقرار نہ رکھ سکے اور گر گئے پنڈلی ٹوٹ گئی اور ساتھیوں سے فرمایا میری پگڑی کے ساتھ اس کو باندھ دو اور پھر دربار رسالت میں حاضر ہو گئے رپورٹ پیش خدمت کی اور جب پنڈلی کا معاملہ عرض کیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا اسے کھولو پھر نبی رحمت ﷺ نے رحمتوں برکتوں والا ہاتھ مبارک صحابی کی پنڈلی پر **فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ** یعنی دست مبارک پھیرا تو یوں جیسے اس پنڈلی کو کچھ ہوا ہی نہیں۔

(بخاری شریف، ۲/ ۵۷۷، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۱، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۲۵)

۵۰

چہرہ زخمی ہونے سے خون سینہ تک بہہ گیا جانِ دو عالم ﷺ نے ہاتھ مبارک پھیرا تو سینہ منور ہو گیا

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگِ حنین میں میری پیشانی پر تیر لگا جس سے میرے چہرے اور سینے پر خون بہہ گیا یہ دیکھ کر نبی رحمت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میرا خون

پونچھ دیا اور دعاء فرمائی بعد میں وہ جگہ جہاں جہاں حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک پھیرا تھا وہ یوں سفید اور روشن ہوگئی جیسے گھوڑے کے ماتھے پر سفیدی ہوتی ہے۔

(المواہب اللدنیہ، ۲/۲۸۲، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۳۴)

۵۱

چیچک زدہ چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اسی وقت بالکل صاف اور درست ہوگیا

سیدنا ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کا چہرہ چیچک زدہ تھا اسے رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور اس کے چہرہ پر دست مبارک پھیر دیا تو جب ہاتھ مبارک چہرے کے ساتھ مس ہوا اسی وقت چہرہ ٹھیک ہوگیا کہ کوئی نشان چیچک کا باقی نہ رہا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین، ۴۲۸)

۵۲

سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ صحابی کے چہرہ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ روشن چمک دار ہوگیا

سیدنا محمد بن صالح راوی ہیں کہ محارب کا وفد دربار

رسالت میں حاضر ہوا اس وفد میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر دست مبارک پھیرا تو وہ غُرَّۃٌ بَیْضَاءُ روشن اور چمکدار ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۳۵)

۵۳

پانی کا تبرک برتن میں عطا ہوا کہ اس کو کھاری کنویں میں ڈال دو تو وہ نہایت شیریں ہو گیا

سیدنا ھمام بن سعدی رضی اللہ عنہ یمن سے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے کنواں کھودا ہے اور اس کا پانی کڑوا نکلا ہے۔ یہ سن کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی کا تبرک دیا اور فرمایا جا کر اس پانی کو کنویں میں ڈال دو، میں نے لے جا کر وہ پانی اس کھاری کنویں میں ڈال دیا تو وہ کنواں سارے یمن کے کنوؤں سے میٹھا ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۳۵)

۵۴

ہاتھ مبارک سے چادر میں کچھ ڈال دیا، اس چادر کو سینہ سے لگانے سے نسیان ختم ہو گیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ سے احادیث مبارکہ سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں، یہ سن کر نبی رحمت شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ اپنی چادر پھیلاؤ میں نے چادر پھیلا دی تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے اس چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا ابو ہریرہ اسے اُٹھاؤ اور سینے سے لگالو، میں نے ایسے ہی کیا تو اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہیں بھولی۔ (بخاری شریف، ۱/۲۲، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۶۳۶)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۵۵

اکرم الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو بڑھاپے تک اس جگہ بال سفید نہ ہوئے

سیدنا محمد بن انس رضی اللہ عنہ کے والد ماجد بیان کرتے ہیں کہ

جب سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے میں اس وقت دو ہفتے کا تھا تو مجھے اُٹھا کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور میرے ورثاء کو فرمایا میرے نام پر نام رکھ لو لیکن کنیت پر کنیت نہ رکھو اور جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا میں اس وقت دس سال کا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد ماجد نے کافی عمر پائی یہاں تک کہ سر کے بال سفید ہو گئے مگر جہاں تک ان کے بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا تھا سر کے اتنے حصہ میں کوئی بال سفید ہوا نہ ہی داڑھی کا۔

(حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۶۳۴، الخصائص الکبریٰ ۲/۸۳)

۵۶

جسم پر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک مس ہوا تو تازندگی جسم سے خوشبو مہکتی تھی

سیدنا عتبہ بن فرقد سلمی رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں وہ آپس میں سوکن پن کی بنا پر اچھی سے اچھی خوشبو منگا کر لگاتیں لیکن جب ان کے خاوند حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لاتے تو سب

خوشبوئیں مات ہو جاتیں اور حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو ہی غالب رہتی حالانکہ آپ کبھی خوشبو نہ لگایا کرتے تھے بلکہ جب حضرت عتبہ باہر نکلتے تو لوگ آپس میں باتیں کرتے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہیں دیکھی جیسے کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے جسم سے آتی ہے۔ ایک دن چاروں بیویاں جمع ہو کر استفسار کرتی ہیں کہ آپ سے ایسی خوشبو کہاں سے آتی ہے جس سے ہم سب بیگمات کی خوشبوئیں مات ہو جاتی ہیں حالانکہ آپ نے کبھی خوشبو لگائی نہیں تو حضرت عتبہ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے شرا یعنی پت نکل آئی تھی جو کہ بہت تکلیف دیتی تھی میں دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گیا اور شکایت کی، میری شکایت سن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُرتا اُتار کر بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک لگا کر میرے جسم پر پھیر دیں اس وقت سے میرے جسم سے خوشبو مہکتی رہتی ہے (مجھے خوشبو لگانے کی کیا ضرورت ہے)۔

اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِ الطَّاہِرِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۵۷

اُمِ معبد کی بکری کو ہاتھ لگایا تو اسے دُودھ اُتر آیا اور برتن بھر گئے

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی نے بیان کیا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہم تھے راستہ میں اُمِ معبد کے خیمہ پر سے گزرے اور اُمِ معبد سے پوچھا کیا تمہارے پاس گوشت یا کھجور کچھ ہے تاکہ ہم خرید لیں لیکن اُمِ معبد کے ہاں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی اور وہ زمانہ بھی قحط سالی اور تنگدستی کا تھا۔ اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو کہ خیمہ کے کونے میں بندھی ہوئی تھی فرمایا اُمِ معبد یہ بکری کیسی ہے اس نے عرض کیا یہ بکری کمزور ہے چلنے سے معذور ہے جس کی وجہ سے میرا خاوند اسے ریوڑ کے ساتھ نہیں لے گیا۔ یہ سن کر رحمت دو عالم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے اُمِ معبد نے عرض کیا یہ ابھی دُودھ

کے لائق نہیں ہوئی فرمایا اے اُمِ معبد کیا تو اجازت دیتی ہے کہ ہم اس بکری کو دوہ لیں۔ اُمِ معبد بولی میرے ماں باپ قُربان اگر آپ دیکھتے ہیں تو دوہ لیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور رحمت والے ہاتھ مبارک بسم اللہ پڑھ کر بکری کے پستانوں کو لگائے اور اس کو دودھ اُتر آیا اس نے اپنے پاؤں پھیلا دیے اور جگالی کرنا شروع کر دی یہ دیکھ کر شاہِ انبیاء ﷺ نے فرمایا بڑا سا برتن لاؤ تو اتنا بڑا برتن پیش کیا گیا جو کہ پورے قبیلے کو کفایت کرے۔ حضور ﷺ نے اس میں دودھ دوہا حتّٰی کہ جھاگ کناروں تک چڑھ گئی وہ دُودھ حبیب خدا ﷺ نے اُمِ معبد کو پلایا اور سب حاضرین کو پلایا سب نے سیر ہو کر پیا، ازاں بعد خود اُمّت کے والی ﷺ نے نوش فرمایا پھر دوبارہ اس برتن میں دُودھ دوہا کہ وہ برتن پھر بھر گیا اور وہ دودھ اُمِ معبد کے ہاں چھوڑا، اس اُمِ معبد نے سرکار ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر حضور ﷺ آگے تشریف لے گئے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۳، مستدرک، ۳/۹، دلائل النبوۃ ابو نعیم ۲/۳۳۸، مدارج النبوۃ، ۲/۶۱)

۵۸

سینہ پر ہاتھ پھیرا تو بعد میں کوئی چیز نہ بھولتی

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے شکایت کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن بھول جاتا ہے۔ یہ سن کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھ کر فرمایا:

اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا۔

ازاں بعد مجھے کوئی چیز بھی نہ بھولی۔

(الخصائص الکبریٰ، ۲/ ۱۵، دلائل النبوۃ ابونعیم، ۲/ ۳۶۶، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۳۲۶، مجمع الزوائد، ۹/ ۴)

۵۹

زنا کے خواہشمند نوجوان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی تو وہ عورت کو بھول ہی گیا

سیدنا ابو امامہ صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک نوجوان دربار رسالت میں حاضر ہوا جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حاضر تھے اس نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے زنا کرنے کی

اجازت دی جائے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھڑک اُٹھے اور زجر فرماتے ہوئے فرمایا ٹھہر جا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان سے فرمایا میرے قریب آ وہ حاضر ہوا تو فرمایا بیٹھ جا جب وہ بیٹھ گیا تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عزیز کیا تو پسند کرے گا کہ تیری ماں کے ساتھ کوئی ایسا کرے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں قربان جاؤں اللہ کی قسم میں پسند نہیں کرتا بلکہ کوئی بھی ایسا پسند نہیں کرتا پھر فرمایا کہ تو بیٹی کے ساتھ یہ کام پسند کرے گا؟ عرض کیا میں قربان اللہ کی قسم نہیں، نہ اور کوئی پسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا کیا تو اپنی بہن کے ساتھ ایسا پسند کرے گا؟ اس نے عرض کیا میں قربان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ نہیں اور نہ کوئی انسان ایسا پسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا کیا تو اپنی پھوپھی کے ساتھ ایسا برا فعل پسند کرے گا؟ اس نے کہا میں قربان اللہ کی قسم نہیں، نہ کوئی دوسرا ایسا پسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا کیا تو اپنی خالہ کے ساتھ ایسا پسند کرے گا؟ اس نے کہا میں قربان یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ نہیں اور کوئی بھی انسان ایسا پسند نہیں کرتا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر زبان حق

ترجمان سے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَ اَحْصِنْ فَرْجَہٗ.

یا اللہ اس نوجوان کے گناہ معاف کردے، یا اللہ اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

بس اتنا ہی عرض کرنا تھا کہ اس کے سامنے دیوار اور عورت برابر تھیں وہ بُرا کام درکنار وہ کسی عورت کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔ (الخصائص الکبریٰ، ۲/ ۱٦۷)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

نوٹ

اس معجزہ مبارکہ میں زبان پاک کا بھی اعجاز ہے اور دستِ مبارک کا بھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٠

دیوانے اونٹ کو پکڑا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگیا

سیدنا غیلان بن سلمہ صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اُترے تو ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرتا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ میرا باغ ہے اسی میں میری رہائش بھی ہے اس میں میرے بال بچے رہتے ہیں اور اس میں میرے دو اُونٹ ہیں جو کہ مست ہو گئے ہیں، دیوانے ہو گئے ہیں وہ قریب نہیں آنے دیتے بلکہ کوئی بھی ان کے قریب نہیں جا سکتا یہ سن کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُٹھے اور باغ کے دروازے پر پہنچ کر فرمایا دروازہ کھول دو مالک نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت خطرہ ہے فرمایا ڈر نہیں دروازہ کھول دو اور جب دروازہ کھلا دروازہ کی آہٹ سے وہ دونوں مریلے اُونٹ دروازہ کی طرف دوڑے اور جب ان کی نظر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دونوں حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور نبی اکرم جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا زاں بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سر پکڑ کر مالک کو پکڑا دیے اور فرمایا جا ان سے کام لے اور ان کو چارہ کھلا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو تو جانور بھی سجدہ کرتے ہیں لہٰذا ہمیں بھی سجدہ کی اجازت دیں

کیونکہ ہم حیوانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، یہ سن کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے لیے سجدہ اس ذات کو جائز ہے جو حی و قیوم ہے، جس کو موت نہیں۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم، ص ۳۸۳، حجۃ اللہ علی العٰلمین، ۴۴۶)

٦١

دست مبارک سے عصا جسم پر پھیر دیا برص کی بیماری ختم

سیدنا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو برص (پھلبہری) کی بیماری تھی وہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئی تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اپنا عصا (لاٹھی) مبارک اس کے جسم پر پھیر دیا تو وہ اسی وقت تندرست ہوگئی۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۶۴

دسترخوان سے ہاتھ صاف کیے تو پھر اس کو کبھی آگ نہ لگی

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے آپ نے خادمہ سے فرمایا دسترخوان لاؤ وہ لے کر حاضر ہوئی تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ دسترخوان میلا ہو چکا ہے آپ نے خادمہ سے فرمایا اسے جا کر تنور میں ڈال دو اس نے لے جا کر جلتے تنور میں ڈال دیا مہمان حیران ہو گئے کہ دسترخوان کو جلاتے کیوں ہیں اور انتظار کرنے لگے کہ ابھی دھواں اُٹھے گا اور یہ دسترخوان جل کر خاکستر ہو جائے گا مگر ان کی حیرانی پر حیرانی یہ کہ خادمہ نے تنور میں کنڈی ڈال کر دسترخوان کو نکالا تو وہ بالکل صاف تھا اور اس کی ایک تار بھی نہ جلی مہمان حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ یہ کیا تماشا ہے (کیونکہ کپڑے کا کام ہے جلنا اور آگ کا کام ہے کپڑے کو جلا دینا مگر یہ عجیب کرشمہ ہے) مہمانوں کے استفسار پر سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ دستر

خوان ہے جس کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک صاف کیے تھے اور یہ دستِ مبارک کی برکت ہے کہ اسے آگ نہیں جلا سکتی، اور جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے تنور میں ڈال دیتے ہیں میل جل جاتا ہے مگر کپڑے کو کوئی گزند نہیں پہنچتا۔

(خصائص کبریٰ ۲/ ۸۰، تفسیر روح البیان، مثنوی شریف، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی نبی الانبیاء و سید المرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

٦٣

پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھا تو پندرہ (۱۵) سو نے پانی پیا، اُونٹوں، گھوڑوں نے پیا، پانی ختم نہ ہوا

سیدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر لشکر کو پیاس لگی اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا تو لشکری سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور پانی نہیں جس سے ہم لوگ وضو کریں اور پئیں بس یہی پانی ہے جو حضور کے برتن میں ہے یہ سن کر رحمت والے نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا اور انگشتان مبارکہ کے درمیان سے یوں پانی نکلا جیسے چشمے بہ نکلے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سب نے پانی پیا وضو کیا یہ بیان سن کر کسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا کہ آپ کتنے تھے تو فرمایا اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا مگر تھے ہم پندرہ سو۔ (بخاری شریف، ۲/ ۵۹۸، مشکوۃ شریف، ص ۵۳۲)

اللّٰہم صل وسلم وبارک علی حبیبک النبی المختار و علی آلہ و اصحابہ اولی الایدی والابصار.

نوٹ

کچھ لوگ ہم پر طعن کرتے ہیں کہ سنی حضرات حضور ﷺ کی شان میں مبالغہ کرتے ہیں وہ لوگ آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ یہ اعتراض تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی کیا جاسکتا ہے، کیونکہ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے تھے تو پہلے مبالغہ والی بات فرمائی کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو

پانی ختم نہ ہوتا مگر تھے ہم صرف پندرہ سو۔

اصل میں یہاں وہ قانون چلتا ہے:

اَلنِّفَاقُ یُوْرِثُ الْاِعْتِرَاضَ.

یعنی دل میں نفاق ہو تو اعتراض پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ﷻ ایمان عطا کرے تو سارے اعتراضات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں نیز قانون ہے:

اَلْاِیْمَانُ یَقْطَعُ الْاِنْکَارَ وَالْاِعْتِرَاضَ ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا.

یعنی ایمان اعتراض و انکار کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَ حُبَّ حَبِیْبِکَ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ.

۶۴

کنویں سے پانی ختم ہو گیا تو رحمت والے نبی ﷺ نے وضو کر کے کلی کنویں میں ڈال دی، وہاں سے کوچ کرنے تک اس کنویں سے پانی ختم نہ ہوا

سیدنا براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم شاہ کونین

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو لشکری تھے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور فرمایا کہ حدیبیہ کنویں کا نام ہے اور ہم نے کنویں سے پانی نکالا تو کنویں سے پانی ختم ہو گیا حتیٰ کہ ایک قطرہ باقی نہ رہا، پھر جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر تشریف لا کر کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے پھر پانی کا برتن منگایا اور وضو کر کے کُلی کنویں میں ڈال دی اور فرمایا ایک ساعت ٹھہر جاؤ زاں بعد سارے لشکر نے پانی پیا اُونٹوں گھوڑوں کو پلایا اور واپسی تک پانی پیتے پلاتے رہے پانی ختم نہ ہوا۔ (صحیح بخاری، ۲/ ۵۹۸، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۲)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

٦٥

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ پر ہاتھ مبارک رکھا تو چالیس آدمیوں نے پانی پیا مگر مشکیزے سے قطرہ بھی کم نہ ہوا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے راستہ میں ساتھیوں نے

پیاس کی شکایت کی تو سرکار ﷺ ٹھہر گئے پھر مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم جاؤ فلاں جگہ تمہیں ایک عورت ملے گی اس نے اونٹ پر دو پانی کے مشکیزے رکھے ہوئے ہیں اس عورت کو لے آؤ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو وہ عورت اُونٹ پر پانی رکھے جا رہی تھی، دونوں حضرات نے اس عورت کو فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ہاں چل اس نے کہا کون رسول اللہ کیا وہ جو باپ دادا کے دین سے نکل گیا ہے فرمایا ہاں جس کو ایسا کہہ رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں۔ الحاصل اس عورت کو لے کر دربارِ رسالت میں پہنچ گئے اور سرکار ﷺ کے حکم سے وہ دونوں مشکیزے اُتار لیے گئے اور ایک برتن میں حضور ﷺ نے پانی ڈال دیا اور اس پر رسول اکرم ﷺ نے کچھ پڑھا اور پھر مشکیزوں میں ڈال دیا گیا۔

پھر فرمایا ان مشکیزوں کے منہ کھول دو اور فرمایا سب لوگ پانی لے لیں سب نے برتن بھر لیے پانی پیا وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور مشکیزوں سے پانی کم نہیں ہو رہا بلکہ پہلے سے مشکیزے زیادہ پُر نظر آ رہے ہیں۔ ازاں بعد حکم

فرمایا اس عورت کے لیے کچھ کھانے کی چیزیں اکٹھی کرو اور کپڑا بچھا کر اس میں کھانا وغیرہ جمع کیا گیا حتیٰ کہ وہ کپڑا ابھر گیا، اور وہ سارا اکٹھا اس عورت کو دے کر فرمایا بی بی ہم نے تیرے پانی سے کچھ نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ ﷻ نے پانی پلایا ہے۔

وہ عورت جب اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے پوچھا کہ تو دیر کر کے کیوں آئی ہے اس نے سارا ماجرا سنا دیا اور کہا میں جس کے پاس سے آئی ہوں یا تو وہ بہت بڑا جادوگر ہے یا وہ اللہ تعالیٰ ﷻ کا سچا رسول ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ سارے کے سارے حاضر ہو کر اسلام قبول کر کے صحابی بن گئے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص۵۳۳، بخاری شریف، ۱/۴۹، الخصائص الکبریٰ، ۲/۴۳)

اللّٰھم صل وسلم وبارك على حبيبك الذي بعثته رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه اجمعين.

٦٦

دستِ مبارک سے پانی ڈالتے جاتے اور لشکر پانی پیتا جا رہا تھا

سیدنا ابو قتادہ صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رسول اکرم

ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے رات بھر چلتے رہے پھر آرام فرمایا۔

ازاں بعد بیدار ہوئے تو میرے پاس جو سرکار ﷺ کے وضو کے لیے برتن تھا وہ منگایا وضو کرنے کے بعد فرمایا اے ابوقتادہ اس کو سنبھال کر رکھ! ایک وقت آنے والا ہے کہ اس کی ضرورت پڑے گی اور سفر شروع کر دیا حتّٰی کہ دوپہر ہوگئی۔ ہم سفر حضرات بولے کہ ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں یہ سن کر فرمایا کوئی ہلاکت نہیں پھر فرمایا میرا پیالہ لاؤ اور وضو کا برتن منگا کر رحمت والے نبی ﷺ نے اس برتن سے پیالے میں پانی ڈالنا شروع کر دیا۔

سرکار ﷺ ڈالتے جاتے اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پلاتے جاتے اور لوگ اپنے اپنے برتن پانی سے بھرنے لگے شاہِ کونین ﷺ نے فرمایا جلدی نہ کرو اچھے طریقے سے پانی بھرو ان شاء اللہ سب سیر ہو جائیں گے تو سب نے پانی پیا اور برتن بھر لیے حتّٰی کہ ایک بھی ایسا نہ رہا جس کو پانی نہ ملا ہو۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۴۴)

نوٹ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تکثیر ماء کے کئی واقعات تحریر فرمائے ہیں۔

٦٧

حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی وہ سب کی آنکھوں میں بھر گئی اور وہ شکست کھا گئے

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور جنگ شروع ہوئی (تو چونکہ کافر بڑے جنگجو تھے) اس لیے مسلمانوں نے پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دیا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اپنے خچر کو کافروں کی طرف دوڑانا شروع کر دیا اور میں لگام سے پکڑ کر خچر کو روک رہا تھا کہ کہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچ جائے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ خچر کی رکاب تھامے ہوئے تھے تو اشجع الاشجعین کرام الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا اصحاب سمرہ کو آواز دو میں نے آواز دی تو چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت ہی بلند آواز والے تھے، لہٰذا وہ حضرات آواز سنتے ہی **یَا لَبَّیْکَ یَا لَبَّیْکَ** کہتے

ہوئے فوراً پلٹ آئے پھر انصار کو بلایا اور بنو حارث کو بلایا اور خوب میدان جنگ گرم ہوا اور سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر گردن مبارک اونچی کر کے ملاحظہ فرما رہے تھے دیکھ کر فرمایا اب تنور بھڑکا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی میں ریت اور کنکریاں لے کر کافروں کی طرف پھینکیں اور فرمایا محمد کے رب کی قسم! کافر شکست کھا گئے۔ بس اس ریت پھینکنے کی وجہ سے ان کی تیزی کند ہوگئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

(صحیح مسلم، ۲/ ۹۹۔۔۔۱۰۰، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۳)

اسی ریت کے پھینکنے کو ان کے رب کریم نے جس نے انہیں محبوب بنایا ہے کتنے پیارے انداز میں قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے:

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى.

اے محبوب جب تو نے کنکریاں پھینکی تھیں تو نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ تیرے رب تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! کیا پیارا انداز ہے۔ اس نفی اثبات کی گردان کی چاشنی وہ جان سکتا ہے جس کے دل میں

ایمان ہے، عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الَّذِیْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

۶۸

نبی رحمت ﷺ نے تھوڑے سے کھانے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو وہ کھانا ختم نہ ہوا

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب سید العلمین ﷺ نے اُم المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور، گھی اور پنیر سے حلوہ تیار کیا اور اس کو ایک برتن میں ڈال کر مجھے فرمایا بیٹا انس یہ لے جا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کر کہ یہ میری والدہ نے ہدیہ حاضر کیا ہے اور ساتھ سلام بھی عرض کرتی ہے نیز میری والدہ عرض کرتی ہے کہ یہ ہماری طرف سے حقیر سا ہدیہ قبول فرمایئے میں نے وہ حلوہ

اُٹھایا اور دربارِ رسالت میں حاضر کردیا۔

سرکار ﷺ نے فرمایا انس اسے رکھ دو اور فلاں فلاں صحابی کو بُلا لاؤ، کچھ صحابہ کرام کے سرکار ﷺ نے نام لیے اور ساتھ فرمایا ان کے علاوہ جو بھی تجھے ملے سب کو دعوت دے۔ میں گیا اور جن جن کا حضور ﷺ نے نام لیا تھا ان سب کو دعوت دی اور جو بھی ملتا گیا سب کو دعوت دی اور جب میں پیغام دے کر واپس آیا تو دیکھا کہ سارا گھر بھرا ہوا ہے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کتنے تھے فرمایا تقریباً تین سو تھے اور پھر میں نے دیکھا کہ شاہِ کونین ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس حلوے پر رکھا اور کچھ پڑھا ازاں بعد سرکار ﷺ دس دس کو بلاتے گئے اور کھلاتے گئے اور ساتھ یہ بھی تبلیغ فرماتے جاتے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نام لے کر کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب نے کھایا اور سیر ہو کر کھایا پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے انس اپنا حلوہ اُٹھالے تو جب میں نے اُٹھایا تو میں نہیں جانتا تھا کہ جب رکھا تھا اس وقت

زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔

(مشکوٰۃ شریف،۵۳۹، بخاری شریف،۲/۷۷۵-۷۷۶،البدایہ والنہایہ،۲/۱۴۹،مسلم شریف،۱/۲۶۱)

۶۹

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قحط سالی میں پیارے پیارے ہاتھ مبارک اُٹھائے تو موسلا دھار بارش ہوئی جس سے ساری قحط سالی ختم ہوگئی

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط سالی ہوگئی ایک دن جبکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک دیہاتی کھڑا ہوگیا اور عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہوگئے اور بچے بھوکے مر گئے دعا فرمائیں۔ یہ سنتے ہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے (برکتوں والے رحمتوں والے پیارے پیارے) ہاتھ اُٹھائے قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ابھی ہاتھ مبارک نیچے نہ کئے تھے کہ فوراً بادل چھا گئے اور منبر سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ابھی نیچے تشریف نہ لائے تھے کہ بارش برسنا شروع ہوگئی اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

کی داڑھی مبارک پر بارش قربان ہونے لگی، حالانکہ اس سے قبل آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا اور پھر بارش دوسرے دن بارش تیسرے دن بارش حتّٰی کہ آئندہ جمعہ تک لگاتار بارش ہورہی تھی اور جب دوسرا جمعہ آیا اور حضور ﷺ خطبہ کے لیے جلوہ گر ہوئے تو وہی دیہاتی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) اب تو مکان بھی گرنے لگ گئے ہیں اور مال ومتاع غرق ہو رہا ہے لہٰذا دعاء فرمائیں۔ یہ سن کر پھر سرکار ﷺ نے ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲۶، بخاری شریف، ۱/۱۲)

یا اللہ! یہ بارش اب ہمارے گردا گرد برسے ہم پر نہ برسے۔ یا اللہ! اب یہ بارش ٹیلوں پر پہاڑوں پر وادیوں پر اور درختوں کے اُگنے کی جگہ پر برسے اور سرکار ﷺ انگلی مبارک سے اشارہ فرمانے لگے تو جس طرف انگلی مبارک گھومتی بادل

چڑتا جاتا تھا اور مدینہ منورہ تاج کی طرح ہو گیا یعنی گرد اگرد بادل ہے درمیان میں مدینہ منورہ پر دُھوپ نکلی ہوئی ہے اور اتنی بارش ہوتی رہی کہ وادیاں مہینہ بھر بہتی رہیں پھر ہر طرف سے خوشحالی کے پیغامات آنے شروع ہوگئے۔

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی نُوْرٍ کز وشد نورھا پیدا
زمین از حُبِّ او ساکن فلک در عشق او شیدا

۷۰

کوتاہ قد کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ سب سے اونچے نظر آتے

سیدنا عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ کوتاہ قد پیدا ہوئے تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ از اں بعد حضرت عبدالرحمٰن جس قوم میں ہوتے سب سے اُونچے نظر آتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الْمُخْتَارِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الْاَخْیَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ۔

۷۱

صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک سے اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا

تفسیروں میں آتا ہے کہ ایک دن قریش (کفارِ مکہ) مثلاً ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اسود، نظر بن حارث وغیرہم اکٹھے ہو کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور (یہ منصوبہ بنا کر آئے کہ چونکہ لوگ ان کو جادوگر کہتے ہیں اور یہ مسلّم ہے کہ آسمان پر جادو نہیں چل سکتا لہٰذا کوئی ایسی نشانی طلب کریں جس سے پتہ چل سکے کہ یہ جادوگر نہیں ہیں) انہوں نے سوچ کر یہ مطالبہ کیا کہ آپ اگر چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں تو ہم مان جائیں گے کہ آپ جادوگر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اگر چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو تم ایمان لے آؤ گے؟ تو وہ بولے بیشک ہم ایمان لے آئیں گے۔ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور زاں بعد جب چاند کی طرف اُنگلی سے اشارہ فرمایا تو چاند دو

ٹکڑے ہو گیا یہ دیکھ کر ایک یہودی ایمان لے آیا مگر جن کے دلوں میں زنگ تھا وہ بولے یہ ابن ابی کبشہ نے جادو کیا ہے۔ سرکار ﷺ فرمارہے تھے: اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا یعنی دیکھ لو دیکھ لو! مگر انہوں نے نہیں ماننا تھا وہ نہ مانے بلکہ یہ مطالبہ کر دیا کہ آپ اس کو پھر ایک کر دیں تو آپ نے اشارہ فرمایا چاند پھر ایک ہو گیا۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

وباز گفت بگو تا ملتئم شود اشارت کرد هر دو نیم باهم پیوستند۔

(روح البیان، ۹/۲۶۴)

ازاں بعد پھر کفارِ مکہ نے باہم مشورہ کر کے کہا جو لوگ باہر سفر میں گئے ہوئے ہیں وہ واپس آئیں تو ان سے پوچھا جائے چنانچہ جب آنے والوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے تصدیق کر دی کہ ہاں ہم نے چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں مگر کفار مکہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔

(عامہ کتب)

نیز یہ معجزہ بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیا ہے مثلاً سیدنا انس، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس، سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حذیفہ، سیدنا جبیر بن مطعم، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۳۹۶)

جب اتنے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان فرما رہے ہیں تو شک کی کوئی گنجائش نہیں، شک اسی دل میں آ سکتا ہے جو محبت و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو لیکن جس کا ایمان مضبوط ہو اس کا دل شکوک و شبہات سے پاک ہو جاتا ہے۔

اشارے سے چاند چیر دیا   ڈوبے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا   یہ تاب و تواں تمہارے لیے

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۷۲

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجرم کے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ منور و روشن ہو گیا

حضرت شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حج

کو روانہ ہوا تو میرے ساتھ ایک اور شخص بھی ہو لیا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہو تو درود پاک، بیٹھا ہو تو درود پاک، آتے درود پاک، جاتے درود پاک پڑھتا رہے۔ آخر میں نے اس سے استفسار کیا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے بتایا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کے لیے نکلا اور جب ہم حج کر کے واپس ہوئے اور ایک منزل پر اُترے، آرام کیا جب میں سو گیا تو خواب میں کسی نے کہا اللہ کے بندے اُٹھ تیرا باپ فوت ہو چکا ہے اُٹھ اور اس کا حال دیکھ اس کا تو چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ یہ سن کر میں گھبرا کر اُٹھا باپ کے چہرہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرا باپ فوت ہو چکا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ اور ڈراؤنا ہو گیا ہے۔ میں غمزدہ اور پریشانی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ مجھے پھر نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے پاس چار سو ڈانی آتشیں گُرز لیے کھڑے ہیں ایک سر کے پاس دوسرا پاؤں کے پاس تیسرا دائیں طرف چوتھا بائیں انہوں نے گُرزیں اٹھائیں ابھی وہ مارنے نہ پائے تھے کہ اچانک ایک بزرگ نہایت ہی حسین و جمیل چہرہ ہے سبز پیراہن زیب تن کیے تشریف

لائے اور آتے ہی ان سوڈانیوں سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ بس اتنا فرمانا تھا کہ چاروں غائب ہو گئے اور اس بزرگ نے میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر چہرہ پر ہاتھ مبارک پھیرا پھر میرے پاس تشریف لا کر فرمایا اے اللہ کے بندے اُٹھ اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے تیرے باپ کا چہرہ منور و روشن کر دیا ہے۔ میں نے دیکھا تو میرے باپ کا چہرہ چمک رہا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے آپ کی برکت سے میرے باپ پر کرم کر دیا ہے۔ یہ سن کر فرمایا میرا نام محمد رسول اللہ ہے (ﷺ) اور تیرا باپ کثرت سے مجھ پر درود پاک پڑھا کرتا تھا اس وجہ سے اس پر یہ کرم ہوا۔ (سعادۃ الدارین، ص ۱۲۶)

ہر کہ باشد عامل صلوٰۃ مدام
آتشِ دوزخ شود بروے حرام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

﴿۴۳﴾

پیاسے کا ہاتھ شاہِ کونین ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک میں لیا تو پیاس اور تھکاوٹ ختم ہوگئی

حضرت قاضی شرف الدین بازری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''توثیق عری الایمان'' میں ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ لکھا ہے فرمایا حضرت شیخ موسیٰ بن نعمان کا اپنا بیان ہے کہ ہم ۶۳۷ھ کو حج سے واپس آرہے تھے قافلہ رواں دواں تھا کہ مجھے راستہ میں حاجت پیش آئی اور میں سواری سے اُتر گیا۔ زاں بعد مجھ پر نیند نے غلبہ کیا اور میں ایک جگہ سو گیا۔ گرمی کا موسم تھا اور میں بیدار اس وقت ہوا جبکہ سورج غروب ہونے کو تھا میں نے بیدار ہو کر دیکھا میں ایک غیر آباد جنگل میں ہوں، پیاس سخت لگی ہوئی ہے، تھکاوٹ پریشان کُن ہے، میں گھبراہٹ میں ایک طرف چل دیا مگر مجھے راستہ نہ ملا نیز یہ کہ رات چھا گئی بدیں وجہ مجھ پر خوف و وحشت طاری ہوگئی اور وہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا گویا کہ میں ہلاکت کے کنارہ پر پہنچ چکا تھا اور موت کا انتظار کرنے لگا۔ رات کی تاریکی میں میں نے زندگی سے نا اُمید ہو

کر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنا شروع کر دیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا مُسْتَغِيْثٌ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

یا حبیب اللہ میری فریاد کو پہنچیں، تو میں نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا کہ آواز سنی اے عزیز ادھر آؤ میں ادھر گیا تو دیکھا ایک بزرگ ہیں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا بس ان کا ہاتھ پکڑنا تھا کہ نہ پیاس رہی نہ تھکاوٹ نہ پریشانی رہی پھر وہ مجھے لے کر چلے ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ سامنے ہمارا حاجیوں والا قافلہ جارہا تھا اور امیرِ قافلہ نے آگ روشن کی ہوئی تھی اور وہ قافلہ والوں کو کہہ رہا تھا ادھر آؤ ادھر چلو اچانک میں نے دیکھا کہ میری سواری میرے سامنے کھڑی ہے اور وہ بزرگ فرماتے ہیں یہ ہے تیری سواری اور مجھے اُٹھا کر سواری پر بٹھا دیا اور خود واپس ہونے پر فرمانے لگے جو ہمیں طلب کرے اور ہم سے فریاد کرے ہم اسے نامراد نہیں چھوڑتے۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ یہی ہیں رحمت والے نبی، یہی حبیب خدا ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ رات کی تاریکی

میں شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار چمک رہے ہیں اور مجھے دیکھ کر سخت کوفت ہوئی کہ ہائے قسمت کیوں نہ میں نے آپ کی دست بوسی کی، کیوں نہ میں سرکار کے قدموں سے لپٹا۔

(نزھۃ الناظرین، ص۳۳)

اللّٰھم صل وسلم وبارک علی حبیبک سید العالمین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

۷۴

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر ہاتھ مبارک پھیر دیا تو وہ اگر تاریک گھر میں داخل ہوتے تو گھر روشن ہو جاتا

سیدنا اُسید بن ابی ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر رکھا اور میرے چہرے پر پھیر دیا زاں بعد میں جس تاریک گھر میں داخل ہوتا وہ گھر روشن ہو جاتا۔

(سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۶۳۸، الخصائص الکبریٰ ۲/۸۵)

۷۵

خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے سرکار ﷺ اشارہ فرماتے جاتے اور وہ منہ کے بل گرتے جاتے

سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ خانہ کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے بلکہ ان کو سِلّہ (قلعی) کے ساتھ مضبوط گاڑا ہوا تھا اور جب فتح مکہ کے دن سید دو عالم ﷺ تشریف لائے اور اپنی چھڑی مبارکہ کے ساتھ بُتوں کی طرف اشارہ فرماتے جاتے اور بُت اُوندھے گرتے جاتے اور کچھ منہ کے بل گرتے جاتے تھے۔ سرکار ﷺ ساتھ ساتھ یہ پڑھتے جاتے تھے:

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ

(سیرت ابن ہشام، ۴/۵۹، رحمۃ اللعالمین، ص ۲۵۲)

۷۶

صحابی کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے، رحمت والے نبی ﷺ نے ہاتھ مبارک پھیر دیا تو چیچک کا کوئی اثر باقی نہ رہا

سیدنا ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر (جدرہ) چیچک کے داغ تھے جس سے چہرہ بدنما ہو گیا تھا انہیں شاہ کونین ﷺ نے بلایا اور ان کے چہرہ پر ہاتھ مبارک پھیر دیا تو اسی وقت تمام اثر ختم ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۲۸)

اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن.

۷۷

۴۰ قریشیوں کو دعوت دی اور ایک صاع سب کے لیے کافی ہوا

سیدنا حیدرِ کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم راوی ہیں کہ شاہِ کونین ﷺ نے عبد المطلب کی اولاد میں سے چالیس کی

دعوت کی جو کہ ہر ایک پورا بکرا کھانے والا تھا اور برتن بھر دُودھ پینے والا تھا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُد غلہ سے ان کی دعوت کی سب نے سیر ہو کر کھایا لیکن کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچ گیا۔ پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن دُودھ کا منگایا سب نے سیر ہو کر پیا مگر وہ کم نہ ہوا بلکہ وہ برتن یوں بھرا ہوا تھا گویا اس سے کسی نے پیا ہی نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ۳/ ۳۵۰-۳۵۱، تفسیر مظہری، ۷/ ۸۶-۸۷، المعجم الاوسط ۲/ ۵۷۸، مجمع الحافل ۲/ ۲۱۶، مجمع الزوائد ۸/ ۳۰۵، تفسیر ابن جریر ۱۹/ ۷۴-۷۵)

۷۸

ایک قطرہ پانی سے سارا لشکر سیراب ہو گیا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ غزوہ بواط میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی لاؤ تو ایک قطرہ پانی حاضر کیا گیا اس کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی میں لیا اور کچھ پڑھا اور فرمایا بڑا برتن لاؤ میں نے برتن حاضر کر دیا تو جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک برتن میں رکھ کر پھیلا دیا اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ پانی

نے جوش مارنا شروع کر دیا اور برتن بھر گیا پھر لوگوں کو حکم دیا گیا کہ پانی پئیں، سب نے پیا پھر اعلان ہوا کہ کوئی باقی تو نہیں رہا جواب ملا کہ سب پی چکے ہیں۔ سرکار ﷺ نے ہاتھ مبارک اُٹھایا تو برتن بھرا ہوا تھا۔ (بہجۃ المحافل،۲/۱۲۸)

۷۹

غزوہ تبوک کے دوران سرکار ﷺ نے منہ ہاتھ مبارک پانی سے دھویا تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ تبوک کے دوران ایک پانی پر لشکر وارد ہوا وہ پانی بالکل معمولی سا تھا۔ احباب نے چلُّو سے جمع کیا ایک برتن میں تھوڑا سا پانی جمع ہو گیا پھر اس میں سید انبیاء ﷺ نے ہاتھ اور منہ مبارک دھویا تو پانی نے یوں جوش مارا جیسے بجلی کی کڑک ہوتی ہے پھر فرمایا:

اے معاذ! تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ یہاں پانی باغوں کو سیراب کرے گا۔ (بہجۃ المحافل،۲/۱۲۹)

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۸۰

کنکریاں ہاتھ مبارک میں لے کر مل کر کنویں میں ڈلوادیں تو پانی خشک نہ ہوا

سیدنا حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور صبح کے وقت اُترے وضو کے لیے مجھے فرمایا اے صدائی تیرے پاس پانی ہے میں نے عرض کیا حضور پانی اتنا تھوڑا ہے کہ آپ کا وضو نہیں ہو سکے گا۔ فرمایا اس پانی کو کسی برتن میں ڈال کر میرے پاس لاؤ۔

جب پانی برتن میں ڈال کر حاضر کیا تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیلی مبارک اس برتن میں رکھ دی تو میں نے آپ کی دو انگلیوں مبارکہ کے درمیان ایک چشمہ بہتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر فرمایا اعلان کر دے جس نے پانی لینا ہو آ جائے میں نے اعلان کیا تو لوگوں نے پانی حاصل کیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا ایک کنواں ہے وہ سردیوں میں تو پانی دیتا ہے مگر گرمیوں میں پانی خشک ہو جاتا ہے اور ہم مسلمان ہو

چکے ہیں اس وجہ سے ہمارے گرد اگرد کے لوگ ہمارے دشمن ہو چکے ہیں لہٰذا دعا فرمائیں کہ ہمیں ہمارے کنویں سے ہی پانی ملتا رہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے سات کنکریاں لیں ان کو دونوں مبارک ہاتھوں میں ملا اور دعا فرما کر مجھے دیں کہ ان کنکریوں کو لے جاؤ جب تم کنویں پر آؤ تو ایک ایک کر کے کنکریاں کنویں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نام لے کر ڈال دو صدائی فرماتے ہیں جب میں نے کنکریاں کنویں میں ڈالیں تو اتنا پانی چڑھ آیا کہ کنویں کی گہرائی نظر نہ آتی تھی۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۴۱)

اللّٰھم صلّ وسلّم علی نبی الرحمۃ و علی آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

اس مقام پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی واقعات پانی کے تحریر کیے ہیں تفصیل کے لیے خصائص کبریٰ دیکھیں۔

۸۱

ایک بکری دوہ کر چار سو (۴۰۰) کو دودھ پلا دیا

سیدنا نافع بن حارث رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک سفر میں نبی

رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار سو ہمراہی تھے اور ایک جگہ اُترے جہاں پانی نہیں تھا جس کی وجہ سے ہم سفروں کو شاق گزرا تو اچانک ایک بکری آئی جس کے سینگ بڑے تیز تھے اس کو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہا اور دودھ لشکر کو پلایا جس سے سارا لشکر سیر ہو گیا پھر فرمایا اے نافع اس بکری کو سنبھال کر رکھ! لیکن میں جانتا ہوں کہ تو اسے سنبھال نہیں سکے گا، میں نے ایک لکڑی گاڑ کر اس کے ساتھ بکری مضبوط کر کے باندھ دی اور ہم سو گئے جب اُٹھے تو دیکھا کہ بکری غائب ہے اور جب میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تو اس کو سنبھال نہیں سکے گا بس جس نے بھیجی تھی وہی لے گیا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ، ۲/۵۹)

اللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ بَعَثْتَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْن۔

۸۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے روشنی میں دیکھتے ہیں ویسے ہی اندھیرے میں دیکھتے ہیں نیز جیسے آگے دیکھتے ہیں ایسے ہی پیچھے بھی دیکھتے ہیں

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرٰى فِي الظُّلْمَاءِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ.

(حجۃ اللہ، ص۶۷۹، شفا شریف، ۱/۶۸، زرقانی علی المواہب، ۴/۸۳، الخصائص الکبریٰ، ۱/۶۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں بھی یوں ہی دیکھتے تھے جیسے روشنی میں دیکھتے تھے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

نیز حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک:

فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ.

(بخاری شریف، ۱/۵۹، موطا امام مالک، ص۱۵۲)

یعنی اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارے خشوع پوشیدہ نہ تمہارے رکوع پوشیدہ ہیں لاریب میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

قابلِ غور یہ بات ہے کہ نمازی کا رکوع ظاہر ہے مگر خشوع تو دل کی کیفیت ہے لہٰذا روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے حالات بھی باذن اللہ جانتے ہیں۔

اسی مندرجہ بالا حدیث پاک کی شرح میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ قَالَ النَّوَوِیُّ مَعْنَاہُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ لَہٗ اِدْرَاکًا فِیْ قَفَاہُ یُبْصِرُ بِہٖ اَقُوْلُ الْاَظْھَرُ اَنْ یُّقَالَ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ اِدْرَاکًا یُّدْرِکُ بِہٖ مَا لَیْسَ فِی الْعَادَۃِ اِدْرَاکُہٗ مِمَّا قَدْ کَانَ اَوْ سَیَکُوْنُ وَ مِمَّا ھُوَ غَائِبٌ عَنْہُ اَوْ لَیْسَ فِیْ مُحَاذَاۃِ بَصَرِہٖ بِمَنْزِلَۃِ رُؤْیَۃِ الْبَصَرِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (مسوّٰی شرح موطا،۲/ ۲۹۵-۲۹۶)

یعنی حدیث پاک جو اُوپر مذکور ہوئی اس کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

کی گدی مبارکہ میں ایک ایسی قوت مدرکہ پیدا فرمائی ہے کہ جس کے ساتھ حضور ﷺ دلوں کے خشوع بھی دیکھ لیتے ہیں اور میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ میں ایک ایسی دیکھنے والی ادراک کرنے والی قوت پیدا فرمائی ہے جس کے ساتھ شاہِ کونین ﷺ وہ چیزیں بھی دیکھ لیتے ہیں جو عادۃً نہیں دیکھی جاسکتیں خواہ وہ زمانہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتی ہوں خواہ مستقبل کی ساتھ خواہ وہ غائب ہوں یا وہ سامنے نہ ہوں سرکار ﷺ یوں دیکھ لیتے ہیں جیسے کہ لوگ آنکھ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ الَّذِیْ یَرٰی مَا لَا نَرٰی وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

٨٣

نبی رحمت ﷺ ساری دنیا کو اور جو کچھ قیامت کے دن تک دنیا میں ہونیوالا ہے سب دیکھ رہے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا

اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ.

(زرقانی شرح مواہب، ۷/۲۰۴، کنز العمال ۱۱/۳۲۰)

بیشک اللہ تعالیٰ ﷻ نے دنیا کو میرے سامنے کر دیا ہے لہٰذا میں دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کچھ یوں دیکھ رہا ہوں یعنی جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! کیا عظمتِ شان ہے کہ اِنْ اور قَدْ یہ دونوں حرف تاکید کے ہیں یعنی اس فرمانِ عالی شان میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے، میں سب کچھ مثل کفِ دست دیکھ رہا ہوں نیز صیغہ ماضی کا نہیں کہ میں نے ایک بار دیکھ لیا ہے بلکہ صیغہ مضارع کا ہے جو کہ تجدّد و حدوث پر دال ہے یعنی ہمیشہ ہی دیکھتا رہوں گا۔ اور پھر دُور نزدیک کے سوال کو یوں ختم کیا کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ یعنی جیسے میں اپنے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اجمعین.

تو جیسے ہتھیلی کے درمیان کو دیکھنے میں اور کنارے کو دیکھنے میں کوئی فرق نہیں یوں ہی مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوتے ہوئے مشرق و مغرب، شمال و جنوب برّ و بحر کو دیکھنے میں کوئی فرق نہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ سید العٰلمین ﷺ امریکہ، افریقہ، جاپان، رُوس، آسٹریلیا، ہند، سندھ، پاکستان، چین، افغانستان الحاصل دنیا کے ہر ملک ہر صوبے، ہر شہر ہر قوم ہر قبیلہ کو بیک وقت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطاء سے دیکھ رہے ہیں۔

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۸۴

اکرم الاوّلین والآخرین ﷺ نے قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے ایک ایک کر کے سب کچھ بتا دیا

سیدنا عمرو بن اخطب انصاری اور سیدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہما راوی ہیں:

قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَوْماً الْفجرِ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا
حَتّٰی حَضرتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ
صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی غَرُبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا
بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا
اَحْفَظُنَا.

(صحیح مسلم،۲/۳۹۰، مشکوٰۃ، ص۵۴۳)

یعنی سیدنا عمرو بن اخطب اور سیدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہوتے ہی منبر پر جلوہ افروز ہو کر ہمیں خطبہ دیا حتّٰی کہ ظہر کا وقت ہو گیا اور شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ گر ہو کر خطبہ دینا شروع کیا خطبہ دیتے عصر کا وقت ہو گیا۔ اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف لائے ہمیں نماز عصر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا حتّٰی کہ مغرب کا وقت ہو گیا اور اس دن بھر کے خطبے میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی ماضی میں ہو چکا تھا اور جو کچھ

بھی قیامت کے دن تک ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرمادیا۔ راوی فرماتے ہیں ہم صحابہ کرام میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے زیادہ باتیں یاد کرلیں۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلَى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن۔

٨٥

رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے لیکر قیامت سے بھی آگے تک سب کچھ بیان فرمادیا

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ اَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ.

(صحیح بخاری ۱/ ۴۵۳، مشکوۃ ص ۵۰۶)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ جلوہ فرما ہوکر بیان کرنا شروع فرمایا اور ہمیں ابتداء خلق سے لے کر جنتیوں کے

جنت جانے اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ ہی بتا دیا سننے والوں میں سے جس کسی کو جو کچھ یاد رہ گیا یاد رہ گیا اور جو بھول گیا بھول گیا۔

فائدہ

سبحان اللہ سبحان اللہ! صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ ہمارے آقا شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا سے جانتے ہیں کیوں نہ ہو جبکہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء آفرینش سے قیامت تک بلکہ قیامت سے بھی آگے تک جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بیان فرما دیا۔

صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

۸۶

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے ہر فتنہ کی خبر دیدی

قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِىَ اللهُ عنه وَاللهِ اِنِّىْ لَاَ عْلَمُ النَّاسِ بِكُلِّ فِتْنَةٍ هِىَ كَائِنَةٌ فِيْمَا

بَيْنِيْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ وَمَا بِيْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسَرَّ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يُحَدِّثْهُ غَيْرِيْ.

(صحیح مسلم، ۲/۳۹۰)

یعنی سیدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم بیشک میں سب لوگوں سے ہر فتنے کو زیادہ جانتا ہوں جو کہ میرے اور قیامت کے درمیان رونما ہونے والا ہے اور یہ کیوں، یہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ طور پر مجھے بتا دیا ہوا ہے جو کہ میرے سوا کسی کو نہیں بتایا۔ اسی لیے سیدنا حذیفہ صحابی رضی اللہ عنہ کا لقب تھا۔

صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ تھے چند کلیات اب جزئیات بیان کیے جاتے ہیں جس سے ہر ایمان دار اندازہ لگا سکتا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک کے کیسے کیسے کمالات ہیں۔

۸۷

جنگ بدر میں شاہِ کونین نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں مرے گا

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں تھے آپ نے ہمیں جنگِ بدر کی باتیں سنانا شروع کیں اور فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے ایک دن پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کل فلاں کافر یہاں مرے گا یہاں فلاں اور یہاں فلاں مرے گا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے جو نشان شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائے تھے دوسرے دن دورانِ جنگ وہ کافر اسی جگہ مرا پڑا تھا پھر ان کفار مکہ (ابوجہل وغیرہ) کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا، ایک دوسرے کے اوپر پھینکے گئے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سارے کافر کنویں میں ڈال دیے گئے ہیں

تو رسول اللہ ﷺ کنویں پر تشریف لائے اور فرمایا:

اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا جو وعدہ تم سے تمہارے رب تعالیٰ اور اس کے سچے رسول نے کیا تھا تم نے وہ وعدہ پا لیا ہے یا نہیں، بیشک میرے ساتھ جو میرے رب کریم نے وعدہ فرمایا تھا وہ برحق ہمیں پہنچا ہے۔ یہ سن کر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) آپ ان کافروں کی بے جان لاشوں سے گفتگو فرما رہے ہیں کیا یہ سنتے ہیں، اس پر والیٔ اُمت ﷺ نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہیں، ہاں یہ بات ہے کہ یہ اب جواب نہیں دے سکتے۔

(صحیح مسلم، ۲/۱۰۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۳)

تنبیہ

اس ارشاد سے واضح ہوا کہ کافر بھی قبروں میں سنتے ہیں چہ جائیکہ مومن اور پھر اولیاء کرام کے سننے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ سمجھ عطا کرے۔

۸۸

جنگ موتہ میں سید دو عالم ﷺ مدینہ منورہ میں بیٹھے سب کچھ دیکھ رہے تھے

سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ موتہ کے دن لوگوں کو بتا رہے تھے کہ لو اب زید صحابی امیرِ لشکر شہید ہو گئے ہیں اور جھنڈا جعفر نے پکڑ لیا ہے، لو اب وہ جعفر شہید ہو گئے ہیں اور اب جھنڈا ابن رواحہ نے پکڑ لیا ہے، لو اب ابن رواحہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی سرکار ﷺ کی چشمانِ مبارکہ سے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر فرمایا اب جھنڈا سیف اللہ یعنی خالد بن ولید نے پکڑ لیا ہے۔ لو اب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مسلمانوں کو فتح دے دی ہے۔ (صحیح بخاری، ۲/ ۶۱۱، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۲)

۸۹

ایک نمازی روزہ دار مسلمان کہلانیوالے کے متعلق حضور ﷺ نے دیکھ کر فرما دیا یہ دوزخی ہے اور وہ دوزخی ہی نکلا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک شخص جو کہ اسلام کا دعویدار تھا اس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا یہ دوزخی ہے اور پھر جب جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے اسلام کی طرف سے خوب جوہر دکھائے خوب قتال کیا حتّٰی کہ وہ خود زخمی ہو گیا یہ دیکھ کر ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ دوزخی ہے وہ تو مسلمانوں کی طرف سے خوب جنگ لڑ رہا ہے (ان کا مقصد تھا کہ اگر ایسا اسلام کا جاں نثار دوزخی ہے تو پھر جنت کون جائیگا) لیکن سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا خبردار وہ دوزخی ہے یہ سن کر قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں پڑ جاتے لیکن وہ شخص خودکشی کر کے حرام موت مر گیا۔ (پھر لوگوں کو یقین ہوا) تو دوڑے اور جا کر عرض گزار ہوئے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ وہ حرام موت مر کر دوزخی ثابت ہو گیا، یہ سن کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا (اللہ اکبر) اور فرمایا میں گواہی دیتا

ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا خاص الخواص بندہ اور اس کا سچا رسول ہوں: یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ.

یعنی اے بلال اُٹھ اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی جائیں گے (جس کے پاس ایمان نہیں وہ جنت نہیں جا سکتا خواہ وہ لڑتے لڑتے شہید ہی کیوں نہ ہو جائے۔

(صحیح بخاری، ۲/ ۷۷۹، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۳)

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ دارومدار بخشش کا ایمان پر ہے اور ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے کیوں نہ ہو جبکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ.

یہ تین مرتبہ فرمایا یعنی کان کھول کر سن لو جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان نہیں، تو یہ بات پختہ طور پر ثابت ہوگئی کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان ہے اور جو دل شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے خالی ہے وہ مومن نہیں بلکہ وہ منافق ہے ایسا شخص اگرچہ اسلام کی خاطر لڑتا لڑتا قتل ہو جائے وہ جنت نہیں جا سکتا اور یہ بات فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ رسول اکرم شفیع اُمت صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث پاک سے ثابت ہے۔

چنانچہ سیدنا عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَ اُدْخِلَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَ وَ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ فَاِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ فَذَاكَ فِی النَّارِ لاَنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ.

(دارمی ۱۲۶۲۰، مشکوۃ شریف، ص ۳۳۵)

یعنی (مومن جب جنگ میں لڑتا ہے اور پھر شہید ہو جاتا ہے) بیشک تلوار اس کے سارے گناہ مٹا دیتی ہے اور جس جنت کے دروازہ سے شہید چاہے گا داخل کیا جائے گا لیکن منافق (جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے عاری ہے) جنگ میں شریک ہو کر مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے (یعنی مال بھی خرچ کرتا اور جان کا نذرانہ بھی دیتا ہے) دشمن سے جنگ کرتا کرتا خود مارا جاتا ہے تو وہ دوزخ میں جائے گا کیونکہ تلوار منافقت کو نہیں مٹا سکتی۔

(اللہ اکبر)

میرے مسلمان بھائی غور کر تیرے دماغ میں یہ چیز گھسی ہوئی ہے کہ یہ بے ادب لوگ کیسے بھی ہیں لیکن نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے اللہ تعالیٰ ﷻ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، عالم ہیں، فاضل ہیں، کتابیں لکھتے ہیں، دینی مدرسے چلاتے ہیں لیکن میرے عزیز ہوشیار، خبردار ہو اور آنکھیں کھول کر اپنے عظمت والے آقا ﷺ کا ارشاد مبارک مذکورہ بالا پڑھ اور اپنا نظریہ درست کر کہیں ایسا نہ ہو کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے مطابق تجھے بھی فرشتے گھسیٹ کر دوزخ پھینک دیں کہ چل تو بھی اس منافق کے ساتھ کیونکہ تیری محبت تیرا بیٹھنا اُٹھنا انہیں کے ساتھ تھا۔ کیوں کہ جنت تو وہی جائے گا جس کے دل میں ایمان ہے جیسا کہ مذکورہ بالا فرمان آپ پڑھ چکے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَائِذٍ رَضِی اللّٰه عنه خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم اِلٰی

النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلِ
الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
حَرَسَ لَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ حَثّٰى
عَلَيْهِ التُّرَابَ وَ قَالَ اَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ
مِنَ النَّارِ وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ
قَالَ يَا عُمَرُ اِنَّكَ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ
وَلٰكِنْ تُسْئَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ. (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۳۶)

سیدنا ابن عائذ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے لیے تشریف لائے اور جب جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا جنازہ نہ پڑھائیں فرمایا کیوں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ گنہگار اور فاجر انسان ہے۔ یہ سن کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا تم میں سے کسی نے اس کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے؟ تو ایک نمازی نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ایک دن اس نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں پہرہ

دیا تھا۔ یہ سن کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور پھر اسے قبر میں لٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی بھی ڈالی اور اس مرنے والے سے فرمایا اے عزیز تیرے ساتھیوں کا گمان ہے کہ تو دوزخی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے پھر فرمایا اے عمر تجھ سے لوگوں کے کردار کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا بلکہ تجھ سے لوگوں کے عقائد کے متعلق سوال ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

میرے ایمان دار بھائی ایک مقولہ ہے:

رحمتِ خدا ''بہا'' نہ مے جوید ''بہانہ'' مے جوید

غور کر اس اُمت کے لیے کتنی رحمتیں بخششیں اور سعادتیں ہیں۔ کسی نے سچ فرمایا ہے رحمت خدا ''بہا'' نہ مے جوید ''بہانہ'' مے جوید، یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمت قیمت نہیں مانگتی بلکہ بخشنے کے لیے بہانہ تلاش کرتی ہے لیکن شرط ہے کہ ایمان ہو دل میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو عظمت ہو ادب و احترام ہو ورنہ خطرہ ہی خطرہ ہے۔ رہا یہ سوال کہ آپ نے

فطرت سے عقیدہ کیسے مراد لیا ہے فقیر کہتا ہے میں نے یہ اپنی طرف سے نہیں لیا بلکہ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث پاک کی شرح میں فرمایا:

فَإِنَّ الاِعْتِبَارَ بِالْفِطْرَةِ وَالاِعْتِقَادِ.

کہ دار و مدارِ نجات فطرۃ اور عقیدہ پر ہے۔

اسی لیے بزرگانِ دین نے فرمایا:

اَوَّلُ الْاَمْرِ الْاِعْتِقَادُ.

یعنی سب سے اہم کام عقیدہ ہے۔

اور عقیدہ کی اہمیت کے لیے فقیر کا رسالہ ''جنتی گروہ'' اور ''عقیدہ کی اہمیت'' کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ولیوں، غوثوں، قطبوں کے نزدیک اور علماء محدثین کے نزدیک عقیدہ کی کتنی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہم سب کو عقیدہ اہل سنت و جماعت پر قائم رکھے اسی پر ہمیں موت آئے۔

۹۰

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا آج رات سخت آندھی آئے گی تو ایسا ہی ہوا

سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک کے دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ.

یعنی آج رات سخت آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی کھڑا نہ ہو جن کے پاس اونٹ ہیں وہ اپنے اپنے اُونٹ باندھ دیں اور جب رات چھا گئی تو آندھی بھی زور شور سے چلنے لگی۔

اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا تو آندھی اس قدر شدید تھی کہ اس شخص کو اُٹھا کر طئی پہاڑ پر جا گرایا۔

(مسلم شریف، ۲/ ۲۴۶، دلائل النبوۃ، ۲/ ۵۲۰، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۹)

۹۱

نبی رحمت ﷺ کو خالق کائنات نے ایسی نظر عطا فرمائی کہ آپ قبروں کے اندر کے احوال بھی دیکھ لیتے

سیدنا ابوایوب صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رات کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے تو آپ نے کچھ آوازیں سنیں تو فرمایا یہودیوں کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

(بخاری، ۱/۱۸۴؛ مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۹)

۹۲

شاہ کونین ﷺ نے دور سے دیکھ لیا کہ مدینہ منورہ پر فرشتے پہرہ دے رہے ہیں

سیدنا ابو سعید صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم شاہِ کونین ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ وادیٔ عسفان میں ٹھہر گئے اور وہاں کئی دن قیام فرمایا تو کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہم یہاں کچھ بھی نہیں کر رہے اور ہمارے گھر خالی ہیں، ہماری عورتیں تنہا

ہیں ہم اپنے گھروں کو محفوظ و مامون نہیں سمجھتے یہ خبر سن کر امت کے والی ﷺ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ منورہ کی ہر گلی اور ہر راستے پر دو دو فرشتے پہرہ دے رہے ہیں (لہٰذا کوئی خطرہ نہیں) اور وہ ہمارے واپس مدینہ منورہ آنے تک پہرہ دیتے رہیں گے۔ زاں بعد فرمایا چلو مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرو اور ہم جب مدینہ منورہ پہنچے تو اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے ابھی ہم نے سامان رکھا بھی نہ تھا کہ بنو غطفان حملہ آور ہو گئے۔

(مسلم شریف، ۱/۴۴۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۶)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۹۳

آندھی چلی تو شاہِ کونین ﷺ نے خبر دی یہ آندھی ایک بڑے منافق کی موت پر چلی ہے

سیدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سید العرب والعجم ﷺ ایک دن سفر سے واپس تشریف لائے اور جب مدینہ منورہ کے

قریب پہنچے تو شدید آندھی چلی قریب تھا کہ سواروں کو گرا کر مار دے اس کو دیکھ کر حبیب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آندھی ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے اور جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑا منافق مر گیا ہے۔

(مسند احمد صفحہ ۲/۳۱۵، مشکوۃ شریف، ص ۵۳۶، ودلائل النبوۃ از ابونعیم، ص ۵۱۵)

۹۴

سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ کو دیکھ کر فرما دیا کہ اس پر دس (۱۰) وسق کھجوریں ہیں

سیدنا ابو حمید صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب ہم غزوہ تبوک کے لیے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو راستہ میں ایک باغ آ گیا اس کو دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اس باغ کے پھل (کھجوروں) کا اندازہ کرو کہ کتنی ہیں۔ صحابہ کرام نے اپنا اپنا اندازہ پیش کیا تو سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کھجوریں دس وسق ہیں۔

زاں بعد اس باغ کی مالکہ عورت کو حکم دیا اس باغ کی کھجوروں کو جمع کرو اور ہمارے واپس آنے تک ان کو ماپ کے

رکھو کہ کتنی ہیں اور جب ہم تبوک سے واپس ہوئے اور اس باغ پر پہنچے تو سرکار دو عالم ﷺ نے اس عورت سے پوچھا اس باغ کی کتنی کھجوریں نکلی ہیں اس نے عرض کیا حضور (ﷺ) پورے دس وسق ہیں۔

(مسلم شریف، ۲/ ۲۴۶، دلائل النبوۃ از ابو نعیم، ۲/ ۵۲۰، مشکوۃ شریف، ۵۳۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى الْحَبِيْبِ الْحَسِيْبِ اللَّبِيْبِ النَّبِيْبِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۹۵

سید دو عالم ﷺ نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ مصر فتح ہوگا اور خبر دے دی

سیدنا ابو ذر صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے میرے صحابہ کرام تم مصر کو ضرور فتح کرو گے اور یہ وہ شہر ہے جہاں قیراط سکہ چلتا ہے اور جب تم مصر کو فتح کرو تو وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

(مسلم شریف، ۲/ ۳۱۱، مشکوۃ شریف، ص ۵۳۹)

قربان جائیں اس آنکھ مبارک کے جو اللہ تعالیٰ ﷻ کی عطا سے سب کچھ دیکھ رہی ہے کیا ماضی کیا حال کیا مستقبل کیا قریب کیا دور کیا ظاہر کیا باطن سب کچھ عیاں ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن.

۹۶

نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ بیٹھے دیکھ لیا کہ مکہ مکرمہ میں عمیر وصفوان کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی ہے

جنگ بدر کے کچھ دن بعد ایک روز عمیر بن وہب اور صفوان بن اُمیہ دونوں حطیم کعبہ میں بیٹھے تھے۔ عمیر قریش کے شیطانوں میں سے تھا وہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکلیفیں دیا کرتا تھا اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔ عمیر اور صفوان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی:

عمیر بولا بدر میں ہمارے لوگوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائیں۔ ظالموں نے کس بے رحمی سے

ہمارے لوگوں کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان: خدا کی قسم ان کے بعد اب زندگی کا لطف نہیں رہا۔

عمیر: اللہ کی قسم تو نے سچ کہا ہے۔ اللہ کی قسم اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور میرے بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا مجھے ڈر ہے تو میں سوار ہو کر محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاں گرفتار ہے۔

صفوان: تیرا قرض میں ادا کر دیتا ہوں اگر تو یہ کام کرے اور تیرے عیال میرے عیال کے ساتھ رہیں گے بلکہ جب تک تیرے بال بچے زندہ رہیں میں ان کی کفالت کا ضامن ہوں۔

عمیر: بس یہ بات میرے تیرے درمیان طے شدہ ہے۔

صفوان: مجھے بسر و چشم قبول ہے۔

عمیر: وہاں سے روانہ ہوتے وقت لوگوں سے مخاطب ہو کر

اے لوگو! تم خوش ہو جاؤ چند دنوں کے بعد تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئے گی جس سے تم بدر کی تمام مصیبتیں بھول جاؤ گے

زاں بعد عمیر زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ایک گروہ میں بیٹھے بدر کی عنایات سنا رہے تھے اچانک عمیر زہر آلودہ تلوار لٹکائے اُونٹنی کو مسجد نبوی کے دروازے پر بٹھا دیتا ہے، اسے دیکھ کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بولے یہ کتا دشمن عمیر کسی شرارت کے لیے آیا ہے۔

یہ سن کر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمیر کو میرے پاس لاؤ، عمیر کو لایا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمیر آگے آ، عمیر آگے بڑھ کر کہتا ہے خدا آپ کی صبح خیر کرے (یہ ذومعنی لفظ ہے) یہ سن کر سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عُمیر، تو مجھے جاہلیت کا سلام دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہمیں تیرے سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور یہ سلام وہ ہے جو کہ اہل جنت کا سلام ہے۔ عمیر بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سلام آپ کو تھوڑے دنوں سے ملا ہے۔ زاں بعد اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمیر کیسے آنا ہوا؟ عمیر بولا اپنے بیٹے کو جو آپ کے قید میں ہے اسے لینے آیا ہوں۔ یہ سن کر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو تلوار لے کر

کیوں آیا ہے؟ عمیر بولا خدا تلواروں کا برا کرے تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ پہنچایا۔ یہ سن کر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا عمیر سچ بتاؤ کس لیے آیا ہے؟ پھر عمیر نے وہی بات کہی کہ بیٹے کے لیے آیا ہوں۔ یہ سن کر سید الثقلین ﷺ نے فرمایا تو نہیں بتاتا تو میں بتا دوں کہ تو کس لیے آیا ہے؟ سن! کیا تیرے اور صفوان کے درمیان حطیم کعبہ کے اندر بیٹھ کر یہ گفتگو نہیں ہوئی پھر حضور ﷺ نے من و عن ساری کہانی سنا دی۔ یہ سن کر عمیر حیران ہو گیا اور بولا یا رسول اللہ (ﷺ) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ (ﷺ) ہم پہلے آپ کو جھٹلایا کرتے تھے مگر اب تو شک نہیں رہا کیونکہ حطیم کعبہ میں میرے اور صفوان کے سوا کوئی تیسرا نہیں تھا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو دکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا شکر ہے جس نے مجھے اسلام کی توفیق عطا کی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: عمیر

تمہارا مسلمان بھائی ہے اپنے اس بھائی کو دین کے مسائل سمجھا دو اور اس کے بیٹے کو بھی چھوڑ دو۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم، ص ۴۷۹، طبرانی کبیر، ۱۷/ ۵۸، سیرت ابن ہشام، ص ۳۰۲، الخصائص الکبریٰ، ۱/ ۲۰۹)

امام سیوطی نے اس حدیث کو نقل فرما کر فرمایا **بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ**۔

علامہ ہیثمی نے دو سندوں سے نقل فرمایا ایک کے متعلق فرمایا: **اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ**۔ (مجمع الزوائد، ۸/ ۲۸۹)

۹۷

سید المرسلین ﷺ نے غزوہ حنین میں پہلے ہی فرما دیا کہ یہ سارا مال مویشی مسلمانوں کو کل بطور غنیمت ملے گا

سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اسلامی لشکر اللہ تعالیٰ عزوجل کے حبیب ﷺ کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوا اور کئی رات تک چلتے رہے پھر ایک گھڑ سوار آیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا ہے بنو ہوازن سارے کے سارے اپنی عورتوں اور مال مویشی

سمیت حنین میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر اُمت کے والی ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

یعنی یہ سب کچھ کل ان شاء اللہ تعالیٰ جل جلالہ مسلمانوں کو غنیمت میں ہاتھ آئے گا (اور پھر ایسے ہی ہوا) (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۲)

۹۸

آقائے دو جہاں ﷺ نے صحابی کو فرمایا میرے وصال کے بعد تیری نظر جاتی رہے گی

حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد سے بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے دیکھ کر فرمایا کچھ نہیں ہوتا لیکن صحابی یہ بتاؤ کہ جب تیری عمر لمبی ہو گی اور تو میرے وصال کے بعد نابینا ہو جائے گا تو کیا کرے گا۔ یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں ثواب کی خاطر صبر کروں گا۔ فرمایا اگر ایسا کرے گا تو تُو بغیر حساب جنت داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۴۳)

اس سے معلوم ہوا کہ امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم اُمتیوں کی عمروں کو بھی باذن اللہ جانتے ہیں اور ان کے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم.

۹۹

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال کو دیکھتے ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے اسلامی لشکر سمیت واپس ہوئے اور رات بھر چلتے رہے حتّٰی کہ نیند نے غلبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں اُترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم پہرہ دو تا کہ وقت پر اُٹھا دو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر سمیت آرام فرمایا۔ حضرت بلال نماز پڑھتے رہے اور جب صبح قریب ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کجاوے کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی جانب منہ کر کے بیٹھ گئے تا کہ جب صبح ہو میں بیدار کر دوں لیکن ہوا یوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند نے غلبہ کیا اور وہ سو گئے۔ لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اس وقت بیدار ہوئے جب سورج چمکا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آواز دی حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُٹھے اور معذرت کی کہ مجھ پر نیند نے غلبہ کر لیا تھا اور میں جاگ نہ سکا۔ فرمایا چلو یہاں سے کوچ کرو اور آگے جا کر وضو کیے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور سرکار ﷺ نے نماز پڑھائی نماز کے بعد دیکھا کہ صحابہ کرام وقت پر نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے پریشان ہیں تو دیکھ کر فرمایا پریشان کیوں ہوتے ہو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہماری روحوں کو قبضہ میں رکھا تھا اگر وہ چاہتا ہمیں وقت پر بیدار کر دیتا لہٰذا جب کوئی سو جائے یا نماز کو بھول جائے تو جب بیدار ہو یا جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے۔ زاں بعد شفیع اعظم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بتا دوں کہ بلال نے ہمیں کیوں نہیں جگایا؟ فرمایا بلال جاگ رہے تھے کہ شیطان آیا اور بلال کو تھپکیاں دیتا رہا جیسے بچے کو تھپکیاں دے کر سلاتے ہیں لہٰذا بلال سو گئے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا بلال کیا ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وہی کچھ بیان کیا جو سرکار ﷺ نے بیان فرمایا تھا (یعنی کسی نے مجھے تھپکیاں دینا

شروع کیں تو میں سو گیا) یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

(دلائل النبوۃ ۳/۲۷۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۶۷، موطا امام مالک، ص ۹، مسلم شریف ۱/۲۳۸)

نوٹ یہ دو حدیثوں کا مضمون ہے۔

سوال:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے تو وقت پر جگا کیوں نہ دیا؟ پھر یہ کہ رب تعالیٰ کی فرض نماز چلی گئی مگر نبی علیہ السلام نے جگایا نہیں۔

جواب:

مان لیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ تو نہیں سویا وہ تو سونے سے پاک ہے: ﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ نہ اُسے نیند آئے نہ اُونگھ تو اعتراض کرنے والا یہ بتائے کہ خدا تعالیٰ نے کیوں نہ جگایا پھر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذمہ داری میں تھے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جبکہ اس کے نبی کی فرض نماز جا رہی تھی کیوں نہ جگایا کیا جبریل علیہ السلام کو آنے سے کوئی روک رہا تھا، یا کوئی اور وجہ تھی۔ ہاں ہاں

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ جاگنے میں وہی حکمت تھی جو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نہ جگانے میں حکمت تھی اور وہ یہ تھی کہ امت کے لیے قانون بنایا جائے کہ اگر نماز قضا ہو جائے تو یوں پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ سمجھ عطا کرے اور فضول اعتراضات جو کہ دل میں نفاق کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ان سے بچائے اور یہ بات بھی مسلم کہ ایسے اعتراضات اسی دل میں پیدا ہوتے ہیں جس دل میں منافقت ہو۔ اسی لیے فرمایا گیا:

اَلنِّفَاقُ يُوْرِثُ الْاِعْتِرَاضَ.

یعنی نفاق دل میں اعتراضات پیدا کرتا ہی رہتا ہے جب تک دل میں ایمان نہ آئے اور جب ایمان آ جائے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا:

اَلْاِيْمَانُ يَقْطَعُ الْاِنْكَارَ وَالْاِعْتِرَاضَ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا.

یعنی ایمان اعتراض اور انکار کی جڑ کاٹ دیتا ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ ایمان شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام ہے۔

اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ.

لہٰذا اے میرے عزیز! دل میں عشق و محبت پیدا کرتا کہ تیرے دل سے تمام اعتراضات خود بخود ختم ہو جائیں۔ آمین

بِجَاہِ حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۱۰۰

سید الانبیاء ﷺ نے زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ کہاں کہاں دفن ہونگے

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما صحابی فرماتے ہیں ایک دن نبی رحمت ﷺ دردولت سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے حالت یہ تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دائیں جانب اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بائیں جانب تھے۔ سید العٰلمین ﷺ نے دونوں حضرات کے ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے اور جب مسجد میں داخل ہوئے تو فرمایا:

ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

ہم قیامت کے دن یوں ہی اُٹھیں گے۔

(جامع ترمذی شریف، ۲/۲۳۰، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے دکھا دیا تھا کہ ان دونوں صحابیوں کا مدفن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہوگا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۱۰۱

حبیب مکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ فلاں فلاں شہید ہوگا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر، عثمان تھے (رضی اللہ عنہم) اور جب اُحد کے اوپر چڑھے تو جبلِ اُحد نے کانپنا شروع کردیا (اُحد کو وجد آگیا) اس پر شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلِ اُحد کو پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا اے اُحد ٹھہر جا! کیونکہ تجھ پر ایک اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(بخاری شریف، ۱/۵۱۹، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۳)

۱۰۲

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ نبوت قیامت تک کے احوال دیکھ رہی ہے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت کے قریب جب قتل و غارت بہت زیادہ ہوگی تو اچانک ایک آوازہ اُٹھے گا کہ دجّال نکل آیا ہے تو مسلمان دس سواروں کو بھیجیں گے تا کہ پتہ کر کے آئیں۔

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں ان دس سواروں کے نام جانتا ہوں ان کے باپوں کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین کے سواروں سے بہتر ہوں گے۔ (صحیح مسلم، ۲/۳۹۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۶۷)

۱۰۳

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا درِ کعبہ کی چابی میرے ہاتھ آئے گی ایسا ہی ہوا

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کلید بردار درِ کعبہ مکہ مکرمہ کا

بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے میری ملاقات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئی اور مجھے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوتِ اسلام دی میں نے کہا اے محمد تعجب ہے تو امید رکھتا ہے کہ میں تیری اتباع کروں، حالانکہ تو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور تو نے نیا دین بنا ڈالا ہے۔

پھر ایک دن یوں ہوا کہ محمد (ﷺ) خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کے لیے آئے جبکہ ہم کعبہ کو پیر اور جمعرات کے دن کھولا کرتے تھے تو جب لوگ داخل ہونے لگے تو محمد (ﷺ) بھی اندر جانے لگے میں نے محمد (ﷺ) پر سختی کی اور غلط باتیں بھی کہیں اندر نہ جانے دیا مگر محمد (ﷺ) نے بردباری سے کام لیا مجھے کچھ نہ کہا بلکہ کہا اے عثمان عنقریب تو دیکھے گا کہ خانہ کعبہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا دوں گا۔ میں نے سن کر کہا اُس وقت قریش سارے مر گئے ہونگے۔

اور پھر جب فتح مکہ کا دن آیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا اے عثمان! لا چابی مجھے دے تو مجھے لاچار چابی دینی پڑی (کیونکہ اب تو مکہ مکرمہ پر سرکار ﷺ کی حکومت ہو گئی تھی) میں نے چابی

حاضر کردی۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چابی پکڑ کر پھر مجھے دی اور فرمایا:

خُذْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزَعُهَا مِنكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ.

یعنی یہ چابی لے ہمیشہ کے لیے تجھے اور تیری اولاد کے لیے میں نے دی اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد کرایا اے عثمان! وہ وقت یاد کر جب تو نے مجھے اندر نہیں جانے دیا تھا اور میں کہا تھا کہ ایک دن یہ چابی میرے ہاتھ آئے گی تو میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا ہاں یاد ہے! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں۔

(خصائص الکبریٰ ۱/ ۲۶۷)

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

۱۰۴

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سینہ کے راز بھی دیکھ لیتی ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد خیف (منٰی) میں شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا تو دو مرد آئے ایک ثقفی

اور ایک انصاری اور دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حضور سے کچھ مسائل پوچھنے آئے ہیں۔ یہ سن کر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے سوال بھی بتا دوں اور جواب بھی اور اگر چاہو تو میں خاموش رہتا ہوں تم اپنے اپنے سوال بیان کرو اور میں جواب دوں۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہمارے سوال بھی بیان فرما دیں تو ہمارا ایمان اور مضبوط ہو گا یہ سن کر سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقفی صحابی کو فرمایا تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے کہ رات نماز تہجد کے متعلق اور رکوع کے متعلق نیز سجدہ کے متعلق اور روزہ کے متعلق، غسل جنابت کے متعلق اور انصاری صحابی کو فرمایا تو پوچھنے آیا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کا قصد کر کے آئے تو کتنا ثواب ہے اور عرفات میں وقوف کا کیا ثواب ہے اور پھر سر منڈوانے کا کتنا اجر ہے اور کنکریاں مارنے کا پھر طواف زیارت کا کتنا اجر و ثواب ہے۔

یہ سن کر دونوں حضرات بولے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے،

ہم یہی کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ (رحمۃ اللہ علی العلمین، ص۵۱۰)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۱۰۵

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھوک لگی تو جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ نبوت سے دیکھ لیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریق کار یہ تھا کہ جب بھی کوئی سائل مسئلہ پوچھے اسے کھانا کھلاتے ایک دن مجھے سخت بھوک لگی اور مسجد کے باہر کے راستہ پر بیٹھ گیا اور جو صحابی مسجد سے نکلتا میں اس سے مسائل اور آیاتِ مبارکہ پوچھتا مگر کسی نے بھی مجھے کھانے کی دعوت نہ دی میں پریشان ہو گیا کہ آج کیا معاملہ ہے اتنے میں جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابو ہریرہ آ میرے ساتھ آ جا اور جب سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے در دولت پر جلوہ گر ہوئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کا دودھ پیش کیا گیا میں دیکھ کر

خوش ہو گیا مگر ہوا یوں کہ دربارِ رسالت سے فرمان جاری ہوا اے ابو ہریرہ اہل صفہ کو بلا لاؤ ، یہ سن کر میں نے دل میں سوچا کہ ایک پیالہ دودھ ہے اور سب اہل صفہ کو بلایا جا رہا ہے تو میرے حصہ میں کیا آئے گا لیکن اللہ کے رسول (ﷺ) کے فرمان کے سامنے حکم عدولی نہیں ہو سکتی تھی لہٰذا میں اہل صفہ کو بلا لایا اور شاہِ کونین ﷺ نے فرمایا:

ابو ہریرہ یہ دودھ سب کو پلاؤ یہ سن کر (ساری اُمید ختم ہو گئی کیونکہ پلانے والے کی باری سب کے بعد آیا کرتی ہے) میں نے وہ دُودھ سب کو پلایا سب نے سیر ہو کر پیا بعد میں سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ پیو میں نے سیر ہو کر پیا پھر فرمایا اور پیو میں نے اور پیا پھر فرمایا اور پیو تو عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) اب اور کی پیٹ میں گنجائش نہیں ، زاں بعد نبی رحمت ﷺ نے خود پیا۔ (بہجۃ المحافل، ۲/۲۱۵)

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر
جس سے ستر (۷۰) صاحبوں کا دُودھ سے منہ پھر گیا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

۱۰۶

جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ کون اور کب جنت جائے گا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس دروازے سے میری اُمت جنت میں داخل ہوگی۔

یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا شوق ہے کہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہاں ہوتا تو اس کو دیکھتا اس عرض پر جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر میری اُمت میں سے سب سے پہلے تو جنت داخل ہوگا۔

(ابوداؤد شریف، ۲/ ۲۸۴، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۶)

اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

۱۰۷

رات کی تاریکی میں جو کچھ ہوتا رحمت والے نبی ﷺ سے وہ بھی پوشیدہ نہ رہتا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صدقہ فطر جمع ہوا تو حبیب مکرم ﷺ نے اس کی حفاظت پر مجھے مامور کیا۔ رات کو اچانک ایک شخص آیا اور اس نے اس صدقہ فطر کے مال سے جھولی بھرنا شروع کر دی تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔

یہ سن کر اس نے منت سماجت شروع کر دی کہ میں محتاج ہوں عیال دار ہوں اور بڑا ہی مجبور ہوں۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی اور میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو جاتے ہی سرکار ﷺ نے پوچھا ابو ہریرہ رات والے چور کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) جب اس رات والے چور نے زیادہ ہی منت سماجت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔

یہ سن کر شاہِ کونین ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا تھا

اور وہ پھر آئے گا اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ﷻ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا ہے چنانچہ میں دوسری رات اس کا انتظار کرنے لگا اور وہ آیا اور جھولی بھرنے لگا تو میں نے اسے دبوچ لیا پکڑ کر کہا اب تجھے نہیں چھوڑوں گا، اب تجھے ضرور سرکار ﷺ کی عدالت میں پیش کروں گا۔ اس نے پھر منت سماجت شروع کر دی اور بعد میں کہا میں آئندہ نہیں آؤں گا مجھے رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی اور میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو جاتے ہی سرکار ﷺ نے پوچھا ابو ہریرہ رات والے چور کی سناؤ؟ میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔

یہ سن کر سرکار ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بول گیا ہے۔ وہ پھر آئے گا۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا کیونکہ سرکار ﷺ کی زبان حق ترجمان سے صادر ہو گیا ہے وہ پھر آئے گا۔ چنانچہ تیسری رات پھر میں انتظار کرنے لگا تو وہ آیا اور آتے ہی جھولی بھرنا شروع کر دی پھر میں نے دبوچ لیا اور میں نے کہا یہ آخری تیسری بار ہے اب نہیں چھوڑوں گا، ضرور سرکارِ دوجہاں

صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش کروں گا۔ پھر اس نے منت سماجت شروع کر دی، میں نے کہا تو وعدہ کرتا ہے نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا ہے لہٰذا اب نہیں چھوڑتا تو اس چور نے کہا اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں تجھے چند ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ تجھے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نفع عطا کرے گا۔

یہ سن کر میں نے کہا بتا، تو اس نے کہا جب تو رات کو بستر پر لیٹے تو آیت الکرسی

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ .(البقرۃ)

آخر آیت تک پڑھ لیا کر تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ تجھ پر ایک حفاظت کرنے والا بھیج دے گا اور پھر رات بھر شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔

پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور جب صبح حاضر ہوا تو اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابو ہریرہ رات والے چور کی سناؤ؟ میں نے سارا ماجرا عرض کر دیا تو فرمایا وہ بڑا جھوٹا ہے لیکن تجھ سے سچ کہہ گیا ہے۔

ابو ہریرہ جانتے ہو کہ تین رات سے کس کے ساتھ آپ کا

واسطہ پڑا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں جانتا تو فرمایا وہ شیطان تھا۔ (بخاری شریف ۱/۳۱۰، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۵)

ان واقعات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ شاہِ کونین ﷺ پر اللہ تعالیٰ ﷻ نے سب کچھ روشن کر دیا ہے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

۱۰۹

خدائے ذوالجلال نے جانِ دوعالم ﷺ کے کندھوں کے درمیان دستِ قدرت رکھا تو سارا جہان روشن ہو گیا اور رحمت کائنات ﷺ نے ہر ہر چیز کو جان لیا

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن فجر کی نماز کے لیے ہم انتظار میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں مگر دیر ہوتی گئی حتٰی کہ قریب تھا کہ سورج نکل آئے

اچانک رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی تشریف لائے اور نماز کے لیے اقامت (تکبیر) کہی گئی۔ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکی نماز پڑھائی سلام پھیر کر رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا سارے نمازی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہیں۔ پھر سرکار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ مجھے کیوں دیر ہوئی۔ فرمایا میں رات کو اُٹھا تھا اور میں نے وضو کر کے نمازِ تہجد پڑھی، جتنی میرے رب کریم نے مجھے توفیق عطا کی پھر مجھے اونگھ آ گئی اور میں سو گیا اور میں نے خواب میں اپنے رب کریم کا بڑی اچھی صورت میں (بے کیف) دیدار کیا، پھر میرے پروردگار جل جلالہ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے کہا: لَبَّیْکَ (یا اللہ میں حاضر ہوں) رب کریم نے فرمایا اے میرے حبیب یہ بتاؤ کہ ملاء الاعلیٰ کس بات میں آپ میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: لَا اَدْرِیْ میں اپنے آپ نہیں جانتا اور تین مرتبہ یہی سوال ہوا۔ زاں بعد میرے رب ذوالجلال نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھ دیا (بلا تشبیہ) حتّٰی کہ میں نے اپنے کندھوں کے درمیان ٹھنڈک محسوس کی فَتَجَلّٰی

لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ یعنی ہر ہر چیز مجھ پر روشن (عیاں) ہوگئی اور میں نے ہر ہر چیز کو پہچان لیا۔ پھر میرے رب تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب! اب بتاؤ کہ ملاء الاعلیٰ کس بات میں بحث کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب کریم ملاء الاعلیٰ کفاروں (گناہوں کو مٹانے والے عملوں) میں بحث کرتے ہیں۔ پھر میرے رحمان ورحیم مولیٰ نے پوچھا وہ کون کون سے کام ہیں جو گناہوں کو مٹانے والے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ یہ ہیں مسجدوں کو چل کر جماعت کے لیے جانا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور تکلیف دہ اوقات میں پورا وضو کرنا۔ پھر میرے رب کریم نے پوچھا اور کون سے عمل ہیں؟ جن کے متعلق ملاء الاعلیٰ بحث کرتے ہیں؟ میں عرض کیا ان اعمال کے متعلق بحث کرتے ہیں جن سے درجے بلند ہوتے ہیں۔ رب کریم نے فرمایا وہ کون سے عمل ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ عمل یہ ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلانا اور نرم کلام کرنا اور رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنا جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر رب تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب! مجھ سے دعاء کر، میں نے عرض کیا یا اللہ میں تجھ سے نیک کاموں

(اچھے عملوں) کے کرنے کی توفیق مانگتا اور تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم کو آزمائش (فتنہ) میں ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی موت دے دے اور یا اللہ میں تجھ سے تیری محبت اور ہر اس بندے کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور ایسے عمل کی محبت مانگتا ہوں جو عمل تیری محبت کے قریب کر دے۔

یہ بیان کر کے شاہِ کونین ﷺ نے فرمایا یہ خواب حق ہے اسے یاد کرو اور دوسروں کو اس کی تعلیم دو۔

اس حدیث پاک کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور انہوں نے اس حدیث کے متعلق امام محمد بن اسمٰعیل بخاری سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۷۲)

اور دوسری حدیث پاک میں جس کے راوی سیدنا عبدالرحمٰن بن عائش ہیں (رضی اللہ عنہ) کہ جب رب ذوالجلال نے میرے کندھوں کے درمیان دستِ قدرت رکھا:

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

(دارمی ۲/۱۷۰، باب فی رویۃ الرب تعالیٰ فی النوم، تفسیر در منثور ۳/۲۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۷۰)

یعنی دستِ قدرت کے فیض سے مجھے ہر ہر چیز کا علم ہو گیا۔

فائدہ

لفظ مَا عموم پر دلالت کرتا ہے یعنی زمین و آسمان میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا مجھے علم نہ دیا گیا بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز کا مجھے علم عطا ہوا۔

واقعہ:

عاشقِ رسول سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب میں بریلی شریف پڑھتا تھا ان دنوں دہلی کتابیں لینے کے لیے جانا ہوا وہاں نور محمد جو کہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے تھے اور وہ کتب خانہ کے مالک تھے ان سے ملاقات ہوئی، انہوں نے عقیدہ کی بات چھیڑ دی اور شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق سوال جواب شروع ہو گئے اور مولوی نور محمد صاحب دیوبندی نے زمین سے ایک تنکا اُٹھایا اس

میں سے چھوٹا سا حصہ توڑ کر پوچھا آپ دلیل سے ثابت کریں کہ حضور نبی علیہ السلام کو اس تنکے کا علم ہے یا نہیں۔ یہ سن کر پہلے تو ذہن پر بوجھ سا محسوس ہوا مگر فوراً ہی رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے دل میں یہ بات آئی اور میں نے مولوی صاحب پر سوال کیا پہلے آپ یہ بتائیں کہ قرآن وحدیث کی رو سے اس تنکے کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے یا نہیں؟ یعنی یہ تنکا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نبی کو جانتا ہے یا نہیں مولوی صاحب بولے میرے ذہن میں تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے۔ اس پر میں نے فوراً یہ حدیث پاک پڑھ دی:

مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَ یَعْلَمُ اَنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ ...... الخ.

یعنی ہر ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول ہوں۔ سوا چند سرکش انسانوں اور جنوں کے، مولوی صاحب غور کیجیے: شَیْءٍ اسم نکرہ ہے اور یہ حیز نفی میں ہے جو کہ عموم کا فائدہ دیتا ہے، یعنی ہر ہر چیز مجھے جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا رسول ہوں۔ اب بتائیں کہ تنکا شَیْءٍ ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب بولے بالکل یہ مسلم امر ہے کہ یہ تنکا شَیْءٍ ہے، میں نے

کہا اب اس حدیث پاک کی رو سے ثابت ہوا کہ اس تنکے کو اللہ تعالیٰ ﷻ کے رسول کا علم ہے۔ یہ سن کر مولوی صاحب بولے ہاں یہ میں مان گیا ہوں کہ اس تنکے کو رسول اللہ ﷺ کا علم ہے۔ اس پر میں نے کہا جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس تنکے کو سید العلمین ﷺ کا علم ہے تو اب آپ اپنے ایمان اپنے دل سے پوچھ کر بتائیں کہ یہ تنکا تو رحمت والے نبی ﷺ کو جانے اور نبی اکرم ﷺ اس تنکے کو نہ جانتے ہوں، کیا آپ کا دل اس کو تسلیم کرتا ہے؟ مولوی صاحب سوچ میں پڑ گئے اور آخر کار مان گئے کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس بے جان تنکے کو نبی اکرم ﷺ کا علم ہو اور نبی اکرم ﷺ کو اس تنکے کا علم نہ ہو، لہذا میں تسلیم کرتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کو اس تنکے کا بھی علم ہے۔ (فقط)

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ﷻ ہم سب مسلمانوں کو ان نعمتوں کے ماننے کی توفیق عطا فرمائے جو نعمتیں اللہ تعالیٰ ﷻ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین ﷺ کو عطا فرمائیں ہیں مثلاً علمِ غیب ہے، علم شہادت ہے، اختیار ہے، شفاعت ہے، شان رحمۃ للعالمینی ہے، شانِ محبوبی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ بِعَدَدِ الصَّحَارٰی وَالْقِفَارِ وَبِعَدَدِ اَوْرَاقِ النَّبَاتَاتِ وَالْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطْرِ الْاَمْطَارِ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْغَفَّارِ.

۱۰۹

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے اردگرد کو ملاحظہ فرمارہے ہیں

سیدنا مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دیگر حضرات کے ساتھ بھیجا اور فرمایا جلدی جاؤ اور جب تم روضہ خاخ (ایک باغ کا نام ہے) پہنچو گے تو تمہیں ایک عورت ملے گی جو کہ پالکی میں جارہی ہے، اس کے پاس ایک خط ہے اس کو لے آؤ، یہ سن کر ہم گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور سرپٹ گھوڑے دوڑائے جب ہم روضہ خاخ پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت پالکی میں جارہی ہے ہم نے اسے روک کر کہا تیرے پاس ایک خط ہے وہ ہمیں دیدے، وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں۔

فرمایا خط دیدے ورنہ ہمیں تلاشی لینا پڑے گی (یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سرکار علیہ السلام فرمائیں اس کے پاس خط ہے اور خط نہ ہو) وہ عورت ڈر گئی اور اس نے اپنی میڈھیوں کے اندر سے خط نکال کر دے دیا اور ہم نے لے کر حاضرِ خدمت ہو کر پیش کر دیا۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵۷۷)

۱۱۰

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ کون جنت جائے گا اور کیسے فتنے آئیں گے

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیرِ اریس (کنویں کا نام ہے) پر تشریف لے گئے اور کنویں کے منڈیر پر پاؤں مبارک لٹکا کر جلوہ افروز ہوئے میں نے دل میں کہا آج میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار بنتا ہوں۔ لہٰذا میں دروازہ پر کھڑا ہوگیا تو اچانک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے میں نے کہا ٹھہریئے جناب میں اجازت حاصل کرلوں، میں دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر

اجازت مانگتے ہیں یہ سن کرامت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اجازت دے دو اور ساتھ ہی جنت کی خوشخبری سنا دو۔ میں نے خوشخبری سنائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

زاں بعد عمر رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور میں نے ان کی طرف سے اجازت مانگی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا ان کو بھی جنت کی خوشخبری سناؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر ساتھ ہی منڈیر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے میں نے اجازت طلب کی تو فرمایا اجازت ہے اور ساتھ ہی جنت کی خوشخبری سناؤ اور ساتھ بلوے کی بھی خبر دو۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو ساتھ جگہ نہیں تھی اس لیے وہ سامنے منڈیر پر بیٹھ گئے۔ اس پر سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں ہوں گے اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک سامنے ہوگا۔

(مسلم شریف، ۲/ ۲۷۷، بخاری شریف، ۱/ ۵۱۹، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۱۷۴)

۱۱۱

کنویں کے ڈول میں کُلی فرما کر کنویں میں انڈیل دیا تو اس کے پانی سے کستوری سے بہتر خوشبو مہکتی تھی

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول میں جس میں پانی تھا اس میں کُلی مبارک ڈال دی اور وہ ڈول کنویں میں انڈیل دیا۔ زاں بعد اس کنویں سے کستوری جیسی خوشبو مہکتی رہی۔

(الخصائص الکبریٰ، ۱/۶۱، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۶۳۹، زرقانی علی المواہب ۴/۹۶)

۱۱۲

گھی کی کُپی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کی گئی تو وہ واپسی پر پھر بھری ہوئی نکلی

اُمّ مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک گھی کی کُپی بطور ہدیہ لے کر حاضر ہوئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے کُپی میں سے گھی

نچوڑ کر اُمِ مالک کو واپس کر دی۔ اُمِ مالک نے واپس جا کر کپّی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اُمِ مالک کیا ہو گیا؟ انہوں نے عرض کیا آپ نے میرا ہدیہ کیوں واپس فرمایا؟ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا میں نے کپّی کو نچوڑ کر خالی کر دیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اُمّ مالک تجھے مبارک ہو یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے برکت ہے تجھے اس کا اجر جلد عطا فرما دیا۔

(الخصائص الکبریٰ، ۲/۵۳، طبرانی کبیر، ۲۵/۱۳۵، دلائل النبوۃ ابو نعیم، ۲/۵۵۹، مجمع الزوائد، ۸/۳۱۲)

۱۱۳

اُمِ اوس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اُمت کے والی ﷺ کی خدمت میں کُپّی میں گھی پیش کیا، سرکارِ مدینہ منورہ ﷺ نے اس کُپّی سے گھی نکال لیا اور برکت کی دعا کر کے کُپّی واپس کر دی اس بی بی نے جب گھر جا کر دیکھا تو کُپّی گھی سے بھری ہوئی ہے اس نے

گمان کیا شاید میرا گھی قبول نہیں ہوا اور گھی واپس کر دیا ہے۔ وہ کپی لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئی اور منت سماجت کرنے لگی۔ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین نے سمجھایا کہ سرکار ﷺ نے تیرا گھی واپس نہیں کیا بلکہ قبول فرمالیا ہے اور برکت کی دعاء فرمائی تھی اس دعاء کی برکت سے تیری کپی گھی سے بھر گئی ہے۔ وہ صحابیہ خوش ہوگئی اور اس کپی سے گھی نکال نکال کر جہاں چاہتی استعمال کرتی وہ گھی ختم ہوتا ہی نہیں تھا بلکہ اس کپی میں سے گھی شاہِ کونین ﷺ کے عین حیاتِ ظاہری میں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں گھی استعمال ہوتا رہا ختم نہیں ہوتا تھا۔

(سیرت رسول عربی (ﷺ)، مجمع الزوائد، ۸/۳۱۳، الخصائص الکبریٰ، ۲/۵۴)

۱۱۴

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کھجوروں اور سونے میں برکت

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے مالک سے آزاد ہونے کی گفتگو کر مکاتب بن کر آزادی حاصل کر لے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مالک سے بات کی تو وہ بولا میری اس زمین پر کھجوروں کے باغ لگاؤ تین سو (۳۰۰) یا پانچ سو (۵۰۰) درخت لگاؤ وہ جب بڑے ہو کر پھل دینے لگیں تو تم آزاد ہو نیز ساتھ چالیس اوقیہ سونا بھی دو۔

یہ سن کر نبی رحمت شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا سلمان تمہارا بھائی ہے اس کی امداد کرو۔ صحابہ نے مل کر زمین کو درست کیا اس میں درخت لگانے کے لیے کھلیں بنائیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا چلو اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین پر تشریف لائے اور فرمایا مجھے گٹھلیاں پکڑاتے جاؤ اور میں زمین میں لگاتا جاتا ہوں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی گٹھلیاں زمین میں دباتے جاتے تھے صحابہ کرام پکڑاتے جاتے تھے ان میں ایک گٹھلی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خود لگا دی اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگا دی وہ دونوں تو نہ اُگیں لیکن باقی سارے کے سارے کھجوروں کے درخت پیدا ہو کر ایک سال میں پھل دینے لگ گئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ دو کس نے لگائی ہیں؟ عرض کیا ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسری سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے لگائی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے وہ گٹھلیاں نکال کر پھر زمین میں دبا دیں تو وہ بھی اسی سال پھل دینے لگ گئیں (حالانکہ کھجور کا درخت کئی سالوں کے بعد پھل دیتا ہے)۔

پھر شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا سونا منگایا اور فرمایا سلمان لے جاؤ اور مالک کا قرضہ ادا کردو یہ دیکھ کر سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے سے سونے سے سارا قرضہ کیسے ادا ہوگا؟ تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو زبان مبارک سے لگا کر دے دیا اور جب اس کا وزن کیا چالیس اوقیہ پورا ہونے کے بعد چالیس اوقیہ بچ بھی گیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آزاد ہوگئے۔

(دلائل النبوۃ لابو نعیم ،۱/ ۲۵۸ تا ۲۳۶، سیرت حلبیہ ۱/ ۱۷۹ تا ۱۸۳، مجمع الزوائد، ۱/ ۳۳۵)

اس واقعہ میں دستِ مبارک کا بھی اعجاز ہے کہ گٹھلیاں فوراً اُگ کر پک گئیں اور زبان مبارک کا بھی اعجاز ہے کہ زبان مبارک لگانے سے سونا اتنا وزنی ہوا کہ چالیس اوقیہ پورا ہونے کے بعد اتنا بچ بھی گیا۔

۱۱۵

خیبر کی فتح

غزوہ خیبر میں جب نبی رحمت ﷺ خیبر کے مقام پر پہنچے صبح کا وقت تھا دیکھا کہ یہودی لوگ کسیاں اور پھاوڑے لے کر کھیتوں کی طرف نکلے ہیں، حضور ﷺ نے دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور فرمایا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

یعنی ’’اللہ اکبر‘‘ خیبر تباہ ہوگا کیونکہ ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو اس ڈرائی ہوئی قوم کی خیر نہیں ہوتی۔

سرکار ﷺ نے کئی دن تک خیبر کا محاصرہ کیے رکھا باری باری صحابہ کرام کو فتح کرنے کے لیے بھیجتے رہے لیکن خیبر فتح نہ ہوا تو ایک دن رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کل ہم جھنڈا ایسے کے ہاتھ میں دیں گے جو اللہ تعالیٰ ﷻ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ عزوجل اور رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا یہ بشارت سن کر بہت سے صحابہ کرام کی تمنا ہوئی کہ مجھے جھنڈا عطا ہو کیونکہ اس پر نوید تھی، اللہ تعالیٰ ﷻ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی رضا کی، حتیٰ کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی امارت کی خواہش نہیں کی لیکن یہ فرمان سن کر کہ "کل ہم ایسے کو جھنڈا عطا کریں گے جس سے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ محبت کرتے ہیں" میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کاش جھنڈا مجھے عطا ہو، صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتظر تھے کہ وہ کون خوش قسمت ہے۔ اچانک فرمان جاری ہوا کہ میرے پیارے علی کہاں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ان کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا اسی کو لاؤ، جب سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو خدمتِ اقدس میں پیش کیا تو

نبی رحمت ﷺ نے پوچھا پیارے علی کیا ہوا؟ عرض کیا حضور میری آنکھیں دُکھتی ہیں میں اپنے قدم تک نہیں دیکھ سکتا۔ فرمایا قریب آؤ! مولیٰ علی رضی اللہ عنہ قریب ہوئے تو حضور ﷺ نے آب دہن مبارک آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت آنکھیں ٹھیک ہو گئیں گویا کہ آنکھیں کبھی دُکھی ہی نہیں تھیں۔ مولیٰ علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَمَا اشْتَكَيْتُهُمَا حَتَّى السَّاعَةِ.

یعنی آج تک آنکھیں کبھی دُکھی نہیں ہیں پھر سرکار ﷺ نے حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں جھنڈا پکڑایا تو حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میں کس بات پر جنگ کروں؟

فرمایا اس بات پر کہ وہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے رسول ہیں اور اگر وہ اس بات کی گواہی دیں تو ان کے مال اور ان کی جانیں محفوظ ہو گئیں یعنی نہ کسی کو قتل کیا جائے نہ مال لوٹے جائیں نیز فرمایا اے پیارے علی اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ تیرے ہاتھ پر کسی ایک کو اسلام عطا کر دے تو یہ تیرے لیے سرخ اُونٹوں سے

بہتر ہے اور پھر مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور قلعہ کے نیچے جا کر جھنڈا گاڑ دیا اور پھر مقابلہ کے لیے مرحب کا بھائی نکلا مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر مرحب خود مقابلہ کے لیے نکلا وہ پوری طرح سے مسلح تھا سر پر خود اور پتھر باندھا ہوا زرہ پہنے نکلا اس نے آتے ہی یہ شعر پڑھا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ مَرْحَبْ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبْ

یعنی سارا خیبر جانتا ہے کہ میرا نام مرحب ہے میں مسلح ہوں، سورما ہوں جنگ آزمائے ہوئے ہوں۔

اس کے جواب میں حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

اَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِيْ اُمِّيْ حَيْدَرَه
كَلَيْثِ الْغَابَةِ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَه

یعنی میں ہوں جس کا نام میری ماں نے میرے پیدا ہوتے ہی حیدر (شیر) رکھا تھا، میں جنگل کے شیر کی طرح ہوں جسے دیکھ کر ڈر لگتا ہو۔

اس کا ترجمہ کسی نے یوں کیا ہے:

تو علی سے لڑ سکے یہ تیری سمجھ کا پھیر ہے
تو شیطان کی لومڑی اور وہ خدا کا شیر ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کشف سے فرمایا تھا کیونکہ رات مرحب خواب میں دیکھ چکا تھا کہ مجھے جنگل کے شیر نے چیر پھاڑ دیا ہے۔

الحاصل پہلے مرحب نے تلوار سے وار کیا جو کہ مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ڈھال پر لے کرنا کام بنا دیا پھر مولیٰ علی شیر خدا نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ مرحب کے خود کو چیرتی ہوئی پتھر کو کاٹتی ہوئی، سر کو کاٹتی جبڑا چیر کر نکل گئی اور وہ مرحب وہیں ڈھیر ہو گیا۔

۱۱۶

خواب میں جو بات زبانِ حق ترجمان سے نکلی پوری ہوگئی

ایک مولانا صاحب بیمار ہوئے بیماری بڑھتی گئی حتّٰی کہ وہ صاحب فراش ہوگئے، ہر قسم کا علاج معالجہ کر کے دیکھ لیا لیکن کہیں سے آرام نہ ہوا مایوسی چھا گئی اچانک قسمت جاگی کہ آنکھ

لگ گئی اور شاہِ کونین اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے اور ایک حدیث پاک کے متعلق سوال کر دیا یعنی عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ حدیثِ پاک یوں ہے؟

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: لَا عَافَاكَ اللّٰه یعنی یوں نہیں اور آگے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تکیہ کلام فرمایا: عَافَاكَ اللّٰه اللہ تجھے عافیت عطا کرے۔ آنکھ کھلی تو دیکھا بالکل تندرست ہے کوئی تکلیف باقی نہیں۔ (منتخب الکلام فی تفسیر الاحکام صفحہ ۵۹ جلد ۱)

۱۱۷

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دعوت پکائی صرف دو (۲) کے لیے تھی لیکن ایک سو اسی (۱۸۰) نے کھایا

جب سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے دو کے لیے شاہِ کونین رضی اللہ عنہ اور

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کر کے حاضر کیا تو رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے تیس (۳۰) سرکردہ آدمیوں کو بلاؤ وہ کھا کر چلے گئے، تو فرمایا اب ساٹھ (۶۰) کو بلاؤ وہ آئے اور کھا کر چلے گئے تو فرمایا اب نوے (۹۰) کو بلاؤ وہ کھا کر چلے گئے حتی کہ ایک سو اسی (۱۸۰) نے کھانا کھایا اور کھانا اتنا ہی باقی تھا نیز جتنے آئے وہ کھانا کھا کر گئے اسلام قبول کر کے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو کر گئے۔

(بہجۃ المحافل، ۲/ ۲۱۶، مجمع الزوائد، ۸/ ۳۰۶)

۱۱۸

گوہ کی گواہی

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک محفل میں شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے اچانک ایک دیہاتی آیا اور وہ گوہ شکار کر کے لایا تھا اس نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یہ سن کر اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم (دو بتوں کے نام ہیں) میں ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ گواہی نہ دے اور اس نے وہ گوہ

(جانور کا نام ہے) حضور کے آگے ڈال دی تو شاہِ کونین ﷺ نے فرمایا اے گوہ تو گوہ بولی:

لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ یَا زَیْنَ مَنْ وَافَی الْقِیَامَۃَ.

یعنی حاضر ہوں یا رسول اللہ (ﷺ) اے وہ ذات جو محشر والوں کی زینت ہے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے صاف صاف زبان میں کہا میں اس کی عبادت کرتی ہوں کہ جس کا عرش آسمانوں پر ہے اور جس کی حکومت زمینوں پر ہے اور جس کی رحمت بہشتوں میں ہے اور جس کا عذاب دوزخ میں ہے۔ زاں بعد سرکار ﷺ نے پوچھا اے گوہ میں کون ہوں اس نے کہا آپ رب العلمین کے سچے رسول ہیں آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ آپ وہ ہیں کہ جس نے آپ کو سچا مان لیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے آپ (ﷺ) کو جھٹلایا وہ نامراد ہوا یہ دیکھ کر وہ دیہاتی ایمان لے آیا۔

(مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر ۲/ ۱۳۵، دلائل النبوۃ ابو نعیم ۲/ ۳۷۷ جلد ۲، مجمع الزوائد ۸/ ۲۹۵، الخصائص الکبری ۲/ ۶۵، بہجۃ المحافل ۲/ ۲۲۳)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا جانور بھی حکم مانتے ہیں

ایک دفعہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے اُترے تا کہ نماز ادا فرمائیں اور گھوڑے سے فرمایا:

لَا تَذْهَبْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ.

یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ تجھے برکت دے یہاں سے جانا نہیں تو اس گھوڑے نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے تک نہ کان ہلائے نہ دم ہلائی بلکہ کسی عضو کو حرکت تک نہ دی۔

(بہجۃ المحافل،۲/۲۲۶)

کیوں نہ ہو جبکہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کائنات کے رسول ہیں، وہ نوریوں کے بھی رسول ہیں، وہ خاکیوں کے بھی رسول ہیں، وہ جنوں کے بھی رسول ہیں، وہ وحشیوں کے بھی رسول ہیں، چرندوں پرندوں جمادات حیوانات معدنیات کے بھی رسول ہیں، وہ عرشیوں کے بھی رسول ہیں:

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً.

یعنی میں ساری خدائی کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَهٗ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

۱۴۰

ایک پیالہ دُودھ کا اور ایک ٹانگ بکری کو چالیس قریش کے سرداروں نے کھایا پیا، سب کو کافی ہو گیا

مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (الشعراء:۲۱۴)

اے حبیب! آپ اپنے قریبیوں کو ڈرائیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی ایک صاع کھانا اور ایک ٹانگ بکری کی پکا کر تیار کرو (وہ کھانا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا تھا) اور ایک پیالہ دُودھ کا مہیا کرو اور پھر اولاد عبد المطلب کو جمع کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو کھانے والے سردارانِ قریش چالیس کے

قریب اکٹھے ہو گئے جن میں سرکار کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس، ابولہب بھی تھے اور ان میں سے ایسے بھی تھے جو ایک ایک پوری بکری کھا جائے اور پورا پیالہ دُودھ پی جائے۔

شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے سے ایک لقمہ لیا اس کو دانت مبارک سے چبا کر جفنہ کے کناروں میں ڈال دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نام سے کھاؤ، سب نے پیٹ بھر کر کھایا پھر دُودھ پیش کیا تو سب نے سیر ہو کر دُودھ پیا پھر سرکار بات کرنے لگے تو ابولہب نے کہا تم پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو کر دیا ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات نہ کی پھر دوسرے دن کھانا تیار کرا کے پھر ان کو دعوت دی اور پھر کھانے کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو ڈرایا۔

(تفسیر مظہری، ۷/۸۶، ۸۷ تا ۸۷، تفسیر ابن کثیر، ۳/۳۵۰ تا ۳۵۱، تفسیر ابن جریر طبری، ۱۹/ ۷۵ تا ۷۷، مجمع الزوائد، ۸/۳۰۵)

اللّٰهم صلّ وسلّم وبارك على النبيّ الأمّيّ الكريم وعلى آله وأصحابه أجمعين.

رحمت والے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زبان مبارک سے دعا فرمائی یا اللہ! اسلام کو عزت عطا کر، عمر بن ہشام (ابو جہل) کے ساتھ یا عمر بن خطاب کے ساتھ تو دوسرے دن ہی عمر آ گئے اور فاروق اعظم بن گئے

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام عمر کے متعلق مختلف روایات بیان فرمائی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن ابو جہل، شیبہ بن ربیعہ وغیرہ قریش مکہ بیٹھے تھے ابو جہل بولا اے سردارانِ قریش تم دیکھتے نہیں کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور تم سب کو اس نے بیوقوف بنا دیا ہے اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا گمان ہے کہ جتنے تمہارے باپ دادا گزرے گئے ہیں وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ لہٰذا میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو قتل کرے اس کو میں سیاہ اور سرخ رنگ کے سو اُونٹ دوں گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں میں اُٹھا اور تلوار لٹکائی اور میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو قتل کرنے کی نیت سے گھر سے نکلا موسم بڑا

گرم تھا شدید گرمی میں دو پہر کے وقت نکلا اچانک راستہ میں مجھے ایک قریشی ملا اس نے پوچھا عمر کدھر کا ارادہ ہے میں نے کہا میں محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جارہا ہوں اس نے کہا کیا تجھے بنو ہاشم اور زہرہ چھوڑیں گے؟ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا ہے اس نے کہا اے عمر تجھے اپنے گھر کی بھی کچھ خبر ہے؟ میں نے کہا کیا ہوا تو اس قریشی نے کہا تیری بہن اور تیرا بہنوئی بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ سن کر میں غصہ سے بھر گیا اور بہن کے گھر کا رخ کیا، دروازہ پر آیا اور دستک دی اندر حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی تھے بہن نے پوچھا کون ہے میں نے کہا عمر، یہ سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ چھپ گئے جب دروازہ کھلا تو میں نے کہا سنا ہے تم بے دین ہو گئے ہو۔ تو بہنوئی نے کہا اے عمر اگر دوسرا دین سچا ہو تو کیا اسے قبول نہیں کرنا چاہیے تو میں نے بہنوئی کو دبوچ لیا اور خوب مارا اس کو چھڑانے کے لیے بہن آگے آئی تو میں نے اس کو طمانچہ رسید کیا کہ اس کے چہرے سے خون بہنے لگ گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ:

جب میں نے دستک دی تو بہن نے دروازہ کھولا میں نے دیکھتے ہی کہا اے جان کی دشمن تو بے دین ہو گئی ہے اور اس کے سر پر کوئی چیز جو میرے ہاتھ میں تھی ماردی۔ اس سے بہن کے سر سے خون بہنے لگا اور جب بہن نے خون بہتا دیکھا تو کہا اے عمر تو نے جو کرنا ہے کر لے میں نے تو اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں حیران ہو گیا اور اندر جا کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ صحیفہ (کچھ اوراق) رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے بہن سے کہا مجھے یہ پکڑاؤ وہ بولی تُو تو غسل بھی نہیں کرتا اور یہ پاک کلام ہے اسے بے وضو نہیں چھو سکتے اگر شوق ہے تو پہلے طہارت کر۔ میں اٹھا وضو کیا اور بہن نے مجھے وہ صحیفہ پکڑایا اس میں سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیاتِ مبارکہ لکھی ہوئی تھیں ان مبارک آیتوں کو پڑھتے ہی میرے دل کی کیفیت بدل گئی اور میں نے کہا مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو۔ یہ سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ جو چھپے ہوئے تھے فوراً نکل کر آ گئے اور فرمایا اے عمر! تجھے خوشخبری ہو کہ میں نے کل ہی سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار دعا کر رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْهِشَامِ.

اے عمر وہ دعاء تیرے حق میں قبول ہو چکی ہے۔

(الخصائص الکبریٰ، ۱/۱۳۱)

پھر جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت دار بنی ارقم میں جلوہ افروز تھے جو کہ صفا پہاڑی کے دامن میں تھا اور تین دن پہلے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ جب حضرت عمر دار بنی ارقم پہنچے اور دروازہ پر دستک دی پوچھا گیا کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نام لیا تو صحابہ کرام ڈر گئے لیکن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ڈرو نہیں اگر عمر کی نیت خیر ہے تو بہتر اور اگر عمر بری نیت سے آیا ہے تو اسی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ دروازہ کھولا حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اندر آئے تو شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا عمر تو باز نہیں آتا، اس جھٹکے نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے سارے اندازے غلط ثابت کر دیئے کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو مان تھا کہ میں بڑا بہادر

ہوں لیکن سرکار ﷺ نے جھٹکا دے کر ثابت کر دیا کہ عمر کی طاقت سرکار ﷺ کی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا حضور میں تو ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں، یہ سن کر سرکار ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور سب کے سب خوش ہو گئے، آسمانوں پر ملائکہ کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم سے خوشیاں منائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لا کر چالیس کا عدد پورا کر دیا۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مرد و عورت اسلام لانے والے صرف انتالیس تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن بن کر رضی اللہ عنہ کے حق دار بنے اور صحابیت کی ڈگری حاصل کر کے تمام روئے زمین کے قیامت تک کے ولیوں، غوثوں، قطبوں کے سردار بنے اور پھر فاروق اعظم کا لقب حاصل کیا۔

زاں بعد جب نماز کا وقت آیا تو چونکہ وہیں نماز یں پڑھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور (ﷺ) کیا ہم حق پر نہیں فرمایا بلا ریب ہم حق پر ہیں تو عرض کیا اب چھپ کر عبادت نہیں کریں گے بلکہ اجازت دیں کہ ہم حرم پاک میں جا

کر اعلانیہ طور پر نماز پڑھیں سرکار ﷺ نے اجازت فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دو صفیں بنائی گئیں، ایک صف کے قائد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور دوسری صف کے قائد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور حرم کعبہ میں جا کر نماز پڑھی۔ یہ منظر دیکھ کر کفار مکہ کے چہروں پر مردنی چھا گئی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَنَبِیِّہٖ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

نوٹ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے میں روایات میں کچھ اختلاف ہے مگر اس پر سارے ہی متفق ہیں کہ اسلام عمر رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی دعا و برکت کا نتیجہ ہے۔ ایک دن دعاء فرمائی جا رہی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا۔

(ترمذی،۲/۲۰۹، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، مشکوٰۃ،ص ۵۵۷)

یا اللہ اسلام کو عزت دے ابو جہل کے ساتھ یا عمر بن خطاب کے ساتھ تو دعا ہوتے ہی دوسرے دن حضرت عمر حاضر ہو کر مشرف با سلام ہو جاتے ہیں اور پھر علانیہ مسجد حرم کعبہ میں نماز پڑھی جانے لگی۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین ۔

باب دوم

خلافت الٰہیہ کے تصرفات جو کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی وساطت سے ظاہر ہوئے ہیں

۱

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصال سے پہلے ہی بتادیا تھا کہ میرے ہاں بیٹی پیدا ہوگی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اب میرا وقت قریب ہے لہٰذا یہ مال (میری وراثت) دو بھائیوں اور دو بہنوں میں تقسیم کرلیں۔

یہ سن کر اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جان ایک میں ہوں اور دو میرے بھائی ہیں تو دوسری بہن کون ہے؟

فرمایا میرے وصال کے بعد پیدا ہوگی: اُرَاھَا جَارِیَۃً میرے علم میں وہ بیٹی ہوگی۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد دوسری بہن پیدا ہوئی۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۱۲۸، جمال الاولیا مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی، ص ۴۹)

۲

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں بیٹھے نہاوند میں لشکر کو دیکھ لیا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہاوند کی طرف ایک لشکر بھیجا

جس کا سپہ سالار ساریہ بن زنیم خلجی رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ وہاں جب گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اور دشمن غلبہ کرنا چاہتا تھا اتفاق سے وہ جمعہ کا دن تھا۔ سیدنا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ہی جنگ کا منظر دیکھ لیا تھا۔ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: **يَا سَارِيَةُ الْجَبَلْ** اے ساریہ پہاڑ کی خبر لے۔

اور یہ آواز مبارک نہاوند میں اسلامی لشکر میں سب نے سن لی تھی اور سب نے پہچان لیا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ چنانچہ وہ پہاڑ کی طرف ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فتح دے دی۔

(شرح عقائد نسفی، جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۱۵۷، جمال الاولیاء، ص ۲۹، فتاوی حدیثیہ، ص ۲۵۷، انوار المحسنین، ۱/ ۳۶ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون)

شرح عقائد نسفی میں ہے کہ نہاوند مدینہ منورہ سے پانچ سو (۵۰۰) فرسخ یعنی پندرہ سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

نیز امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب سیدنا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ کے درمیان یہ فرمایا تھا **يَا سَارِيَةُ الْجَبَلْ**.

تو خطبہ کے سامعین میں مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور جب نمازی بعد جمعہ آپس میں بیٹھے تو براہِ تعجب کہنے لگے امیر المؤمنین نے آج خطبہ کے دوران یہ کیا کہہ دیا ہے اور کون ہم میں سے ''ساریہ'' ہے۔ یہ سن کر مولیٰ علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہُ الکریم نے فرمایا:

دَعُوْهُ فَمَا دَخَلَ فِیْ اَمْرٍ اِلَّا خَرَجَ.

یعنی اس بات کو رہنے دو کیونکہ امیر المؤمنین عمر جس معاملہ میں دخل دیتے ہیں اسے کر کے چھوڑتے ہیں۔

زاں بعد فتح و نصرت کی خوشخبری پہنچ ہی گئی۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ص ۱۵۷، جمال الاولیاء، ص ۶۹)

۳

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آنے والے کی بدنگاہی کو دیکھ لیا

ایک شخص سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آرہا تھا۔ راستہ میں ایک اجنبیہ عورت کی طرف دیکھا اور وہ جب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو

آپ نے دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے کہ میں بعض کی آنکھوں میں زنا کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر اس شخص نے عرض کیا:

اَوَحْیٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

یعنی کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی وحی آ سکتی ہے؟

یہ سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی نہیں آ سکتی لیکن یہ فراست مومن ہے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ.

(حجۃ اللہ علی العٰلمین، ص ۸۶۱)

۴

سیدنا حیدر کرّار رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی بتا دیا کہ بارہ ہزار کا لشکر آ رہا ہے

سیدنا مولیٰ علی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کوفہ سے لشکر آنے سے پہلے آپ نے بتا دیا کہ لشکر میں بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مرد ہیں۔ یہ سن کر ایک صاحب لشکر کی گزرگاہ پر بیٹھ گئے جب لشکر آیا تو اس نے ایک ایک کر کے شمار کرنا شروع کر دیا

سے شکار کرنے آئے تھے۔)

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی نظر بنگالی کی نظر سے دوچار ہوگئی پھر تھوڑی دیر کے بعد سیدنا امام ربانی جب حجرہ سے باہر نکلے اور مفتی صاحب بھی الوداع کرنے کو نکلے تو دیکھا مولانا حمید الدین بنگالی دست بستہ حضور کے پیچھے جارہے ہیں اور زاروقطار رو رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ بنگالی کہاں تک جاتا ہے۔ اس نے آکر بتایا کہ حضرت امام ربانی مکان میں جلوہ گر ہوگئے اور بنگالی صاحب دروازہ پر کھڑے رو رہے ہیں، پھر حضرت نے شفقت فرمائی اور مولانا بنگالی کو اندر بلالیا اور سلوکِ مجددی طے کرانا شروع کردیا اور مولانا بنگالی نے تھوڑے ہی دنوں میں سلوکِ مجددی حاصل کرلیا اور جب مولانا حمید الدین بنگالی کو رخصت فرمانا چاہا تو فرمایا دستار لاؤ مولانا کے سر پر باندھیں، مولانا بنگالی نے عرض کیا حضور اگر تبرک عنایت کرنا ہے تو یہ اپنا استعمالی جوڑا مبارک (جوتا) عطا کردیں آپ نے بہتیرا سمجھایا کہ کوئی اور تبرک لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے مجھے

جوتا عطا ہو، آخر کار مولانا بنگالی کو جوتا مبارک عطا ہوا تو انہوں نے رخصت کے وقت اس جوتا مبارک کو اپنے دانتوں میں دبائے تین کوس (اندازاً چھ کلومیٹر) پچھلے پاؤں چلتے گئے اس کے بعد اس جوتا مبارک کو سر پر باندھا اور بنگال پہنچ گئے اور اپنے گھر میں جوتا مبارک کے لیے چبوترہ بنایا اس پر بڑے ادب کے ساتھ وہ پاپوش مبارک رکھے اور جو کوئی مریض یا دعا کا خواستگار آتا آپ فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اس جوتا مبارک کی نوک اس میں پھیر کر دے دیتے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مریض اچھا ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی پانی والا پیالہ ٹوٹ جاتا۔ زندگی بھر یوں ہی سلسلہ چلتا رہا پھر مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی قبر مبارک کے سرہانے ایک خاص جگہ رکھ دیا گیا۔

(ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۸)

سبق

اس قسم کے واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے ولیوں کی نظر میں ایسی تاثیر پیدا کی ہے وہ جس چیز پر نظر ڈالتے ہیں کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ کافر سے مسلمان بنا دیتے ہیں، بد سے بدتر کو ولی اللہ بنا دیتے ہیں۔

مندرجہ ذیل واقعات سے بھی یہی سبق ملتا ہے۔

۲۱

حضرت خواجہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک کا کمال

سیدنا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیدی شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے آپ نے ایک نصرانی کو دیکھا جو کہ راستہ میں جا رہا تھا آپ کے دیکھنے سے اس نے ایک زوردار چیخ ماری:

فَصَاحَ النَّصْرَانِیُّ صَیْحَةً عَالِیَةً.

پھر وہ حضرت شیخ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہولیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت شیخ کے سلسلہ میں داخل ہو کر حضوری والا ہو گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۲/ ۵۷)

۲۲

ولی اللہ کی نظر سے قادیانی مسلمان ہو گیا

کوٹلی آزاد کشمیر میں ایک ٹھیکیدار بنام ملک محمود قادیانی عقیدہ کا تھا بلکہ وہ قادیانیوں کا ہیڈ تھا بعض دوستوں نے بتایا کہ وہ پکا سنی ہو گیا ہے۔ فقیر کی موصوف کے ساتھ ملاقات ہوئی تو میں نے اُس سے پوچھا ملک صاحب آپ کے اہل سنت و جماعت کے مسلک میں آنے کا سبب کیا بنا تو بتایا کہ میں ایک اللہ تعالیٰ کے ولی کے ہاں کسی کام کو حاضر ہوا تو اس اللہ تعالیٰ کے ولی نے میری طرف دیکھا جب میں باہر آیا تو میری کیفیت بدلی ہوئی تھی میں اسی وقت مرزائیت سے توبہ کر کے صحیح العقیدہ مسلمان ہو گیا ہوں حالانکہ نہ میں نے اس ولی اللہ سے کوئی مسئلہ پوچھا نہ عقیدہ پر بات ہوئی صرف میری طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح راستہ پر لگا دیا ہے۔

تصرف اولیاء کا انکار کرنے والے حضرات غور کریں کہ ہر چیز میں تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے، آگ جلاتی ہے تو اس میں جلانے کی تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ پانی پیاس بجھاتا

ہے تو یہ تاثیر اس میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ بچھو کاٹتا ہے اس کے زہر سے سخت تکلیف ہوتی ہے، اگر سانپ ڈستا ہے تو اکثر طور موت واقع ہو جاتی ہے یہ تاثیر سانپ کے زہر میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ بعض سانپ ایسے ہیں وہ کسی حاملہ کی طرف نظر کریں اس کا حمل گر جاتا ہے کسی انکھیارے کی طرف نظر کریں تو وہ نابینا ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

اُقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَ يُسْقِطَانِ الْحَبَلَ۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۶۰)

یعنی دو لکیروں والے اور ابتر سانپ کو مار دو کیونکہ یہ دونوں نظر کو مٹا دیتے ہیں (اندھا کر دیتے ہیں) اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔

ان سانپوں میں یہ تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کا ولی کسی بیمار یا کافر یا بدکار کی طرف نظر کرے اس کی بیماری، کافر کا کفر، بدکار کی بدکاری دور ہو جائے تو یہ بھی ولی کی نظر میں تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے:

فَكُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ. (بخاری)

لیکن تعجب یہ ہے کہ انکار کرنے والوں نے کبھی اس کا انکار نہیں کیا کہ آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، سانپ مار دیتا ہے، سانپ حمل گرا دیتا ہے، سانپ اندھا کر دیتا ہے لیکن اگر کسی نبی ولی کا ذکر آ جائے کہ ولی نے تندرست کر دیا، ولی نے نیکوکار کر دیا، ولی نے مشکل کھول دی تو فتوے گرم ہو جاتے ہیں، جی یہ تو نرا شرک ہے۔

شاید یہ حضرات ایسے مدرسوں سے پڑھے ہوئے ہیں جہاں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ صرف نبیوں، ولیوں کی عظمت کو نہیں ماننا باقی سب کچھ ٹھیک ہے، اگر کوئی کہے آگ نے جلا دیا تو بالکل ٹھیک ہے اگر کوئی کہے سانپ نے مار دیا یا اندھا کر دیا تو شیرِ مادر جان کر سب کچھ مان جاؤ ہاں اگر کسی نبی، ولی کی بات ہو یہ ہرگز نہ مانو۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

پھر کہا جاتا ہے جی تم نبیوں، ولیوں کی طرف نسبت کیوں کرتے ہو بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے شفا دی اللہ نے مسلمان کر دیا

اللہ تعالیٰ نے نیکوکار بنا دیا تو ایسا کہنے والوں سے درخواست ہے کہ یہ بات تم اس ہستی کو بھی سمجھا دیتے جن کا کلمہ پڑھتے ہو (العیاذ باللہ) کیوں کہ اس اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے بھی اسناد مجازی ہی اختیار فرمایا:

فَإِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَ يُسْقِطَانِ الْحَبَل. (مشکوٰۃ، ص ۳۶۰)

یہ دونوں سانپ اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے یوں نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ اندھا کر دیتا ہے، حمل گرا دیتا ہے۔ مگر ان باتوں کی سمجھ تب آئے جب دل سے وہ چیز نکلے جس کی نشاندہی قرآن پاک نے کی ہے:

﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضاً﴾ (البقرۃ: ۱۰)

ہاں جو حضرات اس بیماری سے پاک ہیں وہ سمجھتے جاتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ آگ میں جلانے کی، پانی میں بجھانے، سانپ میں اندھا کر دینے کی، حمل گرا دینے کی تاثیر پیدا کر سکتا ہے تو وہی خدا تعالیٰ ولی کی نظر میں بھی شفا دینے، ایمان دینے کی، نیکوکار بنا دینے کی تاثیر بھی پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ

بالا واقعات سے عیاں ہے۔

اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی الْھَادِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ.

مندرجہ ذیل واقعات بھی اس پر دلیل ہیں پڑھیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

۲۳

سیدی خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ کی نظر سے دوزخی جنتی ہو گیا

ایک مرتبہ خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی قدس سرہٗ سواری پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں لونڈی غلاموں کی منڈی آ گئی، ایک شخص نے کچھ لونڈیاں چبوترے پر بٹھا رکھی تھیں۔ حضرت خواجہ غوث ملتانی قدس سرہٗ نے خادم سے فرمایا ایک لڑکی خرید لو، گھر کے کام کاج کے لیے! چنانچہ ایک لڑکی خرید کر حضور قدس سرہٗ کے گھر پہنچا دی گئی۔ دن گزرتے گئے کچھ عرصہ بعد بیگم صاحبہ نے عرض کیا وہ لڑکی جوان ہو چکی ہے اس کا کچھ سوچیں آپ نے فرمایا آج کھانا اسی کے ہاتھ بھیجیں لہٰذا

دوپہر کا کھانا لے کر وہی لونڈی حاضر ہوئی۔

حضرت خواجہ غوث ملتانی قدس سرہٗ اپنے پوتوں پوتیوں کے ساتھ خوش طبعی فرما رہے تھے لیکن جونہی اس لونڈی پر نظر پڑی تو رعب وجلال ٹپکنے لگا، پسینہ آگیا یہ منظر دیکھ کر پوتے پوتیاں بھاگ گئے اور بڑی اماں سے جا کر واقعہ بیان کر دیا۔ بیگم صاحبہ گھبرائی ہوئی حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور کیا بات ہوگئی؟ حضور خواجہ ملتانی قدس سرہٗ نے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا اس لونڈی کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ دوزخن ہے۔ رہے میرے گھر میں اور جائے دوزخ یہ کتنی بے عزتی بدقسمتی کی بات ہے۔ بیگم صاحبہ نے عرض کیا حضور آپ زمانہ کے غوث ہیں دعا کر دیں کہ جنتی ہو جائے۔ فرمایا اے نیک بخت! مشیت خداوندی میں دخل دینا فقراء کا کام نہیں، اتنے میں کسی نے عرض کیا حضور اجودھن سے حضرت فرید الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں اس دوزخن کو میرے پاس بھیج دو یہ سننا تھا کہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا لو میرا بھائی آگیا کوئی راستہ نکل آئے گا۔ فرمایا اس لونڈی کو جلدی ان کی خدمت

میں بھیج دو۔ جب اس لونڈی کو لے کر حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا بیٹی پانی کا کوزہ لاؤ اور میرے ہاتھ دُھلاؤ لونڈی نے آہستہ آہستہ سارا کوزہ آپ کے ہاتھوں پر بہادیا۔ فرمایا اور لاؤ! دوسرا کوزہ بھی پھر تیسرا کوزہ بہادیا تو فرمایا جاؤ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے دوزخ سے نجات دیدی ہے۔

پھر لونڈی جب حضرت شیخ الاسلام خواجہ ملتانی کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھتے ہی سر سجدہ میں رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر باہر تشریف لائے اور حضرت گنج شکر قدس سرہٗ سے ملاقات کی اور فرمایا بھائی صاحب آپ نے کمال کر دیا کہ صرف تین کوزوں سے لونڈی کی قسمت بدل ڈالی پھر آپ سے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا آج صبح مراقبہ میں آپ کا حال معلوم کیا تو آپ غمگین نظر آئے تو افتاں خیزاں یہاں پہنچ گیا ہوں۔

(بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۵۱، مطبع علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور)

مندرجہ بالا واقعہ میں جہاں آنکھ مبارک کا تصرف ہے

وہاں پاؤں کا بھی تصرف ہے کہ چند لمحوں میں پاکپتن (اجودھن) سے چل کر ملتان پہنچ گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَفِضْ عَلَیْنَا مِنْ فُیُوْضَاتِھِمْ وَ بَرَکَاتِھِمْ۔

۲۴

لوح محفوظ اولیاء کرام کی نظر میں ہے

حضرت شیخ جاگیر علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی بھی کسی کو مرید نہیں بنایا جب تک لوح محفوظ میں اس کا نام لکھا ہوا نہ دیکھ لوں اور یہ کہ وہ ہمارے مریدوں سے ہے۔

(جامع کرامات اولیاء ۲۰۰/۳)

۲۵

نظرِ ولی کا کمال

حضرت شیخ جعفر بن علی کے ہاں ایک مکی حاضر ہوئے اور جب آپ نے اسے وداع کیا تو فرمایا تو آج سے اکتیسویں (۳۱) دن سعی کریگا پھر ایسا ہی ہوا جب اس نے صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور شمار کیا تو وہ اکتیسواں (۳۱) دن ہی تھا۔

(جامع کرامات اولیاء ۲۰۰/۷)

۲۶

نظرِ ولی کا کمال

ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ میں شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو چلا تو چار آدمی دو دن کی مسافت سے میرے استقبال کے لیے پہنچے حالانکہ میں نے کوئی خبر وغیرہ نہیں بھیجی تھی اور ان چار استقبال کرنے والوں نے کہا ہمیں حضرت شیخ نے حکم دیا ہے کہ مغرب کا سیاح آرہا ہے لہٰذا جاؤ اس کا استقبال کرو۔ پھر ایک دن جب میں خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر ایک بہترین جبہ دیکھا دل میں خیال آیا کاش حضرت شیخ یہ جبہ مجھے عطا کر دیں پھر جب آپ وداع کے لیے اُٹھے تو ایک کونہ میں ہو کر وہ جُبہ اُتارا اور مجھے دے کر فرمایا یہ لے لو اور یہ جبہ آپ سے ایک کافر بادشاہ چھین لے گا۔ نیز حاضرین نے بتایا کہ حضرت شیخ نے کبھی ایسا جُبہ نہیں پہنا تھا صرف آپ کے آنے پر پہنا ہے۔ میں نے وہ جُبہ پہنا اور دل میں خیال کیا کہ میں یہ جُبہ پہن کر کسی بادشاہ کے ہاں نہیں جاؤں گا لیکن ایک مدت کے بعد جب میں چین گیا اور وہاں بھیڑ کی وجہ سے میرے ساتھی بکھر

گئے اس وقت وہ جبہ میں نے پہن رکھا تھا کہ وزیر نے دیکھ لیا اور مجھے بادشاہ کے ہاں لے گیا۔ بادشاہ نے وہ جُبہ دیکھا تو مجھ سے چھین لیا اور اس کے بدلے دس جوڑے اور گھوڑا مجھے دیا پھر مجھے حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہ کا فرمان یاد آیا۔

(جامع کراماتِ اولیاء ۲۰۰/۹)

۲۸

نظرِ ولی کا کمال

حضرت حسن بن بشری جوہری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص پریشان حال حاضر ہوا اور عرض کیا میں کاتب (منشی) ہوں اور میرا حساب والا رجسٹر گم ہو گیا ہے اور میرا مالک بہت سخت طبیعت کا ہے اور لوگوں نے مجھے آپ کے ہاں بھیجا ہے لہٰذا کرم کیجیے آپ نے فرمایا پہلے ایک درہم کی بازار سے مٹھائی لاؤ وہ بازار حلوائی کی دوکان پر گیا اور ایک درہم کی مٹھائی طلب کی، حلوائی نے جب مٹھائی لپیٹنے کے لیے کاغذ نکالا تو وہ اسی رجسٹر کا تھا۔ منشی نے پوچھا یہ آپ نے کہاں سے لیا ہے بتایا میں نے ابھی کسی سے خریدا ہے۔ وہ منشی اس سے رجسٹر لے کر اور مٹھائی

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمارے سوال بھی بیان فرما دیں تو ہمارا ایمان اور مضبوط ہوگا یہ سن کر سید انبیاء ﷺ نے ثقفی صحابی کو فرمایا تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے کہ رات نماز تہجد کے متعلق اور رکوع کے متعلق نیز سجدہ کے متعلق اور روزہ کے متعلق، غسل جنابت کے متعلق اور انصاری صحابی کو فرمایا تو پوچھنے آیا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کا قصد کر کے آئے تو کتنا ثواب ہے اور عرفات میں وقوف کا کیا ثواب ہے اور پھر سر منڈانے کا کتنا اجر ہے اور کنکریاں مارنے کا پھر طواف زیارت کا کتنا اجر وثواب ہے۔

یہ سن کر دونوں حضرات بولے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، ہم یہی کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۵۱۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ہوئے کہ حضرت شیخ تو لالچ طمع سے دور ہیں کیونکہ آپ کا زہد و تقویٰ بہت اونچا ہے۔ وہ عورت بھی یہ سن کر حیران و پریشان کھڑی رہ گئی۔ آپ نے فرمایا بی بی دیر مت کر اور سن لے جب تک مٹھائی نہ لائے گی میں تیرے ساتھ ہرگز نہیں جاؤنگا۔ وہ واپس چلی گئی پھر حاضرِ خدمت ہوئی تو اس نے کاغذ میں لپٹی ہوئی مٹھائی پیش کی جو کہ خشک مٹھائی تھی۔ آپ نے وہ پڑیا لے لی اور کھول کر ایک ایک دانہ حاضرین کو دے دیا اور جب کاغذ خالی ہوا تو عورت کو پکڑا دیا لے بی بی یہی تیرا کابین نامہ (مہر کا کاغذ) ہے۔

(انوار المحسنین، ص ۳۲ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون، جمال الاولیاء، ص ۹۶)

دراصل مٹھائی اسی میں رکھی ہوئی تھی اور وہ عورت بھول چکی تھی اور کابین نامہ دوسری جگہ تلاش کر رہی تھی لیکن ولی کی نظر کا تصرّف دیکھیں کہ آپ نے وہیں سے دیکھ لیا تھا کہ یہ عورت اسی کابین نامہ میں مٹھائی رکھ کر بھول چکی ہے اسی لیے آپ باوجود طمع لالچ سے پاک ہونے کے اس بات پر مصر ہوئے پہلے مٹھائی لاؤ تو پھر کام ہوگا۔

ابوسعید غفرلہٗ

سے خوب صورت نکلی ادھر سے بھاگ جانے والے نوکر نے دوسرے ملک میں کاروبار کیا کافی دولت اکٹھی کر کے کچھ عرصہ کے بعد وطن لوٹا اور اپنے شہر میں مقیم ہونے کے بعد شادی کا ارادہ کیا اور ایک رشتہ کرانے والی عورت سے کہا میں کسی حسینہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو اس عورت نے کہا فلاں عورت سے زیادہ اس شہر میں کوئی بھی خوبصورت نہیں اس نے کہا رشتہ کرا دو تو اس عورت نے کوشش کی اور شادی ہوگئی اور خاوند بیوی میں حد درجہ کی محبت پیدا ہوگئی۔ ایک دن بیوی نے خاوند سے پوچھ لیا کہ آپ دوسرے ملک کیوں گئے تھے؟ تو خاوند نے بھاگ جانے کا پورا واقعہ سنا دیا۔ بیوی نے واقعہ سن کر کہا وہ بچی تو میں ہی ہوں اور کرتہ اُٹھا کر خنجر کا نشان دکھا دیا۔ خاوند نے تسلیم کر لیا اور پھر پوچھا کہ درویش کی دوسری بات کہاں تک درست ہے بیوی نے کہا ہوا جو کچھ ہوا لیکن گنتی یاد نہیں خاوند نے کہا وہ پورے سو (۱۰۰) ہی ہیں تیسری بات کہ تیری موت مکڑی کے ذریعے ہوگی۔ ہم اس کا بندوبست کرتے ہیں اور اس خاوند نے ایک عالی شان محل تیار کرایا اور اس میں سکونت پذیر ہوگئے پھر ایک

دن دونوں محل میں بیٹھے تھے کہ اچانک چھت کے ساتھ مکڑی نظر آئی خاوند نے کہا وہ یہ ہے۔ بیوی جلدی سے اُٹھی کہ یہ مجھے مارے گی یا میں اس کو مارتی ہوں اور اس مکڑی کو نیچے گرا کر عورت نے جلدی سے ننگے پاؤں اسے مسل دیا وہ مکڑی تو مرگئی مگر اس کے پیٹ سے زہر کا قطرہ نکل کر بیوی کے انگوٹھے کے ناخن میں لگ گیا جس کا اثر اندر سرایت کر گیا اور وہ اسی سے مرگئی۔

تفسیر ابن کثیر تفسیر زیر آیت:

﴿اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ﴾ (سورۃ النساء)

۱۴

امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی نظر کا کمال

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں سیدی خواجہ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا آپ اس وقت ''مرو'' میں تھے مجھے خبر ملی کہ میرے بھائی شمس الدین بخارا میں

فوت ہو گئے ہیں۔ مجھے شوق دامن گیر ہوا کہ میں اجازت لے کر بخارا جاؤں لیکن میں اجازت طلب کرنے کی جرأت نہ کر سکا تو میں نے آپ کے خادم امیر حسین سے کہا آپ میرے لیے اجازت طلب کریں۔

پھر جب خواجہ خواجگان شاہ نقشبند قدس سرہٗ جمعہ کے لیے نکلے تو امیر حسین نے میرے بھائی کی موت کی خبر سنا کر میرے لیے اجازت طلب کی تو سرکار نے فرمایا یہ کیسی خبر ہے اس کا بھائی تو زندہ ہے اس کی تو خوشبو آ رہی ہے کہ وہ قریب پہنچ گیا ہے۔ ابھی بات بھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میرا بھائی حاضر خدمت ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا اے امیر حسین دیکھ یہ ہے شمس الدین یہ منظر دیکھ کر حاضرین پر عجب حال کا وُرود ہوا۔

(جامع کرامات اولیاء، ص ۲۴۶، جمال الاولیاء، ص ۱۴۰)

۱۵

مخدوم الاولیاء خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے مولانا عارف کی ایک ایک بات بتادی

حضرت خواجہ شیخ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ نے بیان

فرمایا کہ حضرت خواجہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ بخارا میں تشریف فرما تھے اور آپ کے متوسلین میں سے مولانا عارف خوارزم میں تھے۔

حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ اپنے احباب و متوسلین میں بیٹھے صفت بصر پر گفتگو فرما رہے تھے۔ اثنائے گفتگو میں فرمایا مولانا عارف اس وقت خوارزم میں ہیں اور اب وہ خوارزم میں ہیں اور اب وہ خوارزم سے نکلے ہیں سرائے کی طرف روانہ ہوگئے ہیں اب وہ فلاں جگہ پہنچ گئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا اب مولانا عارف کے دل میں خیال آرہا ہے کہ سرائے کو نہ جاؤں لو اب وہ پھر خوارزم کو لوٹ گئے ہیں۔ اصحاب نے یہ سارا قصہ بمع تاریخ اور وقت قلم بند کرلیا۔ کچھ مدت کے بعد جب مولانا عارف بُخارا شریف حاضر ہوئے تو احباب وہ واقعہ بیان کیا کہ فلاں تاریخ آپ نے خوارزم سے سرائے جانے کا ارادہ کیا پھر آپ روانہ ہوئے پھر فلاں وقت فلاں جگہ پہنچے پھر وہاں آپ نے ارادہ بدلا اور آپ فلاں وقت وہاں سے واپس ہوئے یہ سن کر مولانا عارف نے تصدیق کی کہ واقعہ بعینہٖ یوں ہی ہوا تھا۔

(جامع کرامات اولیاء، ص ۴۳۶، جمال الاولیاء، ص ۱۳۰)

(۱۶)

سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے بتا دیا کہ ۱۲ سال میں سے تین دن باقی ہیں

حضرت شیخ عبداللہ خوجندی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں خوجند میں ہی تھا کہ میرے دل میں عشق کی آگ بھڑک اُٹھی میں کسی کامل کی بیعت کے لیے بے قرار ہو کر حیران و پریشان حال خوجند سے نکل کھڑا ہوا اور چلتے چلتے ترمذ پہنچ گیا اور اسی بے قراری کی حالت میں حضرت حکیم ترمذی قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوا، حاضری کے بعد نہر جیحون کے کنارے مسجد میں جا کر سو گیا تو خواب میں دو بزرگ ملے ایک نے فرمایا ہمیں تو پہچانتا ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا میں ہی حکیم ترمذی ہوں اور یہ خضر علیہ السلام۔ پھر فرمایا اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو، آج سے بارہ (۱۲) سال بعد تمہاری حاضری حضرت شیخ بہاؤ الدین شاہ نقشبند قدس سرہٗ کے ہاں ہو گی جو اس وقت قطب زمانہ ہونگے۔

جب میں بیدار ہوا تو دل پر سکون تھا اور میں خوجند کو لوٹ آیا۔

پھر میں ایک بازار جا رہا تھا تو مجھے دو ترکی ملے اور وہ

مسجد میں داخل ہو رہے تھے میں بھی ان کے پیچھے مسجد میں داخل ہوا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو میں نے کان لگا کر سننا شروع کر دیا ان کی باتوں سے میرے دل میں ان کی طرف میلان پیدا ہوا ایک نے کہا اس شخص میں عشق موجزن ہے مناسب ہے کہ یہ ہمارے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو، میں نے انکے شیخ کے حالات اور پتہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ خوجند کے قریب ہی سکونت پزیر ہیں میں وہاں سے اُٹھا اور سیدھا ان کے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی اور ان کا ایک صاحبزادہ تھا جس پر بزرگی کے آثار تھے اس نے عرض کیا ابا جان یہ صاحب منکسر المزاج ہیں انہیں بیعت کر لیں تو شیخ نے روک کر فرمایا بیٹا اس کا فیض حضرت شیخ بہاؤالدین بخاری کے پاس ہے۔ میں وہاں سے چلا اور اپنے شہر خوجند میں آ کر انتظار میں رہنے لگا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد میرا دل بُخارا کی طرف کھنچنے لگا، حتّٰی کہ میرے لیے ایک منٹ بھر صبر مشکل ہو گیا، لہٰذا میں بُخارا شریف کو روانہ ہو گیا اور سیدھا حضرت خواجہ شاہِ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیدار سے مشرف ہوا تو

حضرت خواجہ نے فرمایا اے عبداللہ خوجندی سن لے ابھی بارہ (۱۲) سال میں تین دن باقی ہیں۔ اس ارشاد سے مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور تین دن بعد انہوں نے مجھے اپنی غلامی میں لے لیا اور پھر میں انہی کا ہو کر رہ گیا۔

(جامع کرامات اولیاء،۱/ ۲۴۶، جمال الاولیاء، ص ۱۴۱ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

۱۷

امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی نظر کا کمال

حضرت شیخ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں سیدی شاہِ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت خواجہ خواجگان قدس سرہٗ نے مجھ سے پوچھا کہ ظہر کا وقت داخل ہو چکا ہے یا نہیں؟ تو میں نے عرض کیا ابھی نہیں یہ سن کر فرمایا آسمان کی طرف دیکھو دیکھا تو سارے فرشتے ظہر کی نماز ادا کر رہے ہیں۔

فرمایا کیوں آپ تو کہہ رہے تھے کہ ابھی ظہر کا وقت

داخل نہیں ہوا۔ اس پر میں بہت شرمسار رہوا۔

(جامع کراماتِ اولیا، ۱/ ۱۰۷، جمال الاولیا، ص ۱۴۲)

۱۸

امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ کی مقبولیت اور نظر کا کمال

ایک عالم دین بیان کرتے ہیں میں حضرت خواجہ شاہ نقشبند بخاری قدس سرہٗ کے مریدوں کے ساتھ دورانِ سفر سامان پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہاں حضور خواجہ شاہِ نقشبند قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ صاحب ہیں جن کا اسم شریف سید محمود ہے ہم سب ان کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہو گئے اور دورانِ ملاقات ہم نے ان سے سوال کیا کہ آپ کے حضور خواجہ شاہِ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کا سبب کیا ہے تو فرمایا میں خواب میں سرورِ کونین رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تھا اس وقت اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان اور خوبصورت مکان میں جلوہ افروز تھے اور حضور آقائے دو

جہاں ﷺ کی خدمت میں ایک باہیبت بزرگ حاضر تھے تو میں نے بڑے ہی ادب واحترام سے عرض کیا مجھے حضور کی صحبت میسر نہ ہوسکی اور میں حضور کے مبارک زمانہ کی برکتیں حاصل نہ کر سکا تو اب میں کیا کروں تو سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا اگر تو میری برکتیں اور دیدار کی بہاریں حاصل کرنا چاہتا ہے تو شیخ بہاؤ الدین کی خدمت میں رہ اور اس حاضر بزرگ کی طرف اشارہ فرمایا اور میں اس سے قبل حضرت خواجہ شاہِ نقشبند قدس سرہٗ کی زیارت سے کبھی بھی مشرف نہ ہوا تھا میری آنکھ کُھلی تو میں نے جلدی سے اپنے کتب خانہ سے ایک کتاب نکالی اور اس کے سرورق پر حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا نام مبارک بمع حلیہ مبارک لکھ لیا (تاکہ بھول نہ جاؤں) پھر کافی عرصہ کے بعد جبکہ میں ایک بزار کی دوکان پر بیٹھا تھا تو اچانک ایک بزرگ جن پر نور اور ہیبت تھی تشریف لائے اور دوکان پر بیٹھ گئے اور جب میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا تو مجھے وہی حلیہ مبارکہ یاد آگیا اس سے مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی جب وہ کیفیت کھلی تو میں نے عرض کیا حضور میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں تو آپ

نے قبول فرمالیا آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میرے آگے آگے چلنا شروع کردیا (حالانکہ اس سے قبل نہ کبھی آئے نہ گئے) اور میں پیچھے پیچھے، آپ نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور سیدھے میرے مکان پر تشریف لے آئے اور میں نے یہ پہلی کرامت آپ کی دیکھی اور جب میرے گھر میں داخل ہوئے تو سیدھے میرے کتب خانہ میں داخل ہوئے اور بیٹھے بھی نہ تھے کہ جلدی سے ایک کتاب نکال کر فرمایا اس پر یہ کیا لکھا ہے، اور یہ وہی کتاب تھی جس پر میں نے آنجناب کا اسم مبارک اور حلیہ مبارکہ لکھ رکھا تھا اور خواب کی تاریخ بھی لکھی ہوئی تھی دیکھا تو سات سال گزر چکے تھے۔

یہ منظر دیکھ کر میری تو حالت ہی اور ہوگئی اور جب میری حالت سکون پر آئی تو آپ نے مہربانی فرمائی مجھے قبول کرلیا اور میں آپ کے مریدین میں شامل ہوگیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۲۳۹، جمال الاولیاء، ص ۱۴۳)

۱۹

امام الاولیاء سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے دیکھ لیا کہ فلاں دن فلاں مکان میں چور آئینگے

مولانا نجم الدین دادرک حضرت خواجہ شاہِ نقشبند قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھے اچانک حضرت خواجہ شاہِ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا نجم الدین جو میں کہوں گا مانو گے؟ عرض کیا حضور مانوں گا فرمایا اگر میں کہوں کہ چوری کرو تو کرو گے؟ مولانا نے عرض کیا نہیں! تو فرمایا کیوں؟ تو عرض کیا ایک ہوتے ہیں حقوق اللہ ایک ہوتے ہیں حقوق العباد حقوق اللہ تو توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں حقوق العباد نہیں اور چوری کرنا حقوق العباد سے ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا اگر آپ نے میرا حکم نہیں ماننا تو آپ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہ سن کر مولانا نجم الدین سخت بے قرار ہوئے حتیٰ کہ زمین باوجود فراخ ہونے کے مولانا پر تنگ ہو گئی خوب گڑگڑائے اور توبہ کی اور عہد کیا کہ آئندہ ہرگز نافرمانی نہ کروں گا۔ مولانا کی یہ حالت اور بے قراری دیکھ کر حاضرین نے ان کی طرف سے سفارش کر دی

اور معافی کے خواستگار ہوئے تو حضور خواجہ قدس سرہٗ نے معاف کر دیا۔

پھر حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے مولانا نجم الدین کو بھی ساتھ لیا اور دوسرے متوسلین بھی ہمراہ ہو لیے جب محلّہ بابِ سمر قند پہنچے تو حضور خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا فلاں مکان میں جاؤ اور اس کی دیوار پھاڑ کر اندر گھس جاؤ فلاں جگہ ایک صندوق ہے جو دولت سے بھرا ہوا ہے وہ نکال کر لے آؤ۔ مریدین بمع مولانا نجم الدین گئے دیوار پھاڑی صندوق اُٹھایا اور لے آئے اور پھر ایک جگہ جا کر بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں تو حضور خواجہ نے فرمایا جاؤ جا کر پتہ کرو کیا ہے جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ دوسری طرف سے چور آئے تھے انہوں نے دیوار پھاڑی اندر گئے تو کچھ ہاتھ نہ آیا وہ چور خالی ہاتھ لوٹ گئے اور چور جاتے ہوئے کہہ رہے تھے ہم سے پہلے چور آئے تھے اور وہ سامان چوری کر کے لے گئے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر حضرت خواجہ شاہِ نقشبند قدس سرہٗ کے مریدین بمع مولانا نجم الدین حیران و ششدر رہ گئے کیونکہ

معاملہ یہ تھا کہ مالکِ مکان بمع اہل وعیال اپنے باغ میں گیا ہوا تھا اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی آنکھ مبارک کا تصرف تھا کہ آپ نے گھنٹوں پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ چور آئیں گے اور اس کی دولت چوری کرکے لے جائیں گے۔

آپ وہاں سے چلتے چلتے محلّہ باب سمر قند پہنچے اور چوروں کے آنے سے پہلے ہی اس مالکِ مکان کا مال با حفاظت نکلوایا تھا۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ نے وہ سامان مالکِ مکان کے ہاں بھیج دیا اور ساتھ ہی فرمایا اُسے بتا دینا کہ درویشوں کا یہاں سے گزر ہوا تو پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ چور آئیں گے اور تیرا مال لے جائیں گے لہٰذا ہم نے حفاظت سے اپنے پاس رکھ لیا تھا اس کو سنبھال لو۔

پھر مولانا نجم الدین سے فرمایا کیوں مولانا کیسا رہا! پھر فرمایا اگر شروع سے چوری سے انکار نہ کرتے تو بہت ساری حکمتیں دیکھ لیتے۔

(جامع کرامات اولیاء، ص ۲۴۹)

۴۰

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر مبارک کی تاثیر اور پاپوش مبارک کی برکت

مولانا حمید الدین بنگالی اپنے ملک بنگال سے باہر علمِ دین حاصل کرنے گئے۔ علمِ دین حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن کو واپس جا رہے تھے اور سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ سے بد اعتقاد تھے۔ واپسی پر آگرہ پہنچے تو مفتی آگرہ کے ہاں قیام کیا۔ حسنِ اتفاق کہ سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ آگرہ میں تشریف لائے اور مفتی صاحب کے گھر کے قریب قیام پذیر ہوئے۔ جب مولانا حمید الدین بنگالی کو خبر پہنچی تو انہوں نے جلدی سے اپنے وطن کو روانگی کا پروگرام بنالیا۔ مفتی صاحب نے دریافت کیا مولانا اتنی جلدی کیوں تیار ہو گئے، مولانا بنگالی نے بتایا کہ شیخ سرہندی یہاں آکر قریب ہی ٹھہرے ہیں میرے واقف ہیں لیکن میں ان سے ملنا نہیں چاہتا، مفتی صاحب نے فرمایا کیوں دل نہیں چاہتا؟ وہ عالم دین بھی

ہیں اور بزرگ بھی بنگالی صاحب نے کہا میرا دل نہیں چاہتا۔ آخر کار بنگالی صاحب نے اپنا سامان اُٹھایا اور روانہ ہو گئے، تین دن بعد بنگالی صاحب پھر آ گئے۔ مفتی صاحب نے پوچھا کیا ہوا؟ تو بنگالی صاحب نے کہا میں آپ کے ہاں ایک کتاب بھول گیا تھا وہ لینے آیا ہوں۔ مفتی صاحب نے فرمایا تلاش کر لو، بنگالی صاحب اندر کتاب تلاش کر ہی رہے تھے کہ کسی نے مفتی صاحب کو بتایا کہ حضرت امام ربانی (رضی اللہ عنہ) دروازے پر جلوہ افروز ہیں اندر آنا چاہتے ہیں، مفتی صاحب نے کہا مرحبا تشریف لائیں۔ یہ سن کر بنگالی صاحب گھبرا گئے کہ میں کہاں جاؤں۔ مفتی صاحب نے فرمایا اس جگہ کوٹھری میں چھپ کر بیٹھے رہو اور جب سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ اندر تشریف لائے تو مفتی صاحب نے عرض کیا کیسے تشریف لانا ہوا؟ فرمایا ایک مسئلہ کے متعلق تبادلہ خیال کرنا ہے۔ مفتی صاحب نے عرض کیا حضور آپ سے کون سا مسئلہ پوشیدہ ہے۔ فرمایا آخر آپ علاقہ کے مفتی ہیں تبادلہ خیال میں کیا حرج ہے۔

(فقیر کا نظریہ ہے کہ یہ ایک بہانہ تھا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم

سے شکار کرنے آئے تھے۔)

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر بنگالی کی نظر سے دوچار ہوگئی پھر تھوڑی دیر کے بعد سیدنا امام ربانی جب حجرہ سے باہر نکلے اور مفتی صاحب بھی الوداع کرنے کو نکلے تو دیکھا مولانا حمید الدین بنگالی دست بستہ حضور کے پیچھے جارہے ہیں اور زاروقطار رو رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے تعجب کیا اور کسی کو فرمایا پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ بنگالی کہاں تک جاتا ہے۔ اس نے آکر بتایا کہ حضرت امام ربانی مکان میں جلوہ گر ہوگئے اور بنگالی صاحب دروازہ پر کھڑے رو رہے ہیں، پھر حضرت نے شفقت فرمائی اور مولانا بنگالی کو اندر بلا لیا اور سلوکِ مجددی طے کرانا شروع کر دیا اور مولانا بنگالی نے تھوڑے ہی دنوں میں سلوکِ مجددی حاصل کر لیا اور جب مولانا حمید الدین بنگالی کو رخصت فرمانا چاہا تو فرمایا دستار لاؤ مولانا کے سر پر باندھیں، مولانا بنگالی نے عرض کیا حضور اگر تبرّک عنایت کرنا ہے تو یہ اپنا استعمالی جوڑا مبارک (جوتا) عطا کر دیں آپ نے بہتیرا سمجھایا کہ کوئی اور تبرک لے لو مگر وہ بار بار یہی عرض کرتے رہے مجھے

جوتا عطا ہو، آخر کار مولانا بنگالی کو جوتا مبارک عطا ہوا تو انہوں نے رخصت کے وقت اس جوتا مبارک کو اپنے دانتوں میں دبائے تین کوس (اندازاً چھ کلومیٹر) پچھلے پاؤں چلتے گئے اس کے بعد اس جوتا مبارک کو سر پر باندھا اور بنگال پہنچ گئے اور اپنے گھر میں جوتا مبارک کے لیے چبوترہ بنایا اس پر بڑے ادب کے ساتھ وہ پاپوش مبارک رکھے اور جو کوئی مریض یا دعا کا خواستگار آتا آپ فرماتے پیالے میں پانی لاؤ اور آپ اس جوتا مبارک کی نوک اس میں پھیر کر دے دیتے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مریض اچھا ہو جاتا اور اگر کسی کی قسمت میں شفا نہ ہوتی پانی والا پیالہ ٹوٹ جاتا۔ زندگی بھر یوں ہی سلسلہ چلتا رہا پھر مولانا حمید الدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو وہ پاپوش مبارک ان کی قبر مبارک کے سرہانے ایک خاص جگہ رکھ دیا گیا۔

(ملفوظات خواجہ خواجگان غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۳۸)

سبق

اس قسم کے واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے ولیوں کی نظر میں ایسی تاثیر پیدا کی ہے وہ جس چیز پر نظر ڈالتے ہیں کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ کافر سے مسلمان بنا دیتے ہیں، بد سے بدتر کو ولی اللہ بنا دیتے ہیں۔

مندرجہ ذیل واقعات سے بھی یہی سبق ملتا ہے۔

۲۱

حضرت خواجہ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک کا کمال

سیدنا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیدی شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے آپ نے ایک نصرانی کو دیکھا جو کہ راستہ میں جارہا تھا آپ کے دیکھنے سے اس نے ایک زوردار چیخ ماری:

فَصَاحَ النَّصْرَانِیُّ صَیْحَةً عَالِیَةً.

پھر وہ حضرت شیخ خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہولیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا اور حضرت شیخ کے سلسلہ میں داخل ہو کر حضوری والا ہوگیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۲/ ۵۷)

۲۲

ولی اللہ کی نظر سے قادیانی مسلمان ہو گیا

کوٹلی آزاد کشمیر میں ایک ٹھیکیدار بنام ملک محمود قادیانی عقیدہ کا تھا بلکہ وہ قادیانیوں کا ہیڈ تھا بعض دوستوں نے بتایا کہ وہ پکا سنی ہو گیا ہے۔ فقیر کی موصوف کے ساتھ ملاقات ہوئی تو میں نے اُس سے پوچھا ملک صاحب آپ کے اہل سنت وجماعت کے مسلک میں آنے کا سبب کیا بنا تو بتایا کہ میں ایک اللہ تعالیٰ کے ولی کے ہاں کسی کام کو حاضر ہوا تو اس اللہ تعالیٰ کے ولی نے میری طرف دیکھا جب میں باہر آیا تو میری کیفیت بدلی ہوئی تھی میں اسی وقت مرزائیت سے توبہ کر کے صحیح العقیدہ مسلمان ہو گیا ہوں حالانکہ نہ میں نے اس ولی اللہ سے کوئی مسئلہ پوچھا نہ عقیدہ پر بات ہوئی صرف میری طرف دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح راستہ پر لگا دیا ہے۔

تصرف اولیاء کا انکار کرنے والے حضرات غور کریں کہ ہر چیز میں تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے، آگ جلاتی ہے تو اس میں جلانے کی تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ پانی پیاس بجھاتا

ہے تو یہ تاثیر اس میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ بچھو کاٹتا ہے اس کے زہر سے سخت تکلیف ہوتی ہے، اگر سانپ ڈستا ہے تو اکثر طور موت واقع ہو جاتی ہے یہ تاثیر سانپ کے زہر میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ بعض سانپ ایسے ہیں وہ کسی حاملہ کی طرف نظر کریں اس کا حمل گر جاتا ہے کسی انکھیارے کی طرف نظر کریں تو وہ نابینا ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

اُقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ. (مشکوٰۃ، ص ۲۶۰)

یعنی دو لکیروں والے اور ابتر سانپ کو مار دو کیونکہ یہ دونوں نظر کو مٹا دیتے ہیں (اندھا کر دیتے ہیں) اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔

ان سانپوں میں یہ تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کا ولی کسی بیمار یا کافر یا بدکار کی طرف نظر کرے اس کی بیماری، کافر کا کفر، بدکار کی بدکاری دور ہو جائے تو یہ بھی ولی کی نظر میں تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے:

فَكُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ. (بخاری)

لیکن تعجب یہ ہے کہ انکار کرنے والوں نے کبھی اس کا انکار نہیں کیا کہ آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، سانپ مار دیتا ہے، سانپ حمل گرا دیتا ہے، سانپ اندھا کر دیتا ہے لیکن اگر کسی نبی ولی کا ذکر آجائے کہ ولی نے تندرست کر دیا، ولی نے نیکوکار کر دیا، ولی نے مشکل کھول دی تو فتوے گرم ہو جاتے ہیں، جی یہ تو نرا شرک ہے۔

شاید یہ حضرات ایسے مدرسوں سے پڑھے ہوئے ہیں جہاں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ صرف نبیوں، ولیوں کی عظمت کو نہیں ماننا باقی سب کچھ ٹھیک ہے، اگر کوئی کہے آگ نے جلا دیا تو بالکل ٹھیک ہے اگر کوئی کہے سانپ نے مار دیا یا اندھا کر دیا تو شیرِ مادر جان کر سب کچھ مان جاؤ ہاں اگر کسی نبی، ولی کی بات ہو یہ ہرگز نہ مانو۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

پھر کہا جاتا ہے جی تم نبیوں، ولیوں کی طرف نسبت کیوں کرتے ہو بلکہ یوں کہو کہ اللہ نے شفا دی اللہ نے مسلمان کر دیا

اللہ تعالیٰ نے نیکوکار بنا دیا تو ایسا کہنے والوں سے درخواست ہے کہ یہ بات تم اس ہستی کو بھی سمجھا دیتے جن کا کلمہ پڑھتے ہو (العیاذ باللہ) کیوں کہ اس اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے بھی اسناد مجازی ہی اختیار فرمایا:

فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَ يُسْقِطَانِ الْحَبَلَ. (مشکوٰۃ،ص۳۶۰)

یہ دونوں سانپ اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے یوں نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ اندھا کر دیتا ہے، حمل گرا دیتا ہے۔ مگر ان باتوں کی سمجھ تب آئے جب دل سے وہ چیز نکلے جس کی نشاندہی قرآن پاک نے کی ہے:

﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً﴾ (البقرۃ:۱۰)

ہاں جو حضرات اس بیماری سے پاک ہیں وہ سمجھتے جاتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ آگ میں جلانے کی، پانی میں بجھانے، سانپ میں اندھا کر دینے کی، حمل گرا دینے کی تاثیر پیدا کر سکتا ہے تو وہی خدا تعالیٰ ولی کی نظر میں بھی شفا دینے، ایمان دینے کی، نیکوکار بنا دینے کی تاثیر بھی پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ

بالا واقعات سے عیاں ہے۔

اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی الْهَادِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ.

مندرجہ ذیل واقعات بھی اس پر دلیل ہیں پڑھیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

۲۳

سیدی خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ کی نظر سے دوزخی جنتی ہو گیا

ایک مرتبہ خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی قدس سرہٗ سواری پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں لونڈی غلاموں کی منڈی آ گئی، ایک شخص نے کچھ لونڈیاں چبوترے پر بٹھا رکھی تھیں۔ حضرت خواجہ غوث ملتانی قدس سرہٗ نے خادم سے فرمایا ایک لڑکی خرید لو، گھر کے کام کاج کے لیے! چنانچہ ایک لڑکی خرید کر حضور قدس سرہٗ کے گھر پہنچا دی گئی۔ دن گزرتے گئے کچھ عرصہ بعد بیگم صاحبہ نے عرض کیا وہ لڑکی جوان ہو چکی ہے اس کا کچھ سوچیں آپ نے فرمایا آج کھانا اسی کے ہاتھ بھیجیں لہٰذا

دوپہر کا کھانا لے کر وہی لونڈی حاضر ہوئی۔

حضرت خواجہ غوث ملتانی قدس سرہٗ اپنے پوتوں پوتیوں کے ساتھ خوش طبعی فرمارہے تھے لیکن جونہی اس لونڈی پر نظر پڑی تو رعب وجلال ٹپکنے لگا، پسینہ آگیا یہ منظر دیکھ کر پوتے پوتیاں بھاگ گئے اور بڑی اماں سے جا کر واقعہ بیان کر دیا۔ بیگم صاحبہ گھبرائی ہوئی حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور کیا بات ہوگئی؟ حضور خواجہ ملتانی قدس سرہٗ نے آنسو پونچھتے ہوئے فرمایا اس لونڈی کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ دوزخن ہے۔ رہے میرے گھر میں اور جائے دوزخ یہ کتنی بے عزتی بدقسمتی کی بات ہے۔ بیگم صاحبہ نے عرض کیا حضور آپ زمانہ کے غوث ہیں دعا کر دیں کہ جنتی ہو جائے۔ فرمایا اے نیک بخت! مشیت خداوندی میں دخل دینا فقراء کا کام نہیں، اتنے میں کسی نے عرض کیا حضور اجودھن سے حضرت فرید الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں اس دوزخن کو میرے پاس بھیج دو یہ سننا تھا کہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا لو میرا بھائی آگیا کوئی راستہ نکل آئے گا۔ فرمایا اس لونڈی کو جلدی ان کی خدمت

میں بھیج دو۔ جب اس لونڈی کو لے کر حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا بیٹی پانی کا کوزہ لاؤ اور میرے ہاتھ دُھلاؤ لونڈی نے آہستہ آہستہ سارا کوزہ آپ کے ہاتھوں پر بہادیا۔ فرمایا اور لاؤ! دوسرا کوزہ بھی پھر تیسرا کوزہ بہادیا تو فرمایا جاؤ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے دوزخ سے نجات دیدی ہے۔

پھر لونڈی جب حضرت شیخ الاسلام خواجہ ملتانی کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھتے ہی سر سجدہ میں رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر باہر تشریف لائے اور حضرت گنج شکر قدس سرہٗ سے ملاقات کی اور فرمایا بھائی صاحب آپ نے کمال کر دیا کہ صرف تین کوزوں سے لونڈی کی قسمت بدل ڈالی پھر آپ سے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا آج صبح مراقبہ میں آپ کا حال معلوم کیا تو آپ غمگین نظر آئے تو افتاں خیزاں یہاں پہنچ گیا ہوں۔

(بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۵۱، مطبع علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف پنجاب لاہور)

مندرجہ بالا واقعہ میں جہاں آنکھ مبارک کا تصرف ہے

وہاں پاؤں کا بھی تصرف ہے کہ چند لمحوں میں پاکپتن (اجودھن) سے چل کر ملتان پہنچ گئے۔

اَللّٰہُمَّ افِضْ عَلَیْنَا مِنْ فُیُوضَاتِہِمْ وَ بَرَکَاتِہِمْ۔

۲۴

لوح محفوظ اولیاء کرام کی نظر میں ہے

حضرت شیخ جاکیر عیشیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی بھی کسی کو مرید نہیں بنایا جب تک لوح محفوظ میں اس کا نام لکھا ہوا نہ دیکھ لوں اور یہ کہ وہ ہمارے مریدوں سے ہے۔

(جامع کرامات اولیاء ۲۰۰/۴)

۲۵

نظر ولی کا کمال

حضرت شیخ جعفر بن علی کے ہاں ایک مکی حاضر ہوئے اور جب آپ نے اسے وداع کیا تو فرمایا تو آج سے اکتیسویں (۳۱) دن سعی کریگا پھر ایسا ہی ہوا جب اس نے صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور شمار کیا تو وہ اکتیسواں (۳۱) دن ہی تھا۔

(جامع کرامات اولیاء ۲۰۰/۷)

۲۶

نظرِ ولی کا کمال

ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ میں شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو چلا تو چار آدمی دو دن کی مسافت سے میرے استقبال کے لیے پہنچے حالانکہ میں نے کوئی خبر وغیرہ نہیں بھیجی تھی اور ان چار استقبال کرنے والوں نے کہا ہمیں حضرت شیخ نے حکم دیا ہے کہ مغرب کا سیاح آرہا ہے لہٰذا جاؤ اس کا استقبال کرو۔ پھر ایک دن جب میں خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر ایک بہترین جبہ دیکھا دل میں خیال آیا کاش حضرت شیخ یہ جبہ مجھے عطا کر دیں پھر جب آپ وداع کے لیے اُٹھے تو ایک کونہ میں ہو کر وہ جُبہ اُتارا اور مجھے دے کر فرمایا یہ لے لو اور یہ جبہ آپ سے ایک کافر بادشاہ چھین لے گا۔ نیز حاضرین نے بتایا کہ حضرت شیخ نے کبھی ایسا جبہ نہیں پہنا تھا صرف آپ کے آنے پر پہنا ہے۔ میں نے وہ جُبہ پہنا اور دل میں خیال کیا کہ میں یہ جبہ پہن کر کسی بادشاہ کے ہاں نہیں جاؤں گا لیکن ایک مدت کے بعد جب میں چین گیا اور وہاں بھیڑ کی وجہ سے میرے ساتھی بکھر

گئے اس وقت وہ جُبہ میں نے پہن رکھا تھا کہ وزیر نے دیکھ لیا اور مجھے بادشاہ کے ہاں لے گیا۔ بادشاہ نے وہ جُبہ دیکھا تو مجھ سے چھین لیا اور اس کے بدلے دس جوڑے اور گھوڑا مجھے دیا پھر مجھے حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہٗ کا فرمان یاد آیا۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ۲/۹)

۲۸

نظرِ ولی کا کمال

حضرت حسن بن بشری جوہری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص پریشان حال حاضر ہوا اور عرض کیا میں کاتب (منشی) ہوں اور میرا حساب والا رجسٹر گم ہو گیا ہے اور میرا مالک بہت سخت طبیعت کا ہے اور لوگوں نے مجھے آپ کے ہاں بھیجا ہے لہٰذا کرم کیجیے آپ نے فرمایا پہلے ایک درہم کی بازار سے مٹھائی لاؤ وہ بازار حلوائی کی دوکان پر گیا اور ایک درہم کی مٹھائی طلب کی، حلوائی نے جب مٹھائی لپیٹنے کے لیے کاغذ نکالا تو وہ اُسی رجسٹر کا تھا۔ منشی نے پوچھا یہ آپ نے کہاں سے لیا ہے بتایا میں نے ابھی کسی سے خریدا ہے۔ وہ منشی اس سے رجسٹر لے کر اور مٹھائی

لے کر حاضر ہوا تو فرمایا یہ مٹھائی بھی تو ہی کھالے ہمیں مٹھائیوں کی ضرورت نہیں۔

(جامع کرامات اولیاء،۲/۲۲)

نوٹ

مٹھائی منگانا تو ایک بہانہ تھا اصل میں اس منشی کو دکھانا تھا کہ تیرا رجسٹر تو حلوائی کے پاس ہے۔

رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَاسِعَةً۔

۲۹

نظرِ ولی کا کمال

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تھا، ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی آپ میری شادی کے وقت وہاں موجود تھے اور آپ کی موجودگی میں میرا حق مہر مقرر ہوا تھا اور اب میرا کابین نامہ (مہر کا کاغذ) گم ہو گیا ہے اور معاملہ عدالت میں پہنچا ہوا ہے لہٰذا میری درخواست ہے کہ آپ گواہی کے لیے عدالت میں تشریف لے چلیں۔ یہ سن کر فرمایا بی بی پہلے مٹھائی کھلاؤ پھر چلوں گا۔ لوگ بڑے حیران

ہوئے کہ حضرت شیخ تو لالچ طمع سے دور ہیں کیونکہ آپ کا زہد و تقویٰ بہت اونچا ہے۔ وہ عورت بھی یہ سن کر حیران و پریشان کھڑی رہ گئی۔ آپ نے فرمایا بی بی دیر مت کر اور سن لے جب تک مٹھائی نہ لائے گی میں تیرے ساتھ ہرگز نہیں جاؤنگا۔ وہ واپس چلی گئی پھر حاضرِ خدمت ہوئی تو اس نے کاغذ میں لپٹی ہوئی مٹھائی پیش کی جو کہ خشک مٹھائی تھی۔ آپ نے وہ پڑیا لے لی اور کھول کر ایک ایک دانہ حاضرین کو دے دیا اور جب کاغذ خالی ہوا تو عورت کو پکڑا دیا لے بی بی یہی تیرا کابین نامہ (مہر کا کاغذ) ہے۔

(انوار الحسینین، ص ۴۲ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون، جمال الاولیاء، ص ۹۶)

دراصل مٹھائی اسی میں رکھی ہوئی تھی اور وہ عورت بھول چکی تھی اور کابین نامہ دوسری جگہ تلاش کر رہی تھی لیکن ولی کی نظر کا تصرّف دیکھیں کہ آپ نے وہیں سے دیکھ لیا تھا کہ یہ عورت اسی کابین نامہ میں مٹھائی رکھ کر بھول چکی ہے اسی لیے آپ باوجود طمع لالچ سے پاک ہونے کے اس بات پر مصر ہوئے پہلے مٹھائی لاؤ تو پھر کام ہوگا۔

ابوسعید غفرلہٗ

۲۹

سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ کی نظر کا کمال

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور فرمایا کہ فلاں آدمی کا جو تیرے پاس غلہ اور سونا ہے اس میں سے اتنا غلہ مجھے دے دو، اس شخص نے کہا کہ جو چیز میرے پاس امانت ہے میں اس میں کیسے خیانت کروں اگر آپ سے بھی فتویٰ حاصل کروں تو آپ بھی اس کو ناجائز ہی کہیں گے۔ شیخ (مکرّم) نے دوبارہ آدمی بھیجا اور تاکید کی کہ ضرور دے، اس نے اُتنی مقدار کا غلہ اور سونا بھیج دیا بعد میں اس امانت والے کو مالک کا خط آیا کہ اتنا غلہ اور اتنا سونا شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کو پہنچا دے اور یہ وہی مقدار تھی جو آپ نے طلب کی تھی۔ پھر شیخ نے اس شخص کو ملامت کی اور کہا تم فقراء کی نسبت یہ گمان کرتے ہو کہ فقراء کے اشارے غلط ہوتے ہیں۔

(انوار الحسنین ص ۱۱ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

نوٹ

سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی قدس سرہٗ کو صرف شیخ عبدالقادر..........لکھنا ہمارے نظریہ کے مطابق ادب سے بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا کرے۔

ابوسعید غفرلہٗ

۳۰

خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ خرقانی کی ولادت سے سو سال قبل سب کچھ بتادیا

سیدنا خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ ایک دن کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک آپ نے کچھ سونگھنا شروع کردیا، مریدوں نے عرض کیا حضور ہمیں تو کوئی خوشبو محسوس نہیں ہورہی آپ کیا سونگھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس بستی جس کا نام خرقان ہے یہاں اتنے سال کے بعد ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا جس کی کمند آسمانوں پر ہوگی وہ میرے سلسلہ میں ہوگا اور میری قبر سے فیض حاصل کرے گا۔

بعد چندیں سال می آید شہے
میزند بر آسمانہا خرگہے

مریدوں نے ان کا نام دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس کا نام ابوالحسن ہے وہ اس بستی خرقان میں پیدا ہوگا اور اتنے سال بعد پیدا ہوگا۔ حتیٰ کہ آں خواجہ قدس سرہٗ نے اس ولی کامل خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا حلیہ رنگ ڈھنگ بیان کر دیا۔ یہ سن کر مریدوں نے وہ مقرر کی ہوئی تاریخ بھی لکھ لی اور پھر اسی تاریخ کو حضرت خواجہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی اسی بستی خرقان میں ولادت پاک ہوئی۔ (مثنوی شریف مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ)

(حالات مشائخ نقشبندیہ، ص ۷۷، الکلمۃ العلیا، ص ۱۴۰)

۳۱

غوث وقت اور ابن سقا کی بے ادبی

حضرت ابوسعید عبداللہ نے بیان کیا کہ ہم بغداد کے دینی مدرسہ نظامیہ میں علم دین پڑھتے تھے بغداد میں ایک غوث رہتے تھے وہ جب چاہتے ظاہر ہو جاتے اور جب چاہتے غائب ہو جاتے۔ ایک دن میں نے اور ابن سقا نے اور شیخ عبدالقادر

جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جو اس وقت نوجوان تھے ہم تینوں اس غوث کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابن سقا نے کہا میں تو اس غرض سے غوث کے پاس جارہا ہوں کہ اس سے سوال کروں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ پھر میں نے کہا ایک سوال میں بھی کروں گا دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) بولے اور کہا اللہ کی پناہ کہ میں اس غوث سے کوئی سوال کروں (ہرگز سوال نہیں کرونگا) میں تو ان کے حضور ان کی زیارت کا منتظر کھڑا رہوں گا۔ الغرض ہم تینوں وہاں پہنچے تو ایک گھڑی کے بعد ہمیں اس غوث کی زیارت نصیب ہوئی پس وقت کے غوث نے ابن سقا کی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے کہ میں اس کا جواب نہ دے سکوں گا۔ اے ابن سقا یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے۔ سن میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تجھ پر بھڑک رہی ہے اس کے بعد وقت کے غوث نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے عبداللہ تو بھی مجھ سے ایک سوال کرنے آیا ہے تاکہ تو دیکھے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں۔ لے تیرا یہ سوال

ہے اور یہ اس کا جواب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری بے ادبی کی وجہ سے دنیا تیرے کانوں تک چڑھی ہوئی ہے۔

اس کے بعد اس غوث نے شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف نظر کی اور ان کو اپنے قریب کرلیا اور عزت افزائی کرتے ہوئے فرمایا اے صاحبزادے! اے عبدالقادر تو نے حسنِ ادب سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرلیا ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد میں منبر پر چڑھ کر بھرپور مجمع میں وعظ کرینگے اور یوں کہیں گے کہ میرا یہ قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانہ کے تمام اولیاء کرام نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا لیا ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گئے پھر شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) پر تو اس غوث کے کہنے کے موافق آثار قربِ خداوندی ظاہر ہوئے اور خاص و عام نے آپ کی ولایت پر اتفاق کیا اور آپ نے حسب ارشاد فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور اولیاء کرام نے آپ کے لیے اس کا اعتراف (اقرار) کیا۔

اور ابن سقا کا قصہ یہ ہوا کہ وہ علوم شریعہ میں مشغول رہا

یہاں تک کہ کمال حاصل کر لیا اور بہت سے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اور تمام علوم میں نیز فن مناظرہ میں مشہور ہو گیا۔ زبان کے اعتبار سے بڑا فصیح، شکل کے اعتبار سے حسین لہٰذا بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بنا لیا پھر قاصد بنا کر ملک شام و روم کی طرف بھیجا۔ شاہِ روم نے ابن سقا کو صاحب فنون اور فصیح پایا تو بہت حیران ہوا۔ پھر عیسائی مذہب کے علماء و فقہا کو ابن سقا کے ساتھ مناظرہ کے لیے بلایا تو ابن سقا نے ان تمام کو مناظرہ میں لاجواب کر دیا اور عیسائی راہب ہار گئے اس سے شاہِ روم کے نزدیک ابن سقا کی عظمت بڑھ گئی اور یہی فتنہ کا سبب بنا پھر رومی بادشاہ کی شہزادی پر ابن سقا کی نظر پڑ گئی اور وہ اس پر عاشق ہو گیا۔ تو بادشاہ سے رشتہ کی درخواست کی کہ اس سے میرا نکاح کر دو۔ رومی بادشاہ نے کہا صرف ایک شرط ہے وہ یہ کہ تو بھی عیسائی ہو جا، اس پر ابن سقا اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور رومی بادشاہ نے اپنی لڑکی کا ابن سقا سے نکاح کر دیا پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ابن سقا بیمار ہو گیا اور ایسا بیمار ہوا کہ اسے کوئی پوچھتا نہیں تھا۔ لوگوں نے اس کو بازار میں لا کر ڈال دیا وہ

گزر اوقات کے لیے در بدر بھیک مانگا کرتا تھا اس کو کوئی جواب بھی نہیں دیتا تھا۔ اس کو اس حد درجہ کی پریشانی اور روسیاہی پیش آئی ایک دن اس کے دوستوں میں سے کسی کا اس جگہ سے گزر ہوا تو اس نے ابن سقا سے پوچھا کیا حال ہے؟ ابن سقا نے جواب دیا ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اُس دوست نے پوچھا کچھ قرآن بھی یاد رہ گیا ہے یا نہیں؟ ابن سقا نے جواب دیا ایک آیت یاد رہ گئی ہے وہ ہے:

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (الحجر:۲)

یعنی جو کافر ہو گئے وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

اس دوست کا بیان ہے کہ پھر ایک دن میں اس طرف گیا تو ابن سقا کو دیکھا تو وہ اتنا سیاہ ہو چکا ہے جیسے جلا ہوا ہوتا ہے اور وہ نزع (جان کنی) کی حالت میں تھا میں نے اس کی قبلہ کی طرف کروٹ بدلی تو پھر وہ مشرق کی طرف پھر گیا پھر قبلہ کو کروٹ بدلی پھر وہ مشرق کو پھر گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کی روح نکل گئی۔

ابن سقا اس وقت غوث کی بات یاد کیا کرتا تھا اور جانتا تھا کہ وہ اسی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوا ہے۔

عبداللہ بن عصرون کہتے ہیں میرا قصہ یوں ہوا کہ میں پڑھ کر فارغ ہوا اور میں دمشق آ گیا تو سلطان نور الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلا کر اوقاف کا محکمہ میرے سپرد کر دیا اور میں متولی اوقاف بن گیا تو دنیا مجھ پر ہر طرف سے برسی پھر غوث وقت کی بات یاد آئی اور ہم سب کے متعلق سچی نکلی۔

(انوار الحسنین، مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، ص ۳۱)

سبق

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ صرف علم پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اصل چیز ادب ہے۔ بے ادبی کے ساتھ نہ علم نہ عمل نہ فضل نہ بزرگی کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی: الطَّرِیْقُ کُلُّہٗ اَدَبٌ دین سارا ہے ہی ادب، اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے، ادب نہیں تو کچھ بھی نہیں اس لیے حضرت شاہ شجاع کرمانی نے فرمایا کہ جو ولیوں کی شان میں بے ادبی کرے اس پر افسوس ہے کہ وہ ایمان لے کر نہ جا سکے گا۔

لہٰذا وہ حضرات جو نبیوں کے نبی رسولوں کے امام ﷺ کی شان میں چکر چلاتے ہیں دیکھو جی وہ تو اپنے نواسوں کو نہیں بچا سکے کسی کو کیا فائدہ دے سکتے ہیں۔

نیز اگر علم ہوتا تو یوں ، اختیار ہوتا تو یوں (العیاذ باللہ) ایسے حضرات سے اپیل ہے کہ وہ واقعہ مذکور پر غور کریں کہ جو ایک غوث کی شان میں معمولی سی بے ادبی کرنے سے دنیا سے بے ایمان گیا تو جن کے صدقے اور وسیلہ سے غوث قطب بنتے ہیں ان کی شان میں بے ادبی کرنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے۔

(یہ فقیر نے خیر خواہی کے طور پر چند سطریں لکھی ہیں) اور خیر خواہی کے طور پر دعوتِ غور و فکر دی جا رہی ہے، اے اللہ کے بندو! آخر قبر میں جانا ہے پھر اس احکم الحاکمین کے ہاں پیش ہونا ہے جس کا اٹل فیصلہ ہے:

﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات:۲)

ایسا نہ ہو کہ تمہاری معمولی سی بے ادبی سے تمہاری ساری نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چل سکے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

۳۲

ولی اللہ نے سینکڑوں میل دور سے خانہ کعبہ دکھایا

شیخ عبد اللطیف حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد بنانا چاہی تو حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی تا کہ سنگِ بنیاد رکھیں۔ جب حضرت شیخ حیات بن قیس رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو انجینئر نے کہا قبلہ اس طرف ہے آپ نے فرمایا قبلہ اس سمت میں ہے۔ جب بات زیادہ بڑھ گئی تو حضرت شیخ حیات رحمۃ اللہ علیہ نے انجینئر سے فرمایا: اُنْظُرْ تَرَى الْكَعْبَةَ کعبہ کی طرف دیکھ! دیکھا تو بے حجاب کعبہ مکرمہ سامنے نظر آ گیا تو انجینئر دیکھتے ہی غش کھا کر گیا۔ (جامع کرامات اولیاء، ۲/۵۶)

۳۳

ولی اللہ کی نظر کا کمال

حضرت سعود مصری رحمۃ اللہ علیہ پوری دنیا کے احوال و واقعات بیان فرما دیا کرتے تھے کہ آج فلاں معزول ہو گیا ہے آج فلاں مر گیا ہے آج فلاں حاکم بن گیا ہے تو جیسے بتاتے ویسے ہی ظاہر ہو جاتا۔ (جامع کرامات اولیاء، ۲/۹۲)

۳۴

امام الاولیاء سیدی علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ اور ہندی جوگی کا واقعہ

حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ابدالیہ'' میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں ہندی حکومت نے ایک اپنا پروہت (مذہبی دانشمند) غزنی بھیجا تاکہ وہاں ہندوازم کا پرچار ہو، اس دانشمند نے سلطان محمود غزنوی کو پیغام دیا کہ میں ہندی حکومت کی طرف سے آیا ہوں لہٰذا کوئی ایسا مسلمان پیش کرو جس کے ساتھ میں گفتگو کروں تاکہ جو ازم (اسلام اور ہندوازم) غالب آجائے اس کو اپنا لیا جائے۔ سلطان محمود غزنوی کے حکم پر علماء امراء اور شرفاء جمع ہو گئے لیکن اس ہندو (جوگی) دانشمند کے ساتھ مباحثہ اور مقابلہ کرنے کی کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ ادھر حضرت شیخ ابوالحسن غزنوی (داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ) الہامِ ربانی سے وہاں تشریف لے آئے (یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کو

بذریعہ الہام حکم دیا کہ تم وہاں جاؤ) آپ تشریف فرما ہو کر کچھ
وقت خاموشی سے بیٹھے رہے پھر اس ہندی دانشمند نے سوال کیا
کہ آپ بتائیں میں کہاں تک جاتا ہوں۔ جب اس نے سر اُٹھایا
اور پوچھا کہ میں کہاں تک گیا ہوں تو سرکار داتا گنج بخش قدس
سرہٗ نے فرمایا تو سراندیپ تک گیا اور جوگی نے کہا کوئی نشانی بتاؤ
تو سیدنا داتا گنج بخش قدس سرہٗ نے فرمایا جب تو سراندیپ گیا تو
وہاں کچھ لوگ سبز مرچیں چن رہے تھے اس جوگی نے کہا آپ
نے سچ کہہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اور نشانی بتاؤں اس نے کہا
بتایئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس مرچوں والے کھیت کے
قریب ہاتھی بھی تھے، اس جوگی نے کہا آپ نے سچ کہا ہے پھر
سرکار داتا گنج بخش قدس سرہٗ نے فرمایا اے دانشمند یہ تو میرے
اور تیرے لیے تھا کہ کون سچا ہے، لیکن ایسا بھی مقابلہ ہونا چاہیے
کہ بادشاہ اور دیگر عمائدین کو بھی سچے جھوٹے کا علم ہو مگر وہ جوگی
ایسا نہ کر سکا پھر (امام الاولیاء) شیخ ابوالحسن قدس سرہٗ نے اپنے
خرقہ سے ہاتھ باہر نکالا تو ہاتھ میں کچھ مرچیں تھیں۔ وہ جوگی کی
طرف بڑھا دیں اور فرمایا لے کھا میں یہ سراندیپ سے لایا

ہوں۔ یہ دیکھ کر وہ جوگی مبہوت ہو کر بولا میں ایسا نہیں کر سکتا،
پھر حضرت شیخ (داتا گنج بخش قدس سرہٗ) نے فرمایا یہ تو عالمِ سفلی
(زمین) کی سیر تھی کہ میں تیرے تعاقب میں تیرے ساتھ رہا آؤ
اب ہم عالمِ علوی (آسمانوں) کی سیر کریں اس دانشمند نے کہا
مجھے عالمِ علوی کی سیر کی تاب نہیں آپ نے فرمایا آمیں تجھے
آسمانوں کی سیر کرا دیتا ہوں اسے کلمہ پڑھایا اور وہ جوگی مسلمان
ہو گیا اور مسلمان ہو کر ہندوستان لوٹا تو اس کی تبلیغ سے اسلام کو
بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

(ابدالیہ اردو، ص ۲۰)

فائدہ

اس واقعہ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے آنکھ کا تصرّف
بھی ہے ہاتھ کا بھی اور پاؤں کا بھی تصرّف ہے۔ اللہ تعالیٰ مان
لینے کی توفیق عطا کرے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۳۵

ولی اللہ سے مدد مانگی تو ولی اللہ نے پہنچ کر جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا

حضرت خواجہ محمد بن عبداللہ علوی بن استاذِ اعظم قدس سرہٗ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ ایک دن دوستوں میں بیٹھے تھے کہ اچانک اُٹھ کھڑے ہوئے تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو آپ کے کپڑوں میں سے پانی ٹپک رہا تھا، احباب نے استفسار کیا کہ حضرت آپ جلدی جلدی اُٹھ کر کہاں تشریف لے گئے تھے اور یہ کپڑوں میں پانی کیسا ہے تو فرمایا میرے بعض عقیدت مندوں کا جہاز پھٹ گیا تھا اور جب انہوں نے محسوس کیا کہ ہم غرق ہونے والے ہیں تو انہوں نے مجھ سے مدد مانگی تھی تو میں نے وہاں پہنچ کر جہاز کی پھٹن میں کپڑا ٹھونس دیا تو وہ جہاز صحیح سلامت ہوگیا۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ۱/۲۳۶، جمال الاولیاء، ص ۱۳۲)

۳۶

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا

مولوی شیخ محمد صاحب نے بیان کیا کہ ہم بحری جہاز پر سوار ہو کر حج کو جا رہے تھے اچانک ہمارا جہاز طوفان کی زد میں آگیا حتیٰ کہ پانچ دن وہ جہاز گردشِ طوفان میں گھرا رہا۔ جہاز رانوں نے بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی آخر کار جہاز ڈوبنے لگا۔ ملاحوں نے اعلان کیا لوگو اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ جہاز کے ایک کونے کو حافظ محمد ضامن نے اور دوسرے کونے کو حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ صاحب) نے اپنے کندھوں پر رکھا ہوا ہے اور اوپر کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور اُٹھا کر پانی پر سیدھا کر دیا، اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ سارے لوگ خوش ہو گئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ میں نے اسی وقت وہ دن تاریخ مہینہ کتاب پر لکھ لیا پھر جب حج سے واپس آئے تو میں نے تھانہ بھون میں

آکر اس لکھے ہوئے کو دیکھا اور دریافت کیا (کہ اس دن اس تاریخ کو کوئی واقعہ رونما ہوا تھا) تو ایک طالب علم قدرت علی ساکن اپندری ملک پنجاب جو کہ حضرت حاجی صاحب کا مرید اور خادم تھا اس نے بیان کیا کہ بیشک فلاں وقت میں حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب) حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا اس کو کنویں کے پانی سے دھو کر صاف کرلو۔ میں نے اس لنگی کو جو سونگھا تو اس سے دریائے شور کی بُو اور چکنا پن معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے بعد حضرت حافظ صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی لنگی دی اس میں بھی اثر سمندر کا معلوم ہوتا تھا۔ (کرامات امدادیہ، ص ۷)

فائدہ

اس واقعہ سے عیاں ہوا کہ اولیاء کرام مصیبت و آفت کو دُور سے دیکھ بھی لیتے ہیں اور امداد کے لیے دُور دراز جگہوں پر پہنچ بھی جاتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب اس واقعہ کو پڑھ کر یہ کہہ دے

کہ اولیاء کرام دیکھ تو لیتے ہیں اور مدد کو پہنچ بھی جاتے ہیں لیکن غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔ اس کا جواب آئندہ واقعہ میں خود بخود مل جاتا ہے۔ نیز واقعہ نمبر ۳۵ جو کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے جمال الاولیاء میں لکھا ہے پڑھیے اور ہٹ دھرمی کو چھوڑیئے۔

۳۷

حضرت حاجی امداد اللہ نے جہاز کو بچالیا

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فرمایا کہ محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ (جہاز) تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ سے ملتجی ہوا (آپ سے التجا کی) آپ نے مجھے تسکین (تسلی) دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ (شمائم امدادیہ، ص ۷۷۱)

فائدہ

اگر حاجی امداد اللہ صاحب سے دُور سے التجا کرنا جائز ہے تو دیگر ولیوں، قطبوں، غوثوں سے بھی مظہر عونِ الٰہی جان کر التجا کرنا بلانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مان لینے

کی توفیق عطا کرے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

۳۸

ولی اللہ کی نظر کا کمال

حضرت محمد بن عبد اللہ علوی ابن استاذ اعظم علیہ الرحمہ کے چچا زاد نے آپ کے لیے اپنے دل میں پانچ سو دینار کی نذر مانی پھر جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا وہ پانچ سو دینار جو آپ نے نذر مانی تھی وہ لاؤ اس نے عرض کیا میں نے کب نذر مانی تھی فرمایا جب تو کشتی میں تھا تو اس نے اقرار کرلیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۳۶)

۴۰

ولی اللہ کی نظر کا کمال

ایک شخص نے حضرت محمد بن عبد اللہ علوی قدس سرہٗ کے لیے ایک خاص مینڈھے کی نذر مانی اور جب حاضر ہوا تو اس مینڈھے کی جگہ دوسرا مینڈھا پیش کیا آپ نے قبول کرنے سے

انکار کر دیا اور فرمایا اس مینڈھے کی یہ یہ نشانی ہے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۳۶)

۴۰

ولی اللہ کی نظر کا کمال

ایک قافلہ حضرت خواجہ محمد بن موسیٰ نہاری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس قافلہ میں سے ایک شخص نے کپڑے ایک درخت کے نیچے رکھ دیئے اور حاضر ہو کر عرض گزار ہوا جناب میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے عنایت ہوں۔ آپ نے فرمایا کیوں جھوٹ بولتا ہے تیرے کپڑے تو فلاں درخت کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۳۶)

۴۱

ولی اللہ کا تصرّف

شیخ اسمٰعیل گردی فرماتے ہیں ہم حضرت محمد بن عمر بن ابو بکر قوام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک لشکری حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میرا خچر تھا اس پر پانچ ہزار درہم تھے وہ کہیں چلا گیا ہے تو لوگوں نے آپ کا پتہ بتایا ہے لہٰذا مہربانی کیجیے تو فرمایا

بیٹھ جا، مجھے میرے رب کی قسم اس خچر کو لے جانے والے پر سب راستے بند کر دیے گئے ہیں سوائے اس راستے کے اور وہ ابھی یہاں پہنچنے والا ہے اور جب وہ آئے گا میں اشارہ کروں گا تو تُو اپنے خچر کو مع اپنے مال کے قبضہ کر لینا۔

شیخ اسمٰعیل کردی فرماتے ہیں میرے ساتھ امراء کی جماعت تھی ہم نے کہا جب تک وہ خچر نہ آئے ہم بھی یہیں ٹھہرتے ہیں تاکہ دیکھیں کیا ہوتا ہے تھوڑی دیر گزری تو خچر چرانے والا بمع خچر آ گیا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے اشارہ کیا تو خچر کا مالک اور ہم اُٹھے اور دروازے پر خچر کو پایا تو خچر کے مالک نے بمع مال قبضہ میں لے لیا۔

(جامع کرامات اولیاء ۱۰۰/۲۱)

۴۲

ولی اللہ کی نظر کا کمال اور تصرّف

شیخ صالح شیخ اسمٰعیل بن سالم کُردی نے بیان کیا میرا ایک بکریوں کا ریوڑ تھا میں نے ایک چرواہا رکھا ہوا تھا وہ ہر روز چرانے کے لیے باہر لے جاتا اور شام کو واپس لے آتا ایک دن

کافی رات گزر گئی وہ چرواہا ریوڑ کو لے کر نہ آیا میں تلاش کے لیے گیا تو نہ ریوڑ ملا نہ کوئی خبر موصول ہوئی تو میں حضرت شیخ محمد بن عمر قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو آپ اپنے دروازے پر کھڑے ہیں۔

دیکھتے ہی فرمایا کیا بکریاں گم ہوگئیں میں نے عرض کیا جی حضور تو فرمایا اس ریوڑ (بکریوں) کو بارہ (۱۲) چوروں نے روکا ہوا ہے اور چرواہے کو باندھ رکھا ہے اور فلاں وادی میں ہیں۔ جا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کر دی ہے کہ وہ ان چوروں پر نیند مسلط کرے لہٰذا وہ سوئے ہوئے ہیں۔ جا کر بکریاں لے آ۔ وہ بکریاں سب کی سب بیٹھی ہوئی ہیں لیکن ایک بکری کھڑی ہے اور وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔

میں گیا تو وہی نقشہ تھا چور سارے کے سارے سو رہے ہیں چرواہا بندھا پڑا ہے بکریاں بیٹھی ہیں صرف ایک کھڑی ہے جو کہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی تو میں بکریوں کو ہانک کر گھر لے آیا۔

(جمال الاولیاء، ص ۱۱۶، جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۱۸)

۴۳

ولی اللہ کی نظر کا کمال

بے ادب کے ساتھ مصافحہ سے انکار

حضرت شیخ محمد بن عمر بن ابو بکر قوام رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں سے ایک یہ ہے کہ شہر کا ایک رئیس فوت ہو گیا۔ اس کے جنازہ میں روساء شہر بھی شریک ہوئے اور جب اس کو دفن کرنے لگے تو شہر کا حاکم قاضی اور خطیب ایک طرف بیٹھ گئے۔ قاضی اور شہر کے حاکم نے گفتگو شروع کی اور بولے کہ ولیوں کی کرامت کی کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن خطیب خاموش رہا کیونکہ وہ خوش عقیدہ اور صالح تھا پھر جب دفن سے فارغ ہوئے اور اٹھے تا کہ میت کے وارثوں سے تعزیت کریں بعد میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی خدمت میں سلام کی غرض سے حاضر ہوئے تو حضرت شیخ نے خطیب صاحب سے فرمایا میں تجھ سے سلام نہیں لیتا۔ خطیب صاحب نے عرض کیا حضور کیوں تو فرمایا تو نے اولیاء کرام کی غیبت سنی اور ولیوں کے مسلک کی تائید نہیں کی اس لیے میں سلام نہیں کرتا۔ پھر حضرت شیخ قدس سرہ حاکم اور قاضی سے مخاطب

ہوئے اور فرمایا تم دونوں ولیوں کی کرامتوں کا انکار کرتے ہو بتاؤ کہ تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے دونوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے یہ سن کر حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا تمہارے قدموں کے نیچے ایک غار ہے۔ اترنے کے لیے پانچ سیڑھیاں ہیں (پانچ درجے سیڑھی کے ہیں) اس غار میں خاوند بیوی مدفون ہیں اور وہ خاوند کھڑا مجھ سے گفتگو کر رہا ہے کہہ رہا ہے کہ آج سے ایک ہزار (۱۰۰۰) سال قبل میں ان شہروں کا بادشاہ تھا اور وہ اور اس کی بیوی علیحدہ علیحدہ تختوں پر لیٹے ہوئے ہیں۔ پھر حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا میں اور آپ لوگ یہیں ٹھہرتے ہیں جب تک حقیقتِ حال معلوم نہ کر لیں۔ پھر کدال وغیرہ منگوایا گیا اور جگہ کریدی گئی تو سب نے اپنی آنکھوں سے منظر دیکھا کہ جیسے حضرت شیخ نے فرمایا ویسے ہی نکلا۔

(جامع الاولیاء، ص ۱۱۷، جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۲۱۸)

فائدہ

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جو قاضی یا مولوی یا کوئی دیگر ولیوں کی کرامتوں کا انکار کرے یا ولیوں کیخلاف باتیں سن

کر خاموش رہے اسے سلام نہیں کرنا چاہیے۔

وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ.

۴۴

سیدنا غوث اعظم نے بچپن میں ہی فرشتے دیکھ لیے

محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کی حضور آپ کو اپنی ولایت کے بارے میں کب علم ہوا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا بچپن میں میری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے قریبی مکتب میں داخل کروادیا تھا، جب میں پڑھنے کے لیے حصول علم کے لیے گھر سے نکلتا تھا تو اپنے دائیں بائیں دیکھتا، مجھے اپنے اردگرد فرشتوں کی قطاریں نظر آتیں۔

گویا حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرشتوں کے جُھرمٹ میں مکتب روانہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نوری مخلوق کو ان کے استقبال کے لیے روانہ فرمادیتا۔

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ ومقام کو بھی سمجھئے، بچپن میں پانچ یا چھ سال کی عمر میں نگاہ کا کمال یہ ہے کہ اللہ کے فرشتے نظر آتے ہیں تو آپ کی اُس بزرگی کا کیا عالم ہوگا جس کی دھوم

اس عالمِ آب وگل میں مچی ہوئی ہے۔

حضور شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:

جب میں مکتب میں داخل ہوتا تو فرشتے میرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرماتے:

اِفْسَحُوا لِوَلِیِّ اللّٰہ۔

اللہ کے ولی کے لیے جگہ کو کشادہ کردو۔

(اخبار الاخیار، شاہ جیلاں، ص ۴۵)

۴۵

مرنے والے کی روح کو دیکھ لیا

چہار شنبہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۳۶ھ کا دن تمام کر کے شب پنج شنبہ کو نمازِ عشاء کے بعد ساڑھے نو پونے دس بجے میلاد شریف کا بیان شروع ہوا۔ اس سال حضور خواجہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ آپ نے سارا بیان کھڑے ہو کر پڑھا اور آپ جگہ بھی تبدیل فرماتے رہے غالباً رات بارہ (۱۲) بجے ہوں گے کہ آپ جنوبی منارے کے قریب صحنِ مسجد سے باہر احوال مبارک بیان فرمارہے تھے اور آپ کا مبارک چہرہ آسمان

کی طرف تھا کہ آپ ایک دم خاموش ہوگئے پھر آپ نے آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر فرمایا: ''دیکھو یہ کس کی روح جارہی ہے۔'' آپ نے یہ بات اتنی بلند آواز سے فرمائی کہ صدہا نفر نے سنی، سب متحیر تھے کہ آپ نے یہ کیا فرمایا۔ پندرہ بیس منٹ گزرے ہوں گے کہ ''آخوند جی'' کی وفات کی خبر پہنچی۔

(مقامات خیر،ص ۲۹۹)

۴۶

حضرت طاہر بندگی فرما رہے ہیں ہم ادھر ہیں

حضرت خواجہ ابو الخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز پڑھ کر عبدالعزیز وکیل کے مکان پر لاہور تشریف فرما تھے۔ زائرین سے صحن بھرا ہوا تھا آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا۔ آپ نے فرمایا: حضرت مجدد کے خلیفہ اور ان کے صاحبزادوں کے استاد حضرت مولانا طاہر بندگی کا مزار کہاں ہے؟ ڈاکٹر شوق محمد اور دوسرے افراد نے کہا مزنگ میں ہے زیادہ دور نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا حاضری دینی ہے، ایک شخص نے کہا، حضرت! اب مغرب کا وقت ہونے کو ہے، آپ نے آنکھیں کھول کر

فرمایا، نماز وہاں پڑھنی ہے اور پھر آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا: حضرت یاد فرما رہے ہیں، آپ پیادہ روانہ ہو گئے، ہم تینوں بھائی اور حافظ عبدالحکیم دلی والے، ڈاکٹر شوق محمد امرتسری اور بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو لیے۔ راستہ میں مخلصین نے کہا سواری آ رہی ہے، دو چار منٹ میں بگھی آئی آپ اور ہم تینوں بھائی اور حافظ عبدالحکیم اندر بیٹھے اور پٹھان کوچبان تھا، بگھی روانہ ہوئی، آپ کی آنکھیں بند تھیں اور اپنے احوال میں مستغرق تھے، شہر سے باہر بگھی جا رہی تھی سورج چھپ چکا تھا اندھیرا اچھیل رہا تھا اور آپ اپنے احوال میں مستغرق تھے۔ ایک چوراہا آیا کوچبان شمال کی طرف بگھی لے چلا آپ نے چلا کر فرمایا یہ کدھر لے جا رہے ہو، دیکھو دیکھو یہ حضرت کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں ہم ادھر ہیں صاحبزادے تم کدھر جا رہے ہو اور آپ نے مغرب کی طرف اشارہ فرمایا، حافظ عبدالحکیم نے گھبرا کر کوچبان سے کہا کہاں جا رہے ہو اس نے کہا میں ٹھیک جا رہا ہوں۔ آپ خاموش بیٹھ گئے تقریباً ایک فرلانگ بگھی گئی اور پھر کوچبان نے بگھی روکی اور اس نے کہا میں ادھر غلط آ گیا

اور بگھی موڑ کر اس چوراہے پر آ گیا جہاں آپ نے فرمایا تھا۔ ''ہم ادھر ہیں صاحبزادے تم کدھر جارہے ہو''۔ جب بگھی چوراہے پر پہنچی آپ کے چہرۂ انور پر بشاشت کے آثار ظاہر ہوئے اتنے میں ڈاکٹر شوق محمد وغیرہ کی سواریاں بھی آ گئیں آپ نے ان سے فرمایا دیکھو یہ ہمیں غلط راستہ پر لے گیا اور حضرت کھڑے فرما رہے تھے ''ہم ادھر ہیں صاحبزادے تم کدھر جارہے ہو''۔ پھر آپ نے پہلے مسجد شریف میں مغرب کی نماز پڑھی اس کے بعد مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ نے بلند آواز سے سورہ ملک تلاوت فرمائی اور بڑی نیازمندی سے تربت مبارکہ کو ہاتھ سے مسح کیا اور اپنے سر اور منہ پر ہاتھ کو پھیرا۔ اس وقت آپ پوری طرح مخمور تھے، چشمانِ مبارک سرخ ہو رہی تھیں کافی دیر آپ پر یہ کیفیت طاری رہی۔

(مقامات خیر صفحہ ۳۰۹)

۱۷۴

مرنے والے کی روح کو دیکھ لیا

مُلّا کمال حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بیٹھے

تھے آپ نے فرمایا دیکھو کیسی اچھی خوشبو آرہی ہے کیا اچھی روح ہے چلو اس کی زیارت کرو۔ چنانچہ ملا کمال اور دوسرے حاضرین باہر نکلے ایک جنازہ آرہا تھا اوران لوگوں نے کندھا دیا۔ (مقامات خیر صفحہ ۴۸۴)

۴۸

خواجہ محبوب الٰہی یہاں ہیں

حضرت ابو الخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے سال بھی حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر تشریف لے گئے اور وہ بھی عرس شریف کی رات کو، اس مرتبہ رامپور کے مولوی سردار احمد وکیل مجددی بھی ساتھ تھے۔ غالباً رات کے دس بجے آپ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ آپ نے حسب معمول سلام مسنون برائے اموات پیش کیا اور پھر آپ عندالقبر دوزانو باادب بیٹھے تاکہ سورہ یٰسین یا سورہ ملک کی تلاوت فرمائیں لیکن آپ نے تلاوت شروع نہیں کی گھبرا کر اُٹھے اور فرمایا، چلو بچو، چلو بچو! اور بگھی میں بیٹھ کر گھر کو روانہ ہوئے۔

آپ نہایت رنجیدہ نظر آرہے تھے اور بالکل خاموش

تھے۔ البتہ آپ نے مولوی سردار احمد کا نام لے کر یہ بات بگھی میں بیٹھتے وقت فرمائی تھی کیا بات ہے آج حضرت کا مزار فیوض و برکات سے ہم کو خالی نظر آتا ہے، ہم سے تو کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا ہے۔ جب آپ کی بگھی پرانے قلعے کے پاس مٹکے شاہ کے مزار کے پاس پہنچی تو آپ ایک دم بلند آواز سے بولے، دیکھو، دیکھو حضرت یہاں کھڑے ہیں اور فرمارہے ہیں تم ہمارے مزار پر گئے اور لوگوں کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے ہم یہاں آگئے ہیں۔

آپ نے جس وقت ''یہاں کھڑے ہیں'' فرمایا سڑک کی جہت غرب کی طرف اشارہ فرمایا اور جس وقت آپ نے یہ بات فرمائی آپ کا چہرہ مسرت سے چمکنے لگا اور نسبت شریفہ کا اثر سب نے محسوس کیا۔

۴۹

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا

ولی پروردگار غلام اکبر ولد محمد ایاز صاحب نسبت اور صاحب کشف تھے اولیاء اللہ کے مزارات شریفہ پر حاضر ہوتے

تھے اور ان سے ہم کلام ہوتے تھے۔ حضور شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کو اولیاء اللہ کے مزارات پر بھیجا کرتے تھے۔

چنانچہ آپ نے ان کو ۱۳۴۰ھ میں حضرت قلندر صاحب (شرف الدین بو علی رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار پر پانی پت بھیجا تو وہ حضرت کا یہ پیغام لائے، ''خود نہیں آتے اور خادموں کو بھیج دیتے ہیں''۔ یہ سن کر آپ پانی پت تین دن کے واسطے تشریف لے گئے اور حضرت سے مستفید ہوئے۔ (مقامات خیر، ص ۴۲۰)

۵۰

یہ ہدیہ کم ہے

شرف الدین ولد ملا خداداد قوم مہمند ساکن کٹواز حضور خواجہ شاہ ابو الخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص صادق تھے۔ تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب بنگال سے تجارت کر کے آئے تو کچھ ہدیہ پیش کیا، غالباً پانچ (۵) روپے ہدیہ تھا۔ ان کے ساتھ جو رفقاء تھے انہوں نے بھی ہدیہ دیا۔ حاجی ملا احمد خان نے ایک کاغذ پر ان سب کے نام اور ہدیہ کی مقدار لکھی اور اس عاجز

(مؤلف کتاب شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کو دیا۔ یہ عاجز پرچہ کو آپ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے پرچہ دیکھ کر فرمایا: شرف الدین سے جا کر کہو تم نے ہدیہ میں کمی کیوں کی۔ عاجز نے ان سے یہ بات کہی وہ سن کر مسکرائے اور دو یا تین روپے نکال کر اور دیئے جب اس عاجز نے وہ رقم پیش کی آپ نے فرمایا: دیکھو زید! اب ٹھیک ہے۔

جب یہ عاجز باہر آیا تو حاجی ملا احمد خان اور دوسرے برادرانِ طریقت شرف الدین سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کہا میں جب بنگال جا رہا تھا یہ نیت کی مجھ کو جتنا فائدہ ہوگا اس میں سے فی صد ایک روپیہ آپ کو دوں گا میں نے دو یا تین روپے کم دیئے تھے۔ اس پر آپ نے مجھ سے دریافت کیا۔ میری نیت بجز پروردگار کے کسی کو معلوم نہ تھی۔ ان کی بات سن کر عاجز نے ان سے کہا کہ بقیہ رقم لے کر آپ نے فرمایا دیکھو زید! اب ٹھیک ہے۔

(مقامات خیر، ص ۲۸۱)

۵۱

ہمارا بیٹا شہادت حاصل کرے گا

حضرت شیخ شمس الدین الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے زاہد اور وصف ورع سے متصف تھے۔ امر بالمعروف پر سختی سے کار بند تھے۔ جب آپ مصر کے بازار سے گزرتے لوگ دیوانہ وار آپ کے دیدار کے لیے اُمڈ آتے تھے اور جو آپ کے لباس مبارک کو ہاتھ نہ لگا سکتا وہ دور سے اپنا کپڑا آپ کی طرف کرتا اور پھر اسے اپنے چہرے پر حصول برکت کے لیے لگا لیا کرتا تھا۔

ایک دن آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا ہمارا بیٹا حمزہ شہادت سے سرفراز ہوگا، توپ کا گولہ آئے گا اور اس کے سر کو اُڑا دے گا۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے کی شہادت ایسے ہی ہوئی اور آپ نے اپنے دوسرے بیٹے ''شیخ ستری'' کے بارے میں ارشاد فرمایا یہ لمبی عمر پائے گا۔ زندگی مردِ صالح بن کر گزارے گا اور اسی میں اس کا انتقال ہوگا۔ ایک دن آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا اب میں سونے لگا ہوں اور اسی نیند میں میرا انتقال ہو جائے گا۔ آپ کی والدہ رحمہا اللہ نے پوچھا

آپ کو کس نے بتایا ہے اس پر آپ نے ارشاد فرمایا مجھے حضرت خضر علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ تمہارا انتقال اسی نیند میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(طبقات شعرانی، ۲/ ۱۸۲)

۵۲

میرا بھائی حج کے دوران آج فوت ہوگیا ہے

حضرت شیخ ناصر الدین النحاس (متوفی ۹۴۵ ھ) اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور آپ کے بھائی حج بیت اللہ کے لیے گئے ہوئے تھے ایک دن آپ نے فرمایا، میرے بھائی افضل الدین کا آج انتقال ہوگیا ہے اور انہیں کل دفن کیا جائے گا۔ جب حجاج کرام حج سے واپس آئے تو انہوں نے کہا حضرت شیخ کے بھائی میدانِ بدر سے ایک مرحلہ پہلے انتقال فرما گئے تھے۔ ہم نے ان کے جسدِ خاکی کو اُٹھایا اور دوسرے دن شہداء بدر کے پہلو میں دفن کر دیا۔

(طبقات الکبریٰ از شعرانی، ۲/ ۱۸۰)

۵۳

میں بدر میں مدفون ہونگا

حضرت شیخ ابو الفضل الاحمدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۲ھ) کثیر العبادات تھے اور آپ نے کئی حج ادا کیے تھے۔ جب آپ حج کے لیے روانہ ہونے لگے تو امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اس حالت میں آپ سفر پر روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرے جسم کو میدانِ بدر کی خاک لگی ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ آپ سفرِ حج پر روانہ ہوئے بدر سے کچھ پہلے آپ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو شہداء بدر کے قریب دفن کر دیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ ج۲، ص۱۷۴)

۵۴

''میری قبر یہاں ہے'' آواز دے کر بتا دیا

موصوف شیخ ابو الفضل الاحمدی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے مراسم تھے۔ حضرت شیخ ابو الفضل الاحمدی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۴۲ھ میں ہوا۔ حضرت امام شعرانی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ۹۴۷ھ میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوا تو میں میدان بدر پہنچا وہاں میں نے حضرت شیخ ابو الفضل الاحمدی رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دے کر کہا میں اللہ کی قسم دے کر آپ کو کہتا ہوں کہ مجھے اپنی قبر کے بارے میں بتائیے کہ کونسی قبر ہے تو اچانک ایک قبر سے آواز آئی میں یہاں ہوں تو میں نے اس آواز سے آپ کی قبر معلوم کر لی۔

(الطبقات الکبریٰ، ۲/ ۱۴۷)

۵۵

آج ہندوستان میں فلاں فوت ہو گیا ہے فلاں فلاں ملک میں

حضرت شیخ علی الادیب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۳ھ) پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم تھا آپ کی مشہور کرامت تھی کہ دورانِ سفر اگر راستہ میں دریا حائل ہو جاتا تو آپ سطحِ آب پر گزر جاتے اور دریا سے پار چلے جاتے۔ اگر آپ کا کوئی تعلق والا کسی علاقہ میں انتقال کر جاتا تو آپ حاضرین سے برملا فرما دیا کرتے تھے، ''فلاں ہندوستان میں انتقال کر گیا ہے''۔ ''فلاں شام میں

انتقال کر گیا ہے'' ۔ فلاں حجازِ مقدس میں انتقال کر گیا ہے۔''

کچھ مدت کے بعد جیسے آپ نے فرمایا ہوتا ویسے ہی خبر پہنچ جاتی۔

(الطبقات الکبریٰ ۲/ ۱۳۶، از شعرانی)

۵٦

اس جگہ سے بادشاہ مصر میں داخل ہوگا

الشیخ عمر المجذوب کثیر المکاشفات تھے۔ ایک دن آپ تشریف فرما تھے آپ سے پوچھا گیا کیا سلطان ابن عثمان مصر میں داخل ہو سکے گا؟ آپ نے جواباً ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اس جگہ سے گزرے گا اور یہاں اس کے گھوڑوں کے قدموں کے نشانات ہونگے۔ راوی کہتے ہیں ہم نے اس جگہ کو خوب ذہن نشین کر لیا۔ جس روز سلطان سلیم مصر میں داخل ہوا تو جس جس جگہ نشاندہی شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھی بالکل وہیں اس کے گھوڑے کے قدم پڑ رہے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ ۲/ ۱۸۶، از شعرانی)

۵۷

ولی اللہ مستقبل کی خبریں دے دیتے

الشیخ شعبان رحمۃ اللہ علیہ سرزمینِ مصر میں جلوہ افروز تھے اور آپ مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر دیا کرتے تھے۔ شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شعبان رحمۃ اللہ علیہ ہلال کو دیکھ کر بتادیا کرتے تھے کہ کیا کیا ہونے والا ہے۔

حضرت شیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایک عورت میرے پاس ''ریف'' سے آئی اور وہ اپنی بیٹی کا نکاح فسخ کروانا چاہتی تھی۔ اس عورت نے رات وہیں قیام کیا لیکن مجھے اس کے قیام کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز کے وقت ایک آدمی کو میرے پاس بھیجا اور فرمایا علی الخواص کو کہہ دو، دو حلال سروں کے درمیان جدائی نہ ڈالنا۔ آپ فرماتے ہیں حضرت کے اس ارشادِ گرامی سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس عورت کی لڑکی کا خاوند زندہ ہے اور بہت جلد واپس آجائے گا۔ میں نے اس عورت سے کہا خاطر جمع رکھو عنقریب تمہاری بیٹی کا خاوند زندہ اور صحیح وسالم واپس آجائے گا۔ چنانچہ

چند دن کے بعد اس عورت کی بیٹی کا خاوند صحیح و سالم واپس وطن پہنچ گیا۔ (الطبقات الکبریٰ ۲/۱۸۵)

۵۸

روزانہ ۴۰ ہزار درود پاک پڑھنے والے

عابدِ شب زندہ دار حضرت احمد کعکی رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ متقی اور پرہیز گار تھے اور آپ کا معمول تھا کہ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں درود شریف کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دیا کرتا تھا۔ میرے گھر جو کچھ ہوتا حضرت اس کی خبر مجھے دے دیا کرتے تھے اور میرے دل میں جو بھی خیال آتا حضرت اس سے بھی آگاہ فرمادیا کرتے تھے۔

۵۹

بیٹا بیمار ہوا تو خواجہ الشربینی نے ملک الموت سے فرمایا واپس جاؤ

حضرت شیخ محمد الشربینی رحمۃ اللہ علیہ کثیر المکاشفات بزرگ

تھے اور آپ دنیا کے ہر علاقے کے بارے میں تفصیلی گفتگو فرماتے جسے سن کر معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے اس علاقہ میں کافی وقت گزارا ہے حالانکہ آپ ان علاقوں تک کبھی گئے ہی نہیں تھے۔ آپ کا بیٹا احمد بیمار ہوا، بیماری نے شدت اختیار کرلی اور نہایت کمزور ہوگیا اس پر نزع کا وقت شروع ہوگیا، ملک الموت اس کی جان نکالنے کے لیے حاضر ہوگئے۔ حضرت شیخ محمد شربنی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پاک نے بھی ملک الموت (علیہ السلام) کو دیکھ لیا اور انہیں مخاطب کرکے فرمایا: ''اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ میرے بیٹے کی موت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔'' آپ کا بیٹا ان الفاظِ مبارکہ کے فوراً بعد تندرست ہو کر اُٹھ بیٹھا اور اس واقعہ کے تیس (۳۰) سال بعد تک زندہ رہا۔

(الطبقات الکبریٰ از شعرانی،۲/۱۳۵)

٦٠

ہر شخص کو اس کی چاہت کے مطابق دیتے

حضور داتا گنج بخش حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں میں درویشوں کے ہمراہ ابن علا کی زیارت کے لیے جا رہا تھا وہ

ایک گاؤں ''رملہ'' نامی میں مقیم تھے۔ ہم نے راستہ میں یہ فیصلہ کیا کہ ہر شخص دل میں کوئی بات سوچ کر جائے دیکھتے ہیں پیر صاحب ہمارے باطن کی کیفیت سمجھتے ہیں یا نہیں۔ میں نے سوچا مجھے آپ سے حسین بن منصور کی مناجات اور اشعار ملنے کی امید رکھنی چاہیے، دوسرے نے کہا میں تلی کے مرض میں مبتلا ہوں مجھے شفا حاصل ہو جائے، تیسرے نے کہا مجھے حلوہ صابونی (برفی) چاہیے۔ جب ہم لوگ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ کے حکم سے حسین بن منصور کے اشعار اور مناجات لکھی پڑی تھیں وہ میرے سامنے رکھ دی گئیں، دوسرے درویش کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اس کی تلی کی تکلیف دور ہو گئی، تیسرے سے فرمایا صابونی حلوہ (برفی) بادشاہوں کے درباروں کی غذا ہے مگر تم نے لباس اولیاء اوڑھ رکھا ہے یہ لباس شاہی نوکروں اور دنیا داروں کے مطالبات پر راس نہیں۔ دو میں سے ایک چیز اختیار کرو۔

(کشف المحجوب، ص ۳۴۷)

٦١

یا اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا، مجھے اس جیسا کرنا

ایک خاتون اپنے بچے کو گود میں لے کر بیٹھی ہوئی تھی ایک خوش پوش خوبرو جوان گھوڑے پر سوار پاس سے گزرا خاتون نے کہا یا اللہ میرے اس بچے کو ایسا جوان کر دینا، بچہ فوراً بول اُٹھا اے اللہ مجھے ایسا نہ بنانا، تھوڑی دیر کے بعد ایک بدنام عورت پاس سے گزری اس خاتون نے کہا اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ بنانا، بچہ پھر بول اُٹھا اے اللہ! مجھے اس عورت جیسا بنا دینا، خاتون کو سخت تعجب ہوا، اس نے پوچھا بیٹا یہ کیا کہہ رہے ہو، بچے نے جواباً کہا یہ جوان رعنا ظالم ہے اور یہ عورت صالحہ ہے لوگ اسے برا کہتے ہیں اور اسے نہیں جانتے۔ میں ظالموں میں شمار ہونا نہیں چاہتا مجھے صالحین میں شامل ہونے کی تمنا ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۳۲۷)

۶۲

جس کو چاہیں اپنے کسی دوست کے سپرد کر دیتے ہیں

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن میں حضرت خواجہ ابو الفضل محمد الحسین الختلی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کرا رہا تھا، میرے دل میں خیال گزرا جب ہر کام حسب تقدیر صورت پذیر ہوتا ہے تو آزاد لوگ کیوں کرامت کی امید پر پیروں کے غلام بنے رہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا عزیز من! میں تیرے دل کی کیفیت سمجھ رہا ہوں، تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ہر چیز کے لیے سبب درکار ہے۔ جب حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ کسی صاحب زادہ کو تخت و تاج سے سرفراز کریں تو اسے توبہ کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور اپنے کسی دوست کی خدمت اس کے سپرد کرتے ہیں تاکہ یہ خدمت حصولِ کرامت کا سبب بن جائے۔ (کشف المحجوب، ص ۲۴۸)

۶۳

سرکاری فرمان ہوا تو خواجہ جنید نے وعظ کہنا شروع کیا

مشہور ہے کہ حضرت خواجہ سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں لوگوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ وعظ کہیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور فرمایا جب تک میرے شیخ طریقت موجود ہیں میں نہیں کلام کر سکتا۔ ایک رات آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنید! لوگوں کو اپنا کلام سناؤ اللہ نے تمہارے کلام کو خلق کے لیے ذریعۂ نجات بنایا ہے۔'' بیدار ہوئے تو دل میں خیال آیا شاید اب میرا مقام شیخ طریقت سے بلند تر ہو گیا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا ہے۔ صبح ہوئی حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کو بھیجا اور حکم دیا کہ جنید نماز سے فارغ ہوں تو ان سے کہنا مُریدوں کے کہنے پر وعظ شروع نہ کیا، مشائخ بغداد کی سفارش بھی رد کر دی، میں نے پیغام دیا مگر راضی نہ ہوئے۔ اب

تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجالاؤ۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں کھل گئیں اور معلوم ہو گیا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے احوال ظاہر و باطن سے کماحقہ واقف ہیں اور ان کا درجہ بلند تر ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۲۰۷)

۹۴

دو بھائیوں کا واقعہ

تمہارا باپ فجر کے لیے وضو کرتا ہو گا

حضرت محمد بن کبیر حکمی عواجہ میں قیام پذیر تھے اور بلادِ عُرض سے دو بھائی عواجہ آکر ٹھہرے تو ان دونوں نے حضرت شیخ محمد بن کبیر کی کرامات سنیں لیکن وہ ان کرامات کو مانتے نہ تھے۔ اچانک ان دونوں بھائیوں کو خبر پہنچی کہ تمہارا باپ بیمار ہے یہ سن کر انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا تمہارے پہنچنے تک تمہارا باپ تندرست ہو چکا ہو گا اور تم اپنے گھر رات کے پچھلے حصے میں پہنچو گے اور جب تم اپنے باپ کے پاس پہنچو گے تو وہ فجر کی نماز کے لیے وضو کر رہا ہو گا اور اس نے ابھی ایک

پاؤں دھویا ہوگا کہ تم حاضر ہو جاؤ گے وہ دونوں اجازت کے بعد چل دیئے تو جب اپنے گھر پہنچے وہ رات کا آخری حصہ تھا اور ان کا باپ تندرست ہو کر نماز فجر کے لیے وضو کر رہا تھا اور اس نے ایک پاؤں دھولیا تھا کہ دونوں حاضر ہو گئے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۱۹۷)

۶۵

اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے جو کہ فلاں اس کو ذبح کرے گا

سیدنا جاگیر کردی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے کہ کچھ گائیں آپ کے پاس سے گزریں آپ نے دیکھ کر ایک کے متعلق فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ رنگ کا بچھڑا ہے اور وہ بچھڑا فلاں دن پیدا ہوگا اور یہ بچھڑا ہمارے لیے نذر کیا جائے گا اور اس بچھڑے کو فلاں شخص ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اُس کا گوشت کھائے گا تو جیسے آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۲/۳۰۰)

٦٦

جب کوئی مصیبت آئے ہمیں یاد کرنا

حضرت جاگیر کردی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں بحر ہند میں بذریعہ جہاز تجارت کے لیے جانا چاہتا ہوں آپ نے اجازت دی اور ساتھ ہی فرمادیا کہ

اِذَا وَقَعْتَ فِیْ شِدَّۃٍ فَنَادِ بِاسْمِیْ.

کہ جب کبھی کوئی پریشانی اور مصیبت آئے ہمیں یاد کرنا وہ شخص روانہ ہوگیا اس کے جانے کے چھ ماہ بعد اچانک حضرت شیخ جاگیر کردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر پڑھا:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ. (الزخرف:۴۳)

پھر دائیں بائیں چند قدم چلے پھر بیٹھ گئے۔ حاضرین نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا فلاں شخص جو اجازت لے کر بحری راستے تجارت کے لیے گیا تھا وہ غرق ہونے والا تھا مگر اسے اللہ تعالیٰ نے بچالیا ہے۔ حاضرین نے وہ تاریخ اور وقت لکھ لیا پھر سات ماہ بعد وہ تاجر حاضر ہوا اور آپ کے قدموں پر گر کر قدم بوس ہوا

اور بولا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو چکے ہوتے۔ زاں بعد حاضرین نے اس کو علیحدگی میں پوچھا یہ واقعہ کیا ہے تو اس نے بتایا کہ ہم بحری جہاز پر سوار ہو کر چین کو جا رہے تھے کہ ہمارا جہاز طوفان میں پھنس گیا حتیٰ کہ ہمیں ہلاکت کا گمان ہو گیا کیونکہ شمالی ہوا نے شدت اختیار کی اور بڑی بڑی موجیں نمودار ہوئیں اور جب ہمیں ڈوبنے کا گمان ہوا تو ہم نے شیخ جاگیر کردی کا وہ قول مبارک یاد کیا کہ جب کوئی مصیبت آئے ہمیں یاد کرنا تو میں نے عراق کی طرف منہ کر کے ندا دی اے شیخ کردی ہمیں بچائیں تو ابھی میں نے اپنا کلام پورا بھی نہ کیا تھا کہ ہم نے حضرت شیخ کردی کو جہاز کے قریب دیکھا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک شمال کی طرف پھیلایا تو ہوا تھم گئی پھر آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر پڑھا:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ. (الزخرف:۱۳)

اور آپ دائیں بائیں چند قدم چلے تو سمندر کا تلاطم تھم گیا پھر آپ نے جنوب کی طرف ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا تو ایک پاکیزہ ہوا چلی جس نے ہمیں سلامتی کی راہ پر لگا دیا۔

اور پھر ہم نے دیکھا کہ حضرت شیخ جاگیر گردی پانی پر چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے اور ہم سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ۲/۲۰)

تنبیہ

اس کی تائید حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اور حافظ ضامن علی صاحب کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ مذکورہ واقعہ اسی کتاب کے صفحہ (۲۹۲) پر درج ہو چکا ہے۔ پڑھیں اور اپنا نظریہ درست کر لیں۔

٦٧

مسجد کا خطیب رافضی ہے اس لیے میں جمعہ علیحدہ پڑھتا ہوں

''قلی خاں ازبک'' بلخ کا حکمران تھا وہ حضرت خواجہ نظام الدین بلخی تھانسیری رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا تو آپ کے بڑھتے اقتدار پر خود غرض ملانوں کو رشک ہوا۔ انہوں نے آپ کے برخلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ آپ

یعنی (حضرت خواجہ نظام الدین بلخی تھانسیری عِشِیْه) جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد میں حاضر نہیں ہوتے اور اپنی خانقاہ میں علیحدہ جمعہ قائم کر کے تفریق بین المسلمین کا سبب بن رہے ہیں۔ اس پروپیگنڈے سے بادشاہ بھی متاثر ہوا اور اس نے حضرت خواجہ سے حاضریِ جامع مسجد کی فرمائش کی۔ حضرت خواجہ عِشِیْه نے فرمایا جامع مسجد کا امام رافضی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس الزام سے شہر میں عام ہیجان ہو گیا۔ ہزاروں آدمیوں نے عہد کر لیا کہ حضرت خواجہ اور بادشاہ دونوں کو نذرِ شمشیر کر دینا چاہیے بلوائیوں کا ہجوم شاہی محلات کی طرف روانہ ہو گیا، بادشاہ اس اچانک ہنگامے سے گھبرا کر حضرت شیخ نظام الدین تھانسیری کی خانقاہ میں بھاگ کر پہنچ گیا اور حضرت خواجہ سے التجا کی کہ ہنگامہ فرو کرنے کی صورت پیدا کریں۔

حضرت خواجہ نے بادشاہ سے فرمایا تسلی رکھو ابھی ہنگامہ فرو ہو جائے گا۔ بادشاہ ابھی خواجہ کی خانقاہ میں ہی تھا کہ تقریباً دس ہزار بلوائیوں کے ہجوم نے خانقاہ کا محاصرہ کر لیا۔

جامع مسجد کا امام تلوار سونت کر حضرت خواجہ کے سامنے

آیا اور نہایت سختی سے کہا تو ہی کہتا ہے کہ جامع مسجد کا امام رافضی ہے۔ اب اس بہتان کی سزا چکھ۔

اس پر حضرت خواجہ نے فرمایا بے شک تو رافضی ہے اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اس امام کے موزے نکلواؤ اور دیکھو کہ ان میں اس امام نے کیا رکھا ہوا ہے۔

بادشاہ اُٹھا امام کے موزے اُتروائے دیکھا تو کاغذ کے دو ٹکڑے رکھے ہوئے تھے جن پر سیدنا صدیق اکبر خلیفۂ اوّل و سیدنا فاروقِ اعظم خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہما کے اسماء گرامی درج ہیں۔

برافروختہ ہجوم نے جب جامع مسجد کے امام کی یہ خباثت دیکھی تو حضرت خواجہ کی بجائے اس امام کو قتل کر دیا۔ اس سے بادشاہ کی عقیدت اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے عروج میں اور اضافہ ہو گیا۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۳۶۶)

٦٨

شیخ جام نے فرمایا میرے بعد سترہ (۱۷) میرے ہم نام ہوں گے

حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ نے فرمایا میرے بعد سترہ (۱۷) مرد میرے ہم نام دنیا میں آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا، سترھواں (۱۷) ۱۰۰۰ھ میں ظاہر ہوگا وہ ان سب سے افضل ہوگا۔

یہ تحریر کر کے حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَاَجْمَعَ الْجَمُّ الْغَفِیْرُ مِنْ اَھْلِ الْکَشْفِ اَنَّ الْمُرَادَ بِہِ الشَّیْخُ اَحْمَدُ الْفَارُوْقِی السَّرْھِنْدِی النَّقْشْبَنْدِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ.

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۵۳۳)

یعنی اہل کشف کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس سترھویں (۱۷) بزرگ سے مراد حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَفِضْ عَلَیْنَا مِنْ فُیُوْضَاتِھِمْ وَبَرَکَاتِھِمْ.

۶۹

یہ نذرانہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔

حضرت خواجہ زید بن علی شادری یمنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کوئی بھی نذرانہ پیش کرتا تو آپ ان میں حلال وحرام کو الگ الگ کر دیتے۔ (جامع کرامات اولیا، ۲/۸۴)

حَتّٰی مُیِّزَ لَهُ الْحَلَالُ مِنْهَا مِنَ الْحَرَامِ حَتّٰی یَعْتَرِفُ صَاحِبُهَا بِذٰلِكَ.

۷۰

ملتان سے دیکھ لیا کہ بغداد میں فلاں فوت ہو گیا ہے

حضرت غوث بہاؤ الحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ بیٹھے تھے یکدم کھڑے ہو گئے اور بار بار اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن. پڑھ کر زار زار رونا شروع کر دیا۔ کسی نے عرض کیا حضور کیا ہوا تو فرمایا اُٹھ کر دیکھ دیکھا تو بغداد شریف نظر آ گیا اور دیکھا کہ حضرت شیخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ لوگ پڑھ رہے ہیں۔

(تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۲۲۸)

۷۱

پیاسے قافلے کو پانی پلا کر آ گئے

بغداد شریف سے ایک قافلہ روانہ ہوا کہ ملتان شریف حاضری دیں وہ قافلہ راستہ بھول گیا اور وہ بے آب و گیاہ صحرا میں پھنس گیا حتیٰ کہ پانچ دن تک انہیں پانی نہ ملا اور پیاس کی وجہ سے نڈھال ہو گئے، یہاں تک کہ موت کے کنارے پہنچ گئے تو اس قافلہ والوں نے شیخ الاسلام غوث بہاؤ الحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے کر پکارا۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درویش نمودار ہوا اور اس نے سب کو پانی پلایا اور غائب ہو گئے اور اس قافلہ والوں نے اس سے پہلے کبھی حضرت خواجہ غوث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا نہ تھا اور چلتے چلتے جب ملتان پہنچے اور زیارت سے مشرف ہوئے تو معلوم ہوا کہ جس درویش نے صحرا میں پانی پلایا تھا وہی شیخ الاسلام غوث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، بے اختیار ٹوپیاں اُتار کر حضور کے قدموں میں ڈال دیں۔

(تذکرہ خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ، ص ۲۵۵)

۷۲

میں جنتیوں اور دوزخیوں کو جانتا ہوں

حضرت خواجہ محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے خدا تعالیٰ کی قسم میں ان لوگوں میں سے اہل یمین یعنی (جنتیوں) اور اہل شمال یعنی دوزخیوں کو پہچانتا ہوں اور اگر میں ان کا نام بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں مگر ہم لوگوں کو اس کی اجازت نہیں۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۱۳، جمال الاولیاء، ص ۱۱۴)

۷۳

ولی اللہ کی کرامت سے معراج جسمانی ثابت ہو گیا

حضرت مولانا قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیاح لامکان میں واقعہ لکھا کہ سیالکوٹ میں ایک سید بزرگ مست مجذوب تھے جن کا نام سید فضل حسین شاہ تھا ان کا نام لوگوں نے بگاڑ کر سائیں پھلا رکھ دیا۔ وہاں سیالکوٹ میں ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی پر مناظرہ منعقد ہوا ایک

طرف مسلمان تھے تو دوسری طرف عیسائی تھے جو کہ نبی کریم ﷺ کے جسمانی معراج کے منکر تھے۔ مسلمانوں نے مناظرہ کے لیے ایک عالم دین کو بلایا اور عیسائیوں نے مناظرہ کے لیے ایک پادری کو بلا لیا۔ چوک میں مناظرہ ہو رہا تھا حضرت سید فضل حسین شاہ صاحب بھی وہاں پہنچ گئے اور لوگوں سے پوچھا یہ کیسا شور ہے کیا کوئی تماشہ ہو رہا ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں حضرت یہ ایک دینی مسئلہ پر مناظرہ ہو رہا ہے آپ نے پوچھا کس مسئلہ پر مناظرہ ہو رہا ہے لوگوں نے کہا آپ اپنا کام کریں یہ علمی مسئلہ ہے۔ حضرت سید صاحب (سائیں پھلا) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے بتا دو تو کیا حرج ہے آخر تم بھی تو سن رہے ہو اس پر کسی نے عرض کیا شاہ صاحب یہ مسئلہ جسمانی معراج پر مناظرہ ہو رہا ہے۔ آپ نے جب یہ سنا کہ پادری کہہ رہا ہے کہ انسان اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر اوپر چلا جائے یہ ممکن نہیں ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ آسمان بھی کثیف ہے اور انسانی جسم بھی کثیف ہے۔ کثیف سے کثیف پار نہیں جا سکتا۔ یہ سن کر حضرت سید فضل حسین شاہ صاحب عرف سائیں پھلا کو غیرت ایمانی کا جوش آ گیا

آگے بڑھے اور فرمایا پادری صاحب آپ کہہ رہے ہیں کہ مادی اور کثیف جسم کثیف جسم سے پار نہیں جا سکتا بتائیے یہ سامنے دیوار کاہے کی ہے۔ اس نے کہا یہ پتھر کی دیوار ہے۔ آپ نے پوچھا یہ بتاؤ کہ اس پتھر کی دیوار سے کوئی انسان پار جا سکتا ہے جبکہ دیوار نہ ٹوٹے نہ پھٹے؟ پادری نے کہا نہیں جا سکتا (کیونکہ یہ بھی عنصری ٹھوس وجود اور جسم بھی عنصری اور ٹھوس وجود ہے) اس لیے یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان بغیر کھڑکی یا دروازہ کے پار جا سکے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا اگر کوئی انسان پار چلا جائے تو پھر پادری نے کہا پھر دیکھ لیں گے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا دیکھو اور حضرت شاہ صاحب اپنے پارچات اور جسم عنصری سمیت دیوار سے پار چلے گئے یوں ہی کبھی آر کبھی پار کئی بار ایسا ہی کیا اور ہزاروں کا مجمع دیکھ رہا تھا۔ مجمع عش عش کر اٹھا پھر فرمایا ارے پادری میں تو ان کے غلاموں کے غلاموں کا غلام ہوں جس ذات کے معراج جسمانی کا انکار کر رہے ہو۔

(سیاح لامکان، ص ۱۸۶، مصنفہ حضرت مولانا قلندر علی صاحب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ مذکورہ واقعہ فقیر نے متعدد بار احباب کے سامنے کیا۔

ایک دن عزیزم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب ساکن گلبرگ اے فیصل آباد مجھے اپنے گھر لے گئے وہاں ان کے والد ماجد الحاج چوہدری خدا بخش مرحوم سے ملاقات ہوئی تو چوہدری صاحب نے بتایا میں ہوشیار پور سے سیالکوٹ پٹوار کی ٹریننگ کے لیے آیا وہاں پر نبی کریم کے جسمانی معراج کے متعلق مناظرہ ہوا میں اس مجمع میں موجود تھا کہ حضرت فضل شاہ صاحب کلمہ شریف کا ورد کرتے ہوئے کبھی دیوار سے اس پار کبھی اس پار گزرتے رہے اور سات بار اس دیوار سے گزر گئے۔

یہ واقعہ جب فقیر نے چوہدری صاحب موصوف سے سنا تو فرحت کی ایک لہر دوڑ گئی کیونکہ اس واقعہ کو نا معلوم کتنے سال گزر گئے ہیں اگر میں اس کی تصدیق کے لیے ہزاروں روپے خرچ کرتا تو شاید کوئی بھی چشم دید گواہ نہ ملتا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ گھر سے ہی یعنی اپنے ہی محلّہ میں چشم دید گواہ موجود ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ابو سعید غفرلہٗ

۷۴

بے ادبی کرنے والا کتوں کی طرح بھونکتا مر گیا

سیدنا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ عنہ کی مزار (قبر مبارک) پر ایک شخص نے پاخانہ کر دیا تو وہ شخص دیوانہ ہو گیا اور کتوں کی طرح بھونکنے لگا اور جب وہ مر گیا تو اس کی قبر سے بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (جامع کرامات الاولیاء، ص ۱۳۱، جمال الاولیاء، ص ۳۴ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

۷۵

عبداللہ بن خصین یزیدی پیاسا مر گیا

حضرت امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس جس نے سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے خلاف معرکہ کربلا میں حصہ لیا اسے دنیا میں بھی سزا ضرور ملی ان میں سے عبداللہ بن خصین ہے جب یزیدیوں نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا پانی بند کر دیا تو اس خبیث نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو للکار کر کہا اے حسین کیا تو دیکھتا نہیں کہ پانی کیسا شاندار ہے جیسے آسمان کا رنگ ہے، اللہ کی قسم تجھے اس پانی سے ایک قطرہ بھی نہیں دیا

جائے گا حتیٰ کہ تو پیاسا مر جائے۔

یہ سن کر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے دعاء کی یا اللہ! اس کو پیاسا ہی مار۔

تو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اس خبیث کی یہ حالت ہوگئی کہ پانی پیتا مگر پیاس نہ بجھتی حتیٰ کہ وہ پیاسا ہی مر گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ص ۱۳۱، جمال الاولیاء، ص ۳۴)

۷۶

بے ادبی کرنے والا پیاسا مر گیا

کربلا میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے پینے کے لیے پانی طلب کیا اس شخص کا نام وزغہ تھا اس نے تیر مارا جو کہ شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تالو پر جا لگا۔ سیدنا امام حسین نے دعاء کی یا اللہ! اس کو پیاسا کر دے تو وہ خبیث ایسا ہوگیا کہ پیٹ میں گرمی سے اور پیٹھ میں سردی کی وجہ سے چلاتا رہتا تھا۔ سامنے برف اور پنکھے رہتے مگر پیچھے انگیٹھی رہتی تھی اور وہ کہتا رہتا کہ مجھے کچھ پلاؤ اسے اتنے ستو اور پانی پلایا جاتا جتنے

میں پانچ آدمی سیر ہو جائیں مگر اس کی پیاس نہ جاتی حتّٰی کہ پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا جیسے کہ اونٹ کا پیٹ پھٹتا ہے اور وہ مر گیا۔ (جامع کرامات اولیاء، ص ۱۳۲، جمال الاولیاء، ص ۳۵)

۷۷

خوبرو بے ادب کا چہرہ تارکول کی طرح سیاہ ہو گیا

جن لوگوں نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں یزیدیوں کی معاونت کی ان میں سے ایک شخص نہایت وجیہہ (خوبرو) تھا اس نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکا دیا۔ چند دنوں کے بعد اس کا چہرہ ایسا سیاہ ہوا جیسے تارکول (لُک) سیاہ ہوتی ہے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو سارے عرب میں سے خوبصورت تھا تجھے کیا ہو گیا ہے۔

اس نے کہا جب سے میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو گھوڑے کے ساتھ لٹکایا اس دن سے ہر رات مجھے دو شخص بازو سے پکڑ کر بھڑکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور مجھے دھکا دیتے

ہیں میں جھلس جاتا ہوں اب میں ایسا ہو گیا ہوں جیسا تم دیکھ رہے ہو۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ص۱۳۲، جمال الاولیاء، ص۳۵)

۷۸

دُرّہ فاروقی سے زلزلہ رک گیا

امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں زلزلہ آ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت زمین پر دُرّہ مارا اور فرمایا ٹھہر جا کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا تو زمین اسی وقت ٹھہر گئی۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ۱/ ۱۵۷، جمال الاولیاء، ص۷۰)

۷۹

ملک الموت سے فرمایا مجھے نماز پڑھ لینے دے تو ایسے ہی ہوا

حضرت محمد بن اسماعیل خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ کا جب آخری وقت آ گیا آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ حضرت ملک الموت جان لینے کے لیے آ گئے تو آپ نے فرمایا:

اے ملک الموت! اللہ تیرا بھلا کرے ذرا ٹھہر جاتا کہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں کیونکہ تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں (یعنی تجھے حکم ہے جان نکالنے کا اور مجھے حکم ہے نماز پڑھنے کا) لیکن جس چیز کا تجھے حکم ہے (جان نکالنا) وہ تو فوت نہ ہوگی لیکن میری نماز فوت ہو جائے گی۔

پھر آپ نے پوری عصر کی نماز ادا کرلی تو پھر ملک الموت نے جان نکال لی۔

(جامع کرامات اولیاء، ص ۱۷۵، جمال الاولیاء، ص ۸۸)

۸۰

حبشیوں نے بچہ پکڑ لیا تو ولی اللہ نے جہاز کو روک لیا

ایک عورت اپنے بچے کو لے کر سمندر پر گئی تو ایک جہاز آیا جس پر حبشی لوگ سوار تھے انہوں نے بچہ پکڑ لیا اور جہاز میں لے گئے۔ جہاز روانہ ہو گیا تو اس عورت نے شیخ محمد یوسف بولاقی کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا۔ یہ سن کر حضرت

شیخ موصوف سمندر کی طرف روانہ ہوئے اور ہوا کو حکم دیا کہ رک جا! ہوا رک گئی۔ آپ نے جہاز والوں سے فرمایا اس عورت کا بچہ اسے واپس کردو مگر وہ نہ مانے اور چلتے رہے پھر آپ نے جہاز کو حکم دیا رک جا وہ جہاز وہیں رک گیا پھر آپ پانی پر چلتے ہوئے جہاز پر پہنچ گئے اور بچہ لے کر واپس آئے اور اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ (جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۷۱، جمال الاولیاء، ص۸۶)

۸۱

ولی اللہ کی برکت سے اپاہج عورت ٹھیک ہوگئی

سات ابدالوں میں سے حضرت ابوبکر محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں قیام فرماتے تھے۔ آپ کا ایک اپاہج عورت پر گزر ہوا اس عورت نے کہا اے خواجہ کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے تو خدا کے لیے مجھے دیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں لیکن تو اپنا ہاتھ پکڑا تو وہ اٹھ کر چلنے لگ گئی اور بالکل تندرست ہوگئی۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۳۷۱، جمال الاولیاء، ص۸۷)

۸۲

احمد بن موسیٰ عجیل کو سرکاری فرمان ہوا کہ ضریر کی قبر سے مٹی لو اور کھالو تو علم کے دریا بہہ گئے

حضرت خواجہ احمد بن موسیٰ عجیل کو خواب میں سید دو عالم ﷺ دیدار نصیب ہوا اور حبیب خدا ﷺ نے فرمایا اے احمد اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر علم کھل جائے تو ضریر کی قبر سے مٹی لو اور اسے کچھ نہار منہ کھالو۔ فقیہ کبیر ابن عجیل نے ایسا ہی کیا تو ان پر علم کے دروازے کھل گئے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۱۹۵، جمال الاولیاء، ص ۱۰۵)

۸۳

شورش کے زمانہ میں سرکاری فرمان جاری ہوا کہ بنی زیاد کے علماء کو کہہ دو اپنا کتب خانہ ضریر کی قبر پر رکھ دیں

ایک بادشاہ کے زمانہ میں عرب میں پھوٹ پڑ گئی اور آبادیاں تباہ ہوگئیں اور بنی زیاد کے فقہا کے پاس بہت زیادہ

کتابیں تھیں جن کا دوسری جگہ منتقل کرنا آسان نہیں تھا اسی اثنا میں شیخ طلحہ بن عیسیٰ کو خواب میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ طلحہ سے فرمایا بنی زیاد کے علماء کو کہہ دو کہ وہ اپنی کتابیں شیخ ضریر کی قبر پر رکھ دیں تو ان کتابوں کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ شیخ طلحہ نے بیدار ہونے کے بعد سب علماء کو اطلاع کر دی تو ان علماء کرام نے جلدی جلدی ساری کتابیں حضرت شیخ ضریر کی قبر پر رکھ دیں اور وہ کتابیں ایک سال تک وہاں رکھی رہیں حالانکہ دھوپ بارش سب کچھ ہوتا رہا مگر کسی کتاب کو کوئی نقصان نہ پہنچا نہ ان کتابوں میں سے کوئی شخص کوئی کتاب اُٹھا سکا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں ہم نے بنی زیاد کے فقہاء سے اس واقعہ کی تصدیق کی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا یہ بات حد شہرت تک پہنچی ہوئی ہے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۱۹۵، رجال الاولیاء، ص ۱۰۵)

ان دونوں واقعات سے ثابت ہوا کہ سید دو عالم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند ہے کہ لوگ اولیاء امت کی قبروں سے فوائد حاصل کریں اور جو لوگ بزرگوں کی مزارات سے روکتے

ہیں وہ سراسر غلط ہیں وہ دین سے بے بہرہ ہیں وہ لوگ بتوں اور کافروں کے حق میں نازل شدہ آیات مبارکہ پڑھ پڑھ کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اسی لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحابی ایسے لوگوں کو ساری خدائی سے بدترین کہتے تھے:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے غلط نظریات والے لوگوں کے شر سے بچائے رکھے۔ آمین

(ابوسعید غفرلہٗ)

۹۴

حضرت ابوبکر یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود ان پڑھ ہونے کے استاد کی عدم موجودگی میں طالب علموں کو سبق پڑھا دیا

حضرت محمد بن ابوبکر یمنی پڑھے ہوئے نہ تھے نہ لکھ سکتے نہ پڑھ سکتے تھے، ایک فقیہ محمد بجلی استاد مدرسہ میں نہیں تھے تو آپ

نے ان کی جگہ بیٹھ کر پڑھانا شروع کر دیا۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ۱/۱۹۶، جمال الاولیاء، ص ۱۰۶)

۸۵

قبر سے نکل کر بیعت کر لیا

ایک شخص حضرت خواجہ محمد بن ابوبکر یمنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے لیے آیا مگر آپ کا وصال ہو چکا تھا۔ وہ قبر پر حاضر ہوا تو آپ قبر سے باہر تشریف لائے اور اسے بیعت کر لیا۔

(جامع کراماتِ اولیاء، ۱/۱۹۶، جمال الاولیاء، ص ۱۰۶)

۸۶

شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تو جانکنی کے وقت شیخ ابوحربہ رحمۃ اللہ علیہ نے دس سال مہلت لے دی

شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت شیخ ابوحربہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ برادرانہ تعلقات تھے۔ شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے جانکنی کا وقت آ گیا تو حضرت شیخ احباب کے ہمراہ بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے کسی نے عرض کیا حضور اگر آپ شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ

مہلت لے دیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ یہ سن کر شیخ ابو حربہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک رقت طاری ہوئی۔ رقت ختم ہونے پر آپ نے فرمایا میں نے شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو دس سال مہلت لے دی ہے اور شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور دس سال زندہ رہے ان دس سالوں میں ان کے ہاں اولاد ہوئی جو کہ دس سالہ اولاد کہلاتی تھی۔

لوگ حضرت شیخ ابو حربہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی دور دراز سے زیارت کو جاتے ہیں ان کی قبر سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۳۳۳، جمال الاولیاء، ص ۱۲۸)

تنبیہ:

جیسے کہ ایماندار لوگ امام الاولیاء سید علی ہجویری قدس سرہٗ کی قبر مبارک سے برکت حاصل کرتے ہیں مگر بدنصیب لوگ محروم رہتے ہیں بلکہ عوام الناس کو بھی روکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حرماں نصیبی سے بچائے۔ آمین

(ابو سعید غفرلہٗ)

﴿۸۷﴾

جہاز والوں نے شیخ سے مدد مانگی تو آپ نے وہاں پہنچ کر جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا

شیخ محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کسی عقیدت مند کے ہاں بیٹھے تھے کہ اچانک اٹھ کر چلے گئے جب واپس آئے تو آپ کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ احباب نے جلدی جانے اور پانی ٹپکنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میرے ماننے والوں میں سے بعض کا (بحری) جہاز پھٹ گیا تھا انہوں نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے وہاں پہنچ کر کپڑا لگا دیا تو جہاز غرق ہونے سے بچ گیا۔

(جامع کرامات اولیاء،۱/۲۳۶، جمال الاولیاء، ص ۱۳۲)

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اللہ والوں کو مظہر عون الٰہی جان کر ان سے دور سے مدد مانگنا نہ شرک ہے نہ گناہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور بلا وجہ شرک کے فتوے لگانے سے بچائے۔ آمین

(ابوسعید غفرلہٗ)

۸۸

نذر مان کر منکر ہو جانے والے کو سب کچھ بتایا

حضرت خواجہ محمد بن عبداللہ کا چچا زاد بھائی کشتی میں سوار تھا اس نے نذر مانی کہ میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پانچ اشرفیاں پیش کروں گا۔ اور جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا لاؤ پانچ اشرفیاں اس نے کہا میں نے کب وعدہ کیا تھا یہ سن کر فرمایا جب تو کشتی میں سوار تھا اس نے اقرار کیا (اور پیش کر دیں)۔

(جامع کرامات اولیاء ۱/ ۲۳۶، جمال الاولیاء، ص ۱۳۳)

۸۹

ہر آنے والے کو اس کا نام اس کے باپ کا نام دادا کا نام شہر کا نام لے کر پوچھتے

حضرت محمد بن موسیٰ نہاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی حاضر ہوتا تو آپ اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کے دادا کا نام اس کے شہر کا نام بتا کر اس سے بات کرتے اور یہ بات تواتر

۹۱

بتا دیا کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے جو تمہارے کتب خانہ میں ہے

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کے متعلق کسی حاسد نے حضرت شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دیا کہ خواجہ محمد پارسا بے سند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ اگر آپ ان کو سمجھا دیں تو بڑا کار ثواب ہوگا۔ امام جزری نے بادشاہ کو درخواست کر دی کہ محمد پارسا کو بلایا جائے تاکہ ان کو بے سند حدیثیں بیان کرنے سے روکا جائے۔

چنانچہ بادشاہ کے بلانے پر حضرت محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ سمرقند پہنچ گئے پھر سمرقند میں بادشاہ کی فرمائش پر ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء بھی شریک ہوئے۔ ان حضرات میں مشہور نحوی ملا عصام بھی تھے۔

امام جزری نے حضرت خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث پاک کے متعلق سوال کیا حضرت خواجہ نے بمع سند حدیث پاک سنا دی اس پر امام جزری نے فرمایا حدیث پاک میں شک

نہیں لیکن اس کی سند میرے نزدیک ثابت نہیں اس سوال پر حاسدین بہت خوش ہوئے پھر حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند بیان کی تو امام جزری نے پھر وہی اعتراض کر دیا کہ یہ سند میرے نزدیک ثابت نہیں۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ بات کچھ اور ہے میں جو بھی سند بیان کروں گا یہ نہیں مانے گیں۔ آپ نے ملاّ عصام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسناد کی فلاں کتاب آپ کے نزدیک کیسی ہے؟ ملا عصام نے کہا وہ کتاب معتبر ہے صرف میرے نزدیک ہی نہیں بلکہ جملہ محدثین کے نزدیک معتبر ہے۔ اس کی اسناد میں کسی کو کلام نہیں۔ اگر آپ اس کتاب میں اس سے اس حدیث پاک کی سند دکھا دیں تو کسی کو اعتراض نہ ہوگا۔ یہ سن کر حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کتاب لاؤ تو ملاّں عصام نے کہا یہ کتاب ہمارے پاس نہیں ہے اس پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کتاب تمہارے کتب خانہ میں فلاں الماری میں فلاں جگہ فلاں کتاب کے نیچے رکھی ہے اس کتاب کی اتنی موٹائی ہے ایسی جلد ہے اس کے فلاں صفحہ پر یہ حدیث پاک بمعہ سند موجود ہے۔ ملاّ عصام کو

یاد بھی نہیں تھا کہ یہ کتاب ان کے کتب خانہ میں ہے وہ گئے کتاب نکالی تو اس کے اسی صفحہ پر حدیث پاک بمع سند موجود تھی۔ سب لوگ حیران رہ گئے خصوصاً ملا عصام بہت حیران ہوئے کیونکہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی ان کے گھر یا ان کے کتب خانہ میں نہ آئے تھے۔ وہ سند دیکھ کر سب شرمندہ ہوئے اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو بادشاہ کو بھی ندامت ہوئی کہ میں نے حضرت خواجہ کو کیوں یہاں آنے کی تکلیف دی ہے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۲۵۹، جمال الاولیاء، ص ۱۵۲)

٩٢

خواجہ محمد حضرمی نے بیک وقت ایک دن میں تیس شہروں میں جمعہ پڑھایا

حضرت خواجہ محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ پڑھائی ہے اور کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۲۸۶، جمال الاولیاء، ص ۱۸۸)

(۹۳)

حضرت خواجہ بہاؤ الدین مجذوب جس کو فرماتے معزول وہ معزول اور جس کو فرماتے بحال کر دیا وہ بحال ہو جاتا

حضرت خواجہ بہاؤ الدین مجذوب کسی حاکم کے متعلق فرما دیتے کہ ہم نے تمہیں معزول کر دیا ہے وہ معزول ہو جاتا اور جس کے متعلق فرماتے کہ ہم نے تجھے حاکم مقرر کر دیا وہ حاکم بن جاتا تھا۔ (جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۹۳، جمال الاولیاء، ص ۱۹۹)

(۹۴)

میں اپنی جان کا خود مالک ہوں

تذکرہ حضرت شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت قدس سرہٗ بعض اوقات مے فرمود کہ ما مالک خودم ملک الموت را نتواند کے بے رخصت جان من قبض کند موت من باختیار من است بخواہم بمیرم اگر خواہم تا ابد الآباد برہمیں ہیئت بمانم مگر آنکہ باختیار خود بروم کہ اورا خبر نہ باشد۔

ترجمہ

آنحضرت قدس سرہ بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ہم خود مالک ہیں ملک الموت بغیر اجازت کے میری جان قبض نہیں کریں گے۔ میری موت میرے اختیار میں ہے اگر چاہوں مروں اور اگر چاہوں تو ہمیشہ اسی ہیئت پر رہوں لیکن ہاں اپنے اختیار سے چلا جاؤں کہ ملک الموت کو خبر نہ ہو۔

(السنہ الجلیہ فی الجشیتہ العلیہ، ص ۱۶۱، مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

فقیر نے اصل عبارت بمع ترجمہ (بتصرف) نقل کر دیا ہے تا کہ پڑھنے والوں کو اطمینان حاصل ہو نیز فقیر نے اکثر کرامات کے ساتھ جمال الاولیاء کا حوالہ دیا ہے تا کہ وہ حضرات جو خود کو دیو بندی کہتے ہیں اور کافروں اور بتوں والی آیات مبارکہ پڑھ پڑھ کر نبیوں، ولیوں کو نکمے ناکارے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، کبھی کہتے ہیں جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، کبھی کہتے ہیں اللہ نے کسی کو تصرف کرنے کی طاقت ہی نہیں دی، کبھی کہتے ہیں ''یارسول اللہ مدد، یا علی مدد'' کہنے والا

کائنات کا بدترین کافر اور مشرک ہے (پڑھ کر دیکھیں فتویٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے حضرات جلدی بھڑک اُٹھتے ہیں کہ کون ہو جو ہمارا نام لے مگر فقیر ایسے حضرات کی خیر خواہی کے لیے چند سطریں پیش کر رہا ہے کہ آپ حضرت سوچیں اگر آپ کے اکابر کا بھی وہی نظریہ ہوتا جو کہ آپ کا ہے تو اور بات تھی مگر یہاں تو آپ حضرات اپنے اکابر کے مدمقابل کھڑے ہو گئے ہیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قبر میں جا کر پچھتانا پڑے لہٰذا اپیل ہے کہ ابھی بھی وقت ہے سوچیں پھر سوچیں پھر سوچیں۔ دعاء ہے کہ اللہ کریم اپنی رحمت خاصہ کا صدقہ ہم سب کو سیدھے راستے چلائے۔ آمین

۹۵

خواجہ شربنی کی چار بیویاں چار ملکوں میں رہتی تھیں

حضرت خواجہ شربنی کی کچھ اولاد مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی اور کچھ اولاد ھند میں اور کچھ اولاد بلاد تکرور میں تھی اور خواجہ شربنی بیک وقت ان تمام ملکوں اور شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہوتے

تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ حضرت ہمارے ہاں ہی رہتے ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء صفحہ ۲۹۶ جلد ۱، جمال الاولیاء صفحہ ۲۰۲)

۹۶

خواجہ شربینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لاٹھی کو فرماتے انسان بن جا تو وہ انسان بن جاتی

حضرت خواجہ شربینی قدس سرہ کے بیٹے شیخ احمد فرماتے ہیں کہ خواجہ شربینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی لاٹھی کو فرماتے تو ایک بہادر انسان بن جا تو وہ فوراً انسان بن جاتی پھر آپ اس کو اپنے کاموں میں بھیج دیتے تھے اور جب وہ فارغ ہو جاتا تو آپ فرماتے اب پھر لاٹھی بن جا تو وہ لاٹھی بن جاتی۔

(جامع کرامات اولیاء، ص ۲۹۷، جمال الاولیاء، ص ۲۰۳)

۹۷

خواجہ شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً حاضر ہو کر عقیدت مند کو چھڑا لیا

ابو الحمائل نے بتایا کہ میرا ایک طالب بن پوچھے خواجہ

شربنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو میں نے پوچھا تو کہاں گیا تھا؟ اس نے کہا میں حضرت خواجہ شربنی کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ میں نے کہا میں تجھے اس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک خواجہ شربنی رحمۃ اللہ علیہ خود آکر تجھے نہ چھڑائیں گے۔ میں یہ کہہ کر اس کو مارنے کے لیے آگے بڑھا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ شربنی پاس کھڑے ہیں اور فرمارہے ہیں تیری قسم پوری ہوگئی اب اس کو چھوڑ دے، میں نے اس خادم کو چھوڑ دیا تو خواجہ شربنی رحمۃ اللہ علیہ غائب ہوگئے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۲۹۷، جمال الاولیاء، ص ۲۰۳)

۹۸

خواجہ شربنی رحمۃ اللہ علیہ نے کوزہ میں دریا بند کردیا

حضرت خواجہ شربنی رحمۃ اللہ علیہ جب دریا سے دوسری طرف جانا چاہتے اور کشتی پر سوار ہوتے، ملاح کہتا جناب کرایہ دو تو آپ فرماتے ہمیں اللہ کے واسطے پار لے چلو۔ ایک دن ملاح نے کہا تمہارے ظلم نے ہمیں تنگ کردیا ہے اور اصرار کیا تو حضرت خواجہ شربنی رحمۃ اللہ علیہ نے لوٹے کو جھکا دیا اور دریا کا سارا

پانی لوٹے میں لے لیا حتیٰ کہ کشتی زمین پر کھڑی ہوگئی۔ ملاح نے معافی مانگنا شروع کر دی، جب اس کی معذرت حد سے بڑھ گئی تو آپ نے لوٹے کو دریا میں انڈیل دیا اور دریا رواں دواں چلنے لگا۔ (جامع کراماتِ اولیاء، ۱/۲۹۷، جمال الاولیاء، ص ۲۰۳)

۹۹

جو چاہتے لوٹے میں سے نکل آتا

حضرت خواجہ شربینی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی، آپ خادم سے فرماتے یہ لوٹا لے جاؤ اور دریا سے پانی بھر لاؤ۔ جب وہ لے آتا تو آپ جو چاہتے (شہد، دُودھ وغیرہ) اس لوٹے سے برآمد ہوتا۔ (جامع کراماتِ اولیاء، ۱/۲۹۷، جمال الاولیاء، ص ۲۰۳)

۱۰۰

خواجہ شربینی کی آستین میں گلیاں بازار ہوتے

حضرت خواجہ شربینی رحمۃ اللہ علیہ پر مکہ مکرمہ کا خطیب اعتراض کیا کرتا تھا۔ ایک دن خطیب صاحب کو خطبہ دیتے یاد آیا کہ مجھ پر غسل فرض ہے، اسی شرمندگی میں تھے کہ حضرت خواجہ شربینی بھی

وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ نے خطیب کی طرف ہاتھ بڑھایا تو خطیب صاحب نے دیکھا کہ آستین کے اندر گلیاں ہیں، خطیب صاحب ایک گلی میں گھس گئے آگے گئے تو پانی موجود تھا۔ غسل کیا اور واپس آگئے، خطبہ وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت سے معذرت کرلی۔ اعتراضات سے باز آگئے۔

(جامع کرامات اولیاء، ۱/ ۲۹۷، جمال الاولیاء، ص ۲۰۳)

۱۰۱

سیدنا خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ کی برکت سے تیس سالہ گم شدہ لڑکا مل گیا

خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے تصرفِ اولیا کا ایک عجیب وغریب فارمولا بتایا ہے فرمایا:

چہ چیز است کہ در قدرت خدا تعالیٰ نیست اما مرد را باید کہ در فرمان خدائے تعالےٰ تقصیر نہ کند تا ہر چہ خواہد آں شود۔

"کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہے۔ بہرحال مرد کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے

فرمان میں کوتاہی نہ کرے تاکہ جو وہ چاہے ویسا ہی ہو جائے۔"

زاں بعد ایک واقعہ بیان فرمایا: فرمایا کہ ایک دن میں اپنے پیرومرشد خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ درویش اور بھی موجود تھے کہ ایک بوڑھا کمزور جس کی کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی لاٹھی ٹیکتا ہوا حاضر ہوا اور اس نے سلام عرض کیا میرے خواجہ نے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہو گئے اور نہایت ہی شفقت فرماتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھایا اور آنے کا سبب دریافت کیا تو اس بوڑھے نے عرض کی کہ میرا لڑکا تیں سال سے لاپتہ ہے جس کی جدائی سے میرا یہ حال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے سر مراقبے میں جھکایا کچھ دیر بعد سر مبارک اُٹھایا اور حاضرین سے فرمایا اس کے لڑکے کی واپسی کے لیے فاتحہ و اخلاص پڑھ کر دعا کریں دعا کے بعد فرمایا: بابا جی جاؤ تھوڑی دیر کے بعد تم اپنے لڑکے کو لے کر یہاں آؤ گے۔ یہ سن کر بابا جی آداب بجا لا کر خوشی خوشی واپس ہوئے ابھی گھر بھی نہ

پہنچے تھے کہ کسی آنے والے نے بابا جی کو بشارت دی اور کہا بابا جی مبارک ہو تمہارا بیٹا گھر پہنچ گیا ہے بابا جی خوشی خوشی گھر پہنچے اور لڑکے کو ملے بابا جی کی نظر جو کمزور ہو چکی تھی روشن ہو گئی اور وہ اپنے لڑکے کو لے کر واپس حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے اس لڑکے کو پاس بلا کر پوچھا تو کہاں تھا عرض کیا مجھے جنوں نے پکڑ کر ایک جزیرہ میں باندھ رکھا تھا اور آج جب کہ میں بندھا بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ جو آپ کے ہی ہم شکل تھے گویا وہ آپ ہی تھے آئے اور ہاتھ ڈال کر زنجیر کھول دیئے اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا کہ تو میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کر لے۔ میں نے تعمیل حکم کی پھر فرمایا آنکھیں کھول میں نے آنکھیں کھولیں اور اپنے آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھا پھر کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نے اشارہ کر کے منع فرما دیا۔ (دلیل العارفین، ص ۲۵)

سبحان اللہ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سلطان کا عالم کیا ہوگا۔

١٠٢

شیر ربانی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے گم شدہ لڑکا مل گیا

کان پور کے ایک تاجر کا اکلوتا بیٹا تھا وہ ناراض ہو کر کہیں چلا گیا۔ باپ نے جگہ جگہ تلاش کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ پھرتے پھراتے امرتسر پہنچا وہاں ایک عزیز کو ملا اسے اپنی پریشانی سنائی انہوں نے کہا آپ شرقپور شریف چلے جائیں اور وہاں عرض کریں وہ تاجر امرتسر سے روانہ ہو کر لاہور آیا اور حضور داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے دربار پر حاضری دی اور حاضری کے دوران اس پر گریہ زاری کا غلبہ ہوا (خوب رویا) ناگاہ اتفاق سے حضرت میاں صاحب شرقپوری بھی وہاں تشریف فرما تھے، اس کی گریہ زاری سن کر فرمایا کیا بات ہے کہ تو روئے چلا جا رہا ہے، اس نے روتے ہوئے اپنے بیٹے کی گم شدگی کا حال سنایا۔ آپ نے پوچھا اب کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا شرقپور میں میاں شیر محمد صاحب ہیں ان کی خدمت میں جانا ہے۔ یہ سن کر حضرت

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کے پاس نہ جانا وہ تو ٹھگ ہے۔ وہ سن کر حیران سا ہو گیا لیکن سوچا ہو سکتا ہے کہ یہ شخص جوان کو ٹھگ کہہ رہا ہے یہ ان کا کوئی مخالف ہو گا۔ شرقپور شریف پہنچا اور سرکار میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی ہیں (جو ٹھگ کہہ رہے تھے) ابھی کچھ بولا نہ تھا کہ آپ نے بزبان جلال فرمایا آ گئے ہو نا باز نہیں آئے میں نے کیا منع نہیں کیا تھا؟ یہ باتیں سن کر اس تاجر نے رونا شروع کر دیا جب خوب رویا تو حضرت قبلہ شیر ربانی قدس سرہٗ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کھانا کھاؤ اللہ کریم کرم کرے گا اور خادم سے فرمایا ان کو کھانا لا کر کھلاؤ۔ جب وہ کھانا کھا چکا تو حضرت شیر ربانی قدس سرہٗ نے سب کو حکم دیا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا سب چل کر مسجد میں نماز ادا کریں اور اس تاجر کو بھی فرمایا نماز پڑھ آئیں لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب آپ نماز پڑھ کر واپس آئیں تو بیٹھک کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ جائیں، ادھر خادم سے فرمایا کہ ان کو بیٹھنے دیں مگر کسی اور کو اندر نہ جانے دیں وہ تاجر جب نماز ادا کر کے آیا اور کنڈی کھول کر بیٹھک

کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ وہ گم شدہ بیٹا اندر بیٹھا ہے، وہ باپ کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا تو باپ بیٹے کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا بیٹے نے پوچھا ابا ہم کہاں ہیں؟ باپ نے کہا ہم ایک ولی اللہ کے دربار میں حاضر ہیں، یہ شرقپور شریف ہے۔ باپ نے پوچھا بیٹا تو کہاں تھا بیٹے نے کہا ابا میں کلکتہ میں ایک دوکان پر بیٹھا تھا اچانک اونگھ آئی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ اتنے میں سرکار شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا: ''بیٹا باپ کو مل گیا نا'' باپ نے چاہا کہ سرکار کی قدم بوسی کروں مگر سرکار شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا اور فرمایا تم دونوں اسی وقت چلے جاؤ اور کسی کو یہ راز مت بتانا وہ بڑا امنت سماجت کرتے رہے مگر آپ نے شہرت کے خوف سے فرمایا پھر کبھی سہی اب نہیں۔ (تذکرہ اولیائے نقشبند، ص ۳۵۷)

ہوسکتا ہے کہ یہاں کوئی اونچی عقل والا کہہ دے دیکھو جی مولوی کیسی بے تکی باتیں کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ لکڑی کی لاٹھی انسان بن جاتی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا، کبھی کہتے ہیں کلکتہ سے آن کی آن میں لڑکا شرقپور آ گیا، بھلا

ایسی باتوں کو کسی کی عقل مانتی ہے۔ اس کے جواب میں فقیر عرض گزار ہے کہ یہ اعتراضات ان لوگوں پر بھاری ہیں جو کہ ولیوں کو اللہ تعالیٰ کا مدمقابل مانتے ہیں اور ولایت کی طاقت کو وہ ولی کی ذاتی طاقت مانتے ہیں پھر اس کو ان کی عقل نہیں مانتی تو وہ ولیوں کی کرامات کے ہی منکر ہو جاتے ہیں لیکن ایسے اعتراضات ہم پر وارد نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم تو ولیوں کو مظہر قدرت الٰہی مانتے ہیں جیسے کہ حدیث قدسی میں ہے تو جب ولی کی اپنی ذاتی کوئی قدرت نہیں بلکہ قدرت تو اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے تو ہم پوچھتے ہیں:

کیا اللہ تعالیٰ لاٹھی کو انسان نہیں بنا سکتا؟ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو سانپ بنا دیتا تھا، کیا اللہ تعالیٰ دریا کو کوزے میں بند نہیں کر سکتا؟ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو سارے جہان کو سوئی کے ناکے سے گزار دے۔ کیا اللہ تعالیٰ لڑکے کو کلکتہ سے شرقپور شریف نہیں لا سکتا؟ جیسے کہ سلمان علیہ السلام کے پاس ایک ولی کے ذریعے بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے پہنچا دیا۔ قرآن پاک گواہ ہے۔

الحاصل ہمارے نظریہ پر تو کوئی اعتراض وارد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ گواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

بِجَاهِ حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

۱۰۳

منکر کو سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ کی زیارت کرادی

ایک بار اہل حدیث مولوی عبداللہ سکنہ اوڈانوالا ماموں کانجن شرقپور شریف حاضر ہوا اور اتباع سنت دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب دیکھا کہ وہاں آپ کی بیٹھک پر لکھا ہوا ہے:

يَا شَيْخ عَبْدُالْقَادِرِ جِيْلَانِيْ شَيْئًا لِلّٰهِ.

تو وہ سیخ پا ہو گیا۔ جب سرکار شیر ربانی قدس سرہٗ اسے رخصت کرنے کے لیے نکلے تھوڑی دور جا کر اس مولوی عبداللہ کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے بلند آواز سے کہا:

يَا شَيْخ عَبْدُالْقَادِرِ جِيْلَانِيْ شَيْئًا لِلّٰهِ.

تو مولوی عبداللہ نے دیکھا کہ ایک نہایت نورانی صورت بزرگ جلوہ افروز ہیں۔ مولوی عبداللہ (وہابی) کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں

اور دیکھنے کی تاب نہ لا سکے، ناک اور منہ سے غلاظت بہنے لگی۔

حضرت میاں صاحب شیر ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا مولوی جی یہی سیدنا غوث اعظم جیلانی ہیں جنہیں ہم پکارتے ہیں، یہ زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں۔

اس پر وہ مولوی عبداللہ اپنے عقیدہ پر نادم ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبند، ص ۳۳۶؛ خزینہ کرم، ص ۱۷۰)

ایک بار فقیر نے یہ واقعہ بیان کیا تو محترم الحاج شیخ عبدالرشید عرفات کیمیکل والے کے سسر مرحوم جو کہ کافی عمر رسیدہ تھے بولے وہ بیٹھک میں نے بھی دیکھی ہوئی ہے جس پر لکھا ہوا تھا:

يَا شَيْخ عَبْدُالْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلّٰه

اس سے معلوم ہوا کہ سارے ولی، غوث، قطب اپنے اکابر کو مظہر عون الٰہی جان کر ان سے مدد مانگتے رہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَهُوَ الْهَادِىْ

قادیانی مذہب سے تائب ہوگیا

حاجی عبدالرحمان صاحب ایبٹ آباد سے اپنے بھائی ڈاکٹر عبدالحمید قادیانی کو لے کر خواجہ صدرالدین کی خدمت میں (ہری پور ہزارہ) آئے اور عرض کیا حضور میرا یہ بھائی مرزائی قادیانی ہوگیا ہے، میں نے اس کو بہت سمجھایا تاکہ یہ سیدھے راستہ پر آجائے مگر اسے کچھ اثر نہیں ہوا، آپ اس کو سمجھائیں۔ آپ نے دلائل دے کر سمجھانے کی کوشش کی مگر اس ڈاکٹر پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ اس نے کہا کہ مجھے سیدھا راستہ اب ملا ہے جب سے میں قادیانی ہوا ہوں بلکہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے سابقہ زندگی گمراہی میں گزار دی۔ اس پر خواجہ صدرالدین نے فرمایا تمہیں کس طرح یقین ہوا کہ تم اب سیدھے راستہ پر پہنچے ہو یہ سن کر اس ڈاکٹر نے جواباً کہا میں نے ایک خواب دیکھا تھا وہ یوں ہے کہ ایک عالیشان باغ ہے نہایت ہی دلکش سبزہ زار اور جگہ جگہ خوشنما پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اس باغ میں ایک نہایت ہی عمدہ اور خوبصورت مسہری (چارپائی) ہے اور اس

کے اوپر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) چادر اوڑھے آرام فرما رہے ہیں۔ میں نے ان کا چہرہ تو نہیں دیکھا مگر میرے دل نے گواہی دی کہ ان کا مقام بہت بلند ہے اور جب سے میں احمدی (قادیانی) ہوا ہوں مجھے عبادت میں خشوع و خضوع نصیب ہو گیا ہے جبکہ اس سے پہلے کی تمام عبادتیں بے کیف اور بے مزہ تھیں۔ یہ سن کر خواجہ صدر الدین خاموش ہو گئے اور حاجی عبدالرحمان کو علیحدگی میں سمجھایا کہ آپ کا بھائی غلط مشاہدہ کی وجہ سے گمراہ ہوا ہے، اب اسے جب تک صحیح مشاہدہ نہ کرایا جائے اسے سمجھانا، دلائل پیش کرنا بے کار ہے۔ آپ اس کو لے جائیں ہم کوشش کریں گے کہ یہ صحیح راہ پر آ جائے۔ حاجی عبدالرحمان جب اپنے بھائی ڈاکٹر مذکور کو لے کر چلے گئے اور دو دن بعد اسے لے کر پھر آ گئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا کہ میرا بھائی توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گیا ہے۔ خواجہ صدر الدین نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ کیا ہوا تو اس ڈاکٹر نے بتایا میں نے خواب میں پھر وہی منظر (باغ والا) دیکھا ہے وہی باغ اسی طرح کی مسہری اور اس پر سفید چادر اوڑھے مرزا غلام احمد

صاحب سوئے ہوئے ہیں اور میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ منہ پر سے چادر ہٹا کر زیارت کروں۔ لہٰذا میں مسہری (پلنگ) کے قریب گیا اور بڑی احتیاط سے چادر ہٹائی تو دیکھ کر میری چیخ نکل گئی کہ مسہری پر خنزیر پڑا ہوا ہے دیکھ کر ڈر کر وجہ سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے وہیں پر مرزائیت سے توبہ کی اور سچے مذہب راہ حق پر دوبارہ آ گیا ہوں۔ (حیات صدریہ ص ۲۹۰)

تنبیہ

پہلا خواب جو ڈاکٹر مذکور نے دیکھا وہ شیطانی خواب تھا، شیطان مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کئی ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے اور دوسرا خواب روحانی خواب تھا جو کہ ایک بزرگ کے تصرف سے اسے دکھایا گیا اور وہ گمراہی سے نکل کر پھر سیدھے راستہ پر آ گیا۔

سوال:

قادیانی مذہب اختیار کرنے سے عبادت میں خشوع و خضوع کیوں پیدا ہوا؟

جواب:

یہ سوال سن کر خواجہ صدر الدین نے فرمایا: عبادت میں خشوع وخضوع اس لیے نہیں رہتا کہ انسان کو شیطان وسوسے دیتا ہے اس کے دماغ کو پراگندہ کر دیتا ہے تاکہ انسان بے کیفی اور بے مزگی کی وجہ سے تنگ آ کر عبادت کرنا چھوڑ دے لیکن اگر کوئی شخص قادیانی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے (بے ایمان ہو جائے) تو پھر شیطان کو کیا پڑی کہ وہ وقت ضائع کرتا رہے، ظاہر ہے کہ کفر کی حالت میں جتنی بھی عبادت خشوع وخضوع سے کی جائے نا قابل قبول ہے۔ (حیات صدریہ ص ۲۹۲)

واقعہ

ایک دن ایک یہودی عالم نبی اکرم حبیب محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا اے محمد! ہم نے سنا ہے کہ آپ کا کلمہ پڑھنے والوں کو نماز میں وسوسے اور خیالات آتے ہیں لیکن ہمیں نہیں آتے یہ کیوں؟

یہ سن کر رحمت دو عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! اس کو جواب دو تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے

یہودی یہ بتا کہ اگر دو کمرے ہوں ایک میں دولت ہو زر و جواہر ہوں سونا چاندی ہو لیکن دوسرا کمرہ بالکل خالی ہو تو تو یہ بتا کہ اگر چور چوری کرنے آئے تو کس مکان کس کمرہ میں سے چوری کرے گا؟ اس یہودی نے کہا جس مکان (کمرہ) میں دولت ہے۔ آپ نے پوچھا جو مکان بالکل خالی ہے کیا چور اس میں بھی چوری کریگا؟ یہودی نے کہا نہیں۔ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تیرے سوال کا جواب ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان کی دولت ہے جسے شیطان لوٹنا چاہتا ہے، وسوسے دیتا ہے جبکہ تمہارے دلوں میں ایمان ہے ہی نہیں تو شیطان کو کیا پڑی ہے کہ وہ وقت ضائع کرے۔ اس لیے تمہیں وسوسے نہیں دیتا۔

(تفسیر روح البیان، ۱۸۲/۵)

اپیل:

کئی حضرات اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں خیالات اور وسوسے بہت زیادہ آتے ہیں ہم کیا کریں ان کی خدمت میں اپیل ہے کہ وہ پریشان نہ ہوں، نماز کی شرائط یعنی کپڑا پاک، جسم پاک، جگہ پاک ہو اور وقت پر نماز ادا کریں،

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ اپنے فضل اپنی رحمت سے قبول فرمائے گا۔ سرکاری فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے بھول چوک اور وسوسے معاف کر دئے ہیں۔

والسلام

۱۰۵

شیعہ حضرات کے ایک غلط مفروضے کا جواب

حضرت سیّد میراں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے کہہ دیا کہ "سید سنی نہیں تے کاٹھ دی کنی نہیں"، یعنی جس طرح لکڑی کی ھنڈیا چولہے پر نہیں چڑھ سکتی یوں ہی کوئی سید سنی نہیں ہوسکتا۔ یہ سن کر حضرت خواجہ سیّد میراں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آگیا، آپ نے لکڑی کی ہنڈیا منگائی اور اپنے دونوں پاؤں کو پھیلا کر چولہا بنایا اس پر لکڑی کی ہنڈیا رکھ کر اس میں چاول وغیرہ ڈال کر اس پیروں کے بنے ہوئے چولہے میں آگ جلائی حتّٰی کہ چاول پک گئے (اور پاؤں مبارکہ کو کچھ بھی نہ ہوا۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۳۶۲)

سبق:

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں سید سنی نہیں ہو سکتا یہ سراسر غلط ہے بلکہ صحیح النسب سیّد ہوتا ہی سُنّی ہے جیسے کہ اکابر نے اپنی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم یعنی مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رکھے۔ آمین

(آپ ''عقیدہ کی اہمیت'' کا ضرور مطالعہ کریں)

بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۱۰۶

وڈے میاں صاحب نے نماز پڑھا کر نمازیوں کو حافظ قرآن بنا دیا

ایک شخص کی شادی ایک عورت سے ہوئی جو کہ قرآن پاک کی حافظہ تھی مگر وہ شخص ناظرہ خواں بھی نہیں تھا۔ رات جب بیوی کے پاس گیا تو اس نے کہہ دیا پہلے قرآن یاد کر کے آؤ۔ وہ

بہت پریشان ہوا اور حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل المعروف وڈے میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا آپ پڑھنا شروع کریں ہم آپ کو جلدی قرآن مجید یاد کرا دیں گے لیکن وہ اصرار کے ساتھ عرض کر رہا تھا حضور اتنا عرصہ صبر نہیں ہوسکتا آپ کو اس کی عاجزی دیکھ کر رحم آ گیا اور فرمایا کل فجر کی نماز میرے پیچھے پڑھو اور آپ دائیں جانب کھڑے ہوں۔ وہ فجر کے وقت دائیں طرف کھڑا ہو گیا تو جب آپ نے نماز کا سلام دائیں طرف پھیرا تو دائیں طرف والے سارے کے سارے حافظ قرآن ہو گئے اور بائیں طرف سلام پھیرا تو سارے ناخواندہ ناظرہ خواں ہو گئے۔

(علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۳۹۱)

۱۰۷

ایک ہندو جوگی پر غلبہ

حضرت خواجہ محمد اسماعیل صاحب المعروف وڈے میاں صاحب جب لاہور وارد ہوئے تو سب سے پہلے حضور داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے مزار پر انوار پر چالیس دن تک اعتکاف کیا

پھر وہاں سے محلّہ گنج پورہ میں تشریف لائے وہاں ایک پرانی مسجد تھی جس پر ایک ھندو جوگی نے قبضہ کر رکھا تھا وہ جوگی چونکہ شعبدہ باز تھا کسی مسلمان کی ہمت نہ تھی کہ اس جوگی کو وہاں سے نکالے جب وڈے میاں صاحب وہاں تشریف لائے تو آپ نے جوگی کو فرمایا یہ مسلمانوں کی مسجد ہے اسے خالی کردو تو اس جوگی نے کہا جی اس مسجد کو میرے ساتھ محبت ہوگئی ہے اگر میں یہاں سے جاؤں تو یہ مسجد بھی ساتھ جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا، جب وہ مسجد سے نکلا تو مسجد کو بھی جنبش ہوئی اور چلنے لگی تو حضرت وڈے میاں صاحب نے مسجد کی دیوار میں عصا مارا اور فرمایا: (ساکن شو) یعنی ٹھہر جاؤ تو مسجد وہیں ٹھہر گئی اور ہندو جوگی سے نجات مل گئی۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۳۹۰)

سبق:

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا کہ امام الاولیاء داتا حضور قدس سرہٗ کی مزار پر انوار پر بڑے بڑے اکابر اولیاء حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے رہے اور جو لوگ مزارات اولیاء سے فیض حاصل کرنے کو ناجائز کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کج روی سے بچائے۔

١٠٩

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریف والوں نے سات کے ہاں افطاری کی

حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان شریف میں اپنی مسجد میں جلوہ افروز تھے، رمضان مبارک کا مہینہ تھا، ایک عقیدت مند حاضر ہوا اور عرض کی حضور آج افطاری میرے ہاں کریں تو نوازش ہوگی پھر دوسرا آیا پھر تیسرا حتّٰی کہ سات نے افطاری کی دعوت دی، آپ نے سب کی دعوت قبول کی۔ وہاں ایک مولوی صاحب یہ منظر دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ نماز تراویح کے بعد وہ ساتوں آدمی اکٹھے بیٹھے ایک بولا! حضرت شاہ صاحب میرے گھر تشریف لے گئے، دوسرا پھر تیسرا حتّٰی کہ ساتوں ہی اقرار کر رہے تھے کہ حضرت میرے گھر جلوہ افروز ہوئے اور کھانا کھایا مولوی صاحب حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

دوسرے دن نماز اشراق کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی صاحب کو باہر لے گئے، آگے ایک بیری کا درخت

سامنے آیا تو حضرت شاہ صاحب نے مولوی سے فرمایا مولوی صاحب میری طرف دیکھو پھر فرمایا اب بیری کی طرف دیکھو، مولوی صاحب نے دیکھا کہ بیری کے پتے پتے پر حضرت شاہ صاحب جلوہ گر ہیں اور مولوی صاحب یہ منظر دیکھ کر لرز گئے۔

(ماہنامہ ''سلسبیل'' صفحہ ۵۵ فروری ۱۹۶۵)

۱۰۹

سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ نے بیک وقت سب کے ہاں دعوت کھائی

جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے مسئلہ دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مرنے والے کی قبر میں تشریف لاتے ہیں مگر ایک ہی وقت میں مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں تک پہنچتی ہوگی اور نبی کریم ﷺ کی ایک ذات ہے وہ بیک وقت ہر قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں اس کی وضاحت فرمائیے۔

یہ سن کر سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا اے بادشاہ آپ دہلی والوں کو حکم دیں کہ وہ میری دعوت

کریں لیکن شرط یہ ہے کہ دعوت ایک ہی دن ایک ہی وقت میں ہو۔ بادشاہ کے حکم پر بہت سارے (ان گنت) دہلی والوں نے آپ کو دعوت دی اور بادشاہ نے بھی اسی دن اسی وقت کی دعوت دی وہ تاریخ و وقت آیا تو بادشاہ کے ہاں سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ نے دعوت کھائی اور رات وہیں قیام کیا۔ فجر کے بعد بادشاہ جہانگیر نے دعوت کہنے والوں کو بلا کر پوچھا تو سب نے اقرار کیا کہ رات حضرت امام ربانی میرے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ نے دعوت کھائی۔ یہ ماجرا دیکھ کر بادشاہ حیران ہوا تو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے فرمایا بادشاہ میں تو ان کا ادنیٰ امتی ہوں ہر گھر میں بیک وقت پہنچ سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبر میں کیوں نہیں پہنچ سکتے۔ (فیوضات مجددیہ، ص ۱۱)

۱۱۰

حضرت خواجہ محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیک وقت پچاس شہروں میں خطبہ جمعہ پڑھا

سیدنا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت خواجہ محمد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے خَطَبَ فِیْ خَمْسِیْنَ بَلْدَۃٍ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ خُطْبَۃَ

الْجُمُعَةِ وَصَلّٰى بِهِمْ اِمَامًا۔ (تفسیر روح البیان، ۹/ ۶۱۶)

یعنی حضرت شیخ محمد حضرمی نے ایک دن بیک وقت پچاس شہروں میں خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا جن کے غلام جن کے اُمتی ہر جگہ ہر شہر میں بیک وقت جلوہ افروز ہو سکتے ہیں اس آقا کی شانوں کا کیا کہنا۔ مگر

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

۱۱۱

نصیر الدین طوسی شیعہ سے ولی کی نظر میں گدھا بہتر ہے

ایک دن نصیر الدین طوسی شیعہ عالم جو کہ نجوم وفلکیات کا ماہر مانا جاتا تھا وہ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کے لیے جا رہا تھا کسی نے آتے دیکھ کر عرض کیا حضور یہ علامہ طوسی آ رہا ہے حضور خواجہ نے پوچھا یہ کس علم میں ماہر ہے عرض کیا گیا حضور یہ علم نجوم وفلکیات میں بہت ماہر ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے فرمایا اس سے تو سفید گدھا زیادہ

جانتا ہے یہ سن کر علامہ طوسی آگ بگولا ہو کر وہیں سے واپس لوٹا شہر میں ایک چکی والے کے ہاں مہمان ٹھہرا اس چکی والے نے کہہ دیا علامہ صاحب نیچے نہ سوئیں بلکہ اوپر سوئیں کیونکہ آج رات بارش بہت ہوگی۔ علامہ طوسی نے پوچھا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ بارش ہوگی چکی والے نے کہا میرا یہ سفید گدھا جس دن اپنے کان نیچے کو کرتا ہے اس دن خوب بارش ہوتی ہے۔ چنانچہ رات خوب بارش ہوئی تو علامہ طوسی کے کان کھڑے ہو گئے کہ ولی اللہ نے سچ فرمایا تھا کہ اس سے تو سفید گدھا زیادہ علم رکھتا ہے۔ (تفسیر روح البیان ۱۰/۱۹۰)

۱۱۴

سیدی شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے شیخ شادی کو فرمایا دریا سے پار چلے چلو

سیدی خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند قدس سرہٗ شیخ شادی کے ہمراہ جا رہے تھے آگے دریا آ گیا تو فرمایا شیخ شادی پانی کے اوپر چلتے جاؤ مگر شیخ شادی ڈر گئے کہ کہیں ڈوب نہ جاؤں آپ نے دوبارہ فرمایا پھر بھی ڈر گئے تیسری مرتبہ جلال کی نظروں سے

دیکھا اور فرمایا میں جو کہہ رہا ہوں پانی کے اوپر چلتے چلو۔ شیخ شادی نے چلنا شروع کر دیا اور خود سیدی شاہِ نقشبند پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ جب دریا سے پار چلے گئے تو فرمایا شیخ شادی دیکھو تمہارے جوتے کے تلوے تو نہیں بھیگے؟ جب دیکھا تو تلوے بھی خشک تھے۔ (جامع کرامات اولیاء.........)

۱۱۳

سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی نے حضرت امام ربانی کے لیے جبہ مبارک بھیجا

ایک دن سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے، دیکھا کہ ایک نور آسمان سے نمودار ہوا جس سے سارا جہاں روشن ہو گیا اور الہام ہوا کہ آپ سے پانچ سو سال بعد جبکہ جہان میں شرک و بدعت پھیل جائے گی اس وقت ایک ولی پیدا ہو گا جو کہ وحید اُمت یعنی امت سے یکتا ہو گا وہ دنیا سے شرک اور گمراہی کو ملیا میٹ کر دے گا، دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تازگی بخشے گا۔ اس کی صحبت کیمیا ہو گی، اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ صمدیت کے صدر نشین

ہوں گے یہ اس ولی کا نور ہے۔

یہ سن کر سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے اپنا خرقہ مبارکہ اپنی نسبت قادریہ سے لبریز کر کے اپنے صاحبزادے عبدالرزاق (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپرد کیا اور فرمایا جب اس بزرگ کا ظہور ہو یہ جبہ ان کو پہنچا دیں۔ وہ جبہ مبارک آپ کی اولاد میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا ہوا حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا تو حضرت سید کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پوتے شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور جب حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا ظہور ہوا تو حضرت شاہ سکندر کیتھل سے ۱۰۱۲ھ میں سرہند تشریف لائے اور حضرت امام ربانی مراقبہ کی حالت میں تھے، آپ نے وہ جبہ امام ربانی کے کندھوں پر ڈال دیا۔ امام ربانی قدس سرہٗ نے جب سر اٹھایا اور حضرت شاہ سکندر کو موجود پا کر اٹھے شاہ صاحب سے معانقہ کیا اور نسبت قادریہ کے حصول سے بہت زیادہ مسرور ہوئے۔ حضرت شاہ سکندر کیتھلی نے بیان کیا مجھے دادا جان [1] نے حکم دیا کہ جن کی یہ امانت ہے وہ پیدا

---

[1] دادا جان کا وصال ہو چکا تھا۔

ہو گئے ہیں ان کو یہ امانت پہنچا دو، میرے دل میں خیال آیا کہ یہ گھر کی نعمت ہے گھر میں ہی رہے تو مجھے دادا جان شاہ کمال کیتھلی نے تنبیہ بھی فرمائی کہ امانت پہنچا دو لہٰذا میں یہ امانت لے کر آ گیا ہوں۔

(جواہر مجددیہ، ص ۱۰، علمائے ہند کا شاندار ماضی، ص ۲۳۱)

۱۱۴

خواجہ شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش سے بے ادب کو معافی مل گئی

سنجار میں ایک شخص جو کہ اولیاء کرام کی شان میں زبان درازی کیا کرتا تھا وہ قریب المرگ ہوا تو لوگوں نے اس کی تلقین کے لیے اس کے پاس کلمہ شہادت پڑھا مگر اس کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہوتا تھا اور نہ ہی اس کی جان نکلتی تھی لوگ بہت پریشان ہوئے اور حضرت خواجہ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا حضرت شیخ سنجاری قدس سرہٗ اس کے پاس تشریف لائے اور کافی دیر سر جھکا کر مراقبہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور کلمہ شریف پڑھا تو اس شخص نے بھی کلمہ شریف پڑھا بلکہ

بار بار پڑھا اس پر خواجہ سنجاری قدس سرہٗ نے فرمایا یہ شخص اللہ کے ولیوں کی شان میں نکتہ چینی کیا کرتا تھا اس وجہ سے اس کی زبان کو کلمہ شریف پڑھنے سے روک دیا گیا تھا اور میں نے جب (مراقبہ کر کے حال معلوم کیا) تو دربار الٰہی میں اس کی سفارش کی دربار الٰہی سے جواب ملا کہ ہم نے تیری سفارش سے اس کو معاف کر دیا لیکن معافی کے لیے شرط ہے کہ وہ میرے ولی جن کی شان میں یہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا وہ بھی معاف کر دیں تو میں حضرۃ الشریفہ (جہاں اولیاء کرام کی پاک روحیں قیام پذیر ہیں) پہنچ کر اولیاء کرام مثلاً خواجہ معروف کرخی، خواجہ سری سقطی خواجہ جنید بغدادی، خواجہ شیخ شبلی (قدست اسرارہم) کی خدمت میں اس کے لیے معافی چاہی تو ان حضرات نے میری سفارش کو قبول کرتے ہوئے اس کو معاف کر دیا تو اس کی زبان کلمہ شہادت کے لیے کھل گئی اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کر دیا پھر اس قریب المرگ نے بتایا کہ جب تم میرے پاس تلقین کے لیے کلمہ شریف پڑھتے تھے اور میں بھی کلمہ شریف پڑھنا چاہتا تھا تو ایک سیاہ رنگ کی چیز میری زبان پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی کہ میں تیری

بے ادبی ہوں جو تو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی شان میں کیا کرتا تھا میں تجھے کلمہ نہیں پڑھنے دوں گی پھر جب حضرت خواجہ سوید سنجاری نے معافی لے دی اور اولیاء کرام نے معاف کر دیا تو ایک نور چمکتا ہوا آیا اور اس نے اس سیاہ رنگ کی چیز کو بھگا دیا اور کہا میں اولیاء کرام کی رضا اور معافی ہوں اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ نور کے گھوڑے زمین و آسمان کے درمیان دوڑ رہے ہیں ان پر سوار بھی نور کے ہیں اور وہ پڑھ رہے ہیں:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ.

اور وہ شخص کلمہ شہادت پڑھتے پڑھتے دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۲/ ۱۰۸، قلائد الجواہر، ص ۲۵۵)

سبق:

اس واقعہ سے ہمیں سبق ملا کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی شان میں زبان درازی کرنا بڑی ہی حرمان نصیبی ہے ایسے شخص کا ایمان کے ساتھ دنیا سے جانا بہت مشکل ہے۔

سیدنا امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قَالَ الشُّيُوْخُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَقَلُّ عُقُوْبَةِ الْمُنْكِرِ عَلَى الصَّالِحِيْنَ اَنْ يُحَرِّمَ بَرَكَتَهُمْ قَالُوْا وَيُخْشٰى عَلَيْهِ سُوْءَ الْخَاتِمَةِ.

(روض الریاحین، ص ۸)

یعنی مشائخ کرام نے فرمایا جو شخص اولیاء اللہ کی شان کا انکار کرے وہ اللہ والوں کی برکتوں سے محروم رہ جاتا ہے اور ڈر ہے کہ ایسے کا ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔

مَعَاذَ اللّٰہِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰہِ.

۱۱۵

سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بے ادبی کرنے والا بے ایمان مرگیا

مولانا عبدالجبار کو کسی نے بتایا کہ مولوی عبدالعلی اہل حدیث جو کہ آپ کے مدرسہ غزنویہ میں پڑھتا ہے اور وہ امرتسر کی مسجد تیلیانوالی میں امام بھی ہے اس عبدالعلی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے میں بہتر ہوں کیونکہ امام صاحب کو صرف سترہ ۱۷ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے زیادہ یاد ہیں یہ سن کر مولانا

عبدالجبار جو کہ بزرگوں کا بہت ادب کرتے تھے حکم دیا اس نالائق عبدالعلی کو مدرسہ سے نکال دیا جائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ وہ عنقریب مرتد ہو جائے گا چنانچہ اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا پھر ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ مولوی عبدالعلی مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔ زاں بعد کسی نے مولانا عبدالجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔ سن کر فرمایا جب مجھے اس کی گستاخی (کہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر ہوں) کی خبر ملی اسی وقت میرے سامنے بخاری شریف کی حدیث:

مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ.

آ گئی یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس کسی نے میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کی میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں پھر مولانا عبدالجبار نے فرمایا میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ولی تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے اور ایمان سے اعلیٰ چیز کوئی نہیں اس لیے عبدالعلی کے پاس ایمان

کیسے رہ سکتا تھا۔ (کتاب مولانا داؤد غزنوی، ص ۱۹۱)

ان واقعات سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو کہ کافروں کے حق میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو پڑھ کر ولیوں پر چسپاں کر کے نکتہ چینی کرتے ہیں اور ولیوں کو نکمے ناکارہ ثابت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا کرے۔

۱۱۶

ایک مولوی صاحب (غیر عقیدہ والے) نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف رسالہ لکھا سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں وہ رسالہ کسی دوست نے مجھے دکھایا تو میں نے اسی رات خواب میں عجیب منظر دیکھا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فضا میں ستر گز اونچے ہیں اور ان کا نور سورج کے نور کی طرح ہے اور اس رسالہ لکھنے والے عالم کو دیکھا کہ وہ امام اعظم قدس سرہٗ کے سامنے یوں ہے جیسے گندگی کا کیڑا ہوتا ہے حالانکہ امام اعظم قدس سرہٗ کا چہرہ سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ (شواہد الحق، ص ۳۹۳)

۱۱۷

بے ادبی کرنے والوں کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے

ایک شخص کفن چور تھا وہ مردوں کے کفن قبروں سے نکال کر فروخت کیا کرتا تھا شیخ ابو اسحاق فرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ وہ کفن چور اکثر اوقات ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا لیکن وہ اپنا نصف چہرہ چھپائے رکھتا تھا ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہم سے محبت بھی کرتا ہے اکثر اوقات ہمارے ہاں اُٹھتا بیٹھتا ہے لیکن تو اپنا چہرہ کیوں چھپائے رکھتا ہے اس نے کہا آپ مجھے امان دیں تو میں آپ کو وجہ بتاتا ہوں میں نے کہا ہاں تیرے لیے امان ہے پھر اس نے بتایا کہ میں کفن چور تھا ایک دن نیک خاتون فوت ہوئی تو میں رات کو اُٹھا اور اس کی قبر پر گیا، قبر کھولی اور اس کا کفن پکڑ کر کھینچا لیکن وہ کفن کھنچتا نہیں تھا کیونکہ اس عورت نے کفن کو پکڑ لیا تھا میں نے کہا دیکھتے ہیں کون کامیاب ہوتا ہے میں نے گھٹنے کے بل ہو کر کفن کو پکڑا اور کھینچنے لگا تو اس اللہ کی بندی نے میرے منہ پر طمانچہ مار دیا پھر اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو پانچوں انگلیوں کے نشان اس کے

منہ پر موجود تھے شیخ ابو اسحاق فرماتے ہیں میں نے اس سے پوچھا پھر کیا ہوا تو اس نے بتایا کہ میں نے اس پاکدامنہ کی قبر بند کر دی مٹی ڈال کر برابر کر کے وہیں پر سچی توبہ کی یا اللہ آج سے میری سچی توبہ میں آئندہ یہ کام نہیں کروں گا۔ حضرت شیخ ابو اسحاق فرماتے ہیں میں نے یہ واقعہ امام اوزاعی کو لکھا تو امام اوزاعی نے خط پڑھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. پڑھا اور میری طرف خط لکھا کہ آپ اس کفن چور سے پوچھیں کہ تو نے کبھی دیکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو مرتے ہیں کبھی کسی کا منہ قبلہ سے پھرا ہو؟ میں نے اس سے جب یہ سوال کیا تو اس نے کہا میں نے بہت سے لوگوں کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا دیکھا ہے میں نے امام اوزاعی کو یہ واقعہ لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا جن کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے ہیں ان کا ایمان پر خاتمہ نہیں ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

۱۱۸

دل میں اولیاء کرام کے متعلق بغض رکھنے والے کا منہ قبلہ سے پھر گیا

خواجہ خواجگان سید معین الدین غریب نواز چشتی اجمیری قدس سرہٗ نے فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص تھا جو کہ دل میں ولیوں کے متعلق بغض رکھتا تھا جب بھی کسی درویش اللہ والے کو دیکھتا اس سے منہ پھیر لیتا پھر جب وہ مر گیا اور اسے قبر میں رکھا اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا کئی بار اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا لیکن ہر بار پھر جاتا لوگ حیران ہو گئے تو ہاتف سے آواز آئی تکلیف مت اُٹھاؤ اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں رہ سکتا کیوں کہ یہ میرے ولیوں سے منہ پھیر لیا کرتا تھا ایسے لوگوں سے میری رحمت منہ پھیر لیتی ہے اور یہ شخص راندہ درگاہ ہو گیا ہے اور قیامت کے دن خنزیر کی صورت میں اُٹھایا جائے گا۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

(دلیل العارفین، ص ۴۳)

مندرجہ بالا واقعات سے ہمیں سبق ملا کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں نبیوں ولیوں کے متعلق دل میں بغض رکھنے والے کا

ایمان پر خاتمہ ہونا بہت ہی مشکل ہے۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

۱۱۹

حضور غوث اعظم قدس سرہ کے فرمان

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ کا ثبوت

حضرت شیخ محمد بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق میں اپنے متوسلین کے ہمراہ تشریف رکھتے تھے یکایک آپ کی گردن جھکی لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا اس وقت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد کی مجلس وعظ میں فرمایا ہے:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔

میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔

تو مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن جھک گئی لوگوں نے اس تاریخ کو یاد کرلیا تو کچھ دنوں کے بعد بہت کثرت سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی (قدس سرہ) کے متعلق متعدد خبریں آئیں کہ آپ نے اس تاریخ میں یہ فرمایا تھا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

(جامع کرامات اولیاء، ۱/۲۲۰، جمال اولیاء، ص ۱۱۹)

۱۲۰

جب محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم جیلانی قدس سرہ نے یہ فرمایا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

تو شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سر جھکا دیا اور تین بار کہا:

عَلٰی رَأْسِیْ ، عَلٰی رَأْسِیْ ، عَلٰی رَأْسِیْ.

یعنی سرکار غوث اعظم کا قدم مبارک میرے سر پر، میرے سر پر، میرے سر پر۔ (نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۸۹)

بلکہ دور دراز علاقوں کے اولیاء کرام نے سر جھکا دیئے اور سر تسلیم خم کر دیا۔

۱۲۱

حضرت خواجہ احمد قدس سرہ رواقہ میں تھے کہ اچانک آپ نے گردن لمبی کی اور کہا: عَلٰی رَقَبَتِیْ، حاضرین نے

سوال کیا تو فرمایا:

قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ الْآنَ بِبَغْدَادَ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

(نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۰)

یعنی فرمایا کہ بغداد میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

۱۳۲

حضرت شیخ ابو مدین قدس سرہ اپنے احباب میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے سر جھکا دیا اور کہا:

اَنَـا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ اَنِّیْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ.

(نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۰)

یعنی میں بھی ان میں سے ہوں جن کی گردن پر یا غوث آپ کا قدم مبارک ہے یا اللہ میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا ہے اور مان لیا ہے۔ جب احباب کے پوچھنے پر آپ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی

قدس سرہ بغداد میں یہ فرمارہے ہیں تو سامعین سب کے سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

۱۲۳

حضرت شیخ عبدالرحیم قدس سرہ قنا میں تھے کہ اچانک آپ نے گردن جھکا دی اور کہا:

صَدَقَ الصَّادِقُ الصُّدُوْقُ.

یعنی سچے نے اور بہت زیادہ سچے نے سچ فرمایا۔

احباب نے پوچھا حضور وہ کون ہے تو فرمایا وہ شیخ عبدالقادر غوث اعظم ہیں بغداد میں فرمارہے ہیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

اور مشرق و مغرب کے مشائخ نے بطور تواضع اپنی گردنیں جھکا دی ہیں۔ (نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۰)

سیدنا امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

رُوِیَ بِاَسَانِیْدِ کَثِیْرَةٍ مِنْ طُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ کِبَارِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ لَمْ یَقُلْ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْاَمْرِ. (نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۰)

یعنی متعدد طریقوں سے اور بہت ساری سندوں سے مروی ہے کہ سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہی ہے۔

اَللّٰہُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَلِمِیْنَ۔

۱۲۴

نیز حضرت شیخ ابوقاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ وہ کہیں:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ۔

تو میں نے مشرق ومغرب کے اولیاء کرام کو دیکھا کہ سب نے تواضع سے اپنے سروں کو جھکا دیا مگر ایک عجمی شخص نے ایسا نہ کیا تو اس کا حال (ولایت) سلب ہوگئی (چھن گئی)۔

(نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۱)

۱۲۵

حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشائخ کبار کی ایک بہت بڑی جماعت نے پہلے ہی سے فرما دیا تھا کہ غوث اعظم جیلانی قدس سرہ یہ قول مبارک ارشاد فرمائیں گے۔ جن میں

سے شیخ عبداللہ جونی اور سیدنا الشیخ یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہما ہیں اور شیخ تاج العارفین ابو الوفا اور حضرت شیخ عقیل منجی اور حضرت شیخ حماد دباس اور سیدنا غوث الزمان ہیں جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۲)

۱۲۶

حضرت امام یافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت کے ابدال عشر نے بھی سر تسلیم خم کیا مثلاً حضرت شیخ بقا، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ موسیٰ زولی، شیخ احمد رفاعی، شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی، شیخ محمد بن عبید بصری، شیخ حیاۃ بن قیس حرانی، شیخ ابو مدین مغربی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

۱۲۷

حضرت شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ جو کہ اکثر اوقات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے فرماتے ہیں میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازا گیا تو میں نے دربار رسالت میں عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا ہے:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

یہ سن کر جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ وَكَیْفَ لَا وَهُوَ الْقُطْبُ وَاَنَا اَرْعَاهُ. (نشر المحاسن الغالیہ ص ۳۹۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے کیسے سچ نہ ہو جبکہ وہ قطب ہیں اور میں ان کی نگرانی کرتا ہوں۔

۱۲۸

حضرت شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا تھا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

تو جتنے بھی روئے زمین پر اولیاء کرام تھے سب نے تواضع کے طور پر اور غوث اعظم قدس سرہ کے مرتبہ و مقام کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا سر جھکا دیا اور کوئی مجلس مسلمان جنوں کی باقی نہ رہی جس میں اس بات کا چرچا نہ ہوا اور پھر روئے

زمین سے جنوں کے وفود سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے دربار سلام کرنے اور توبہ کرنے کے لیے حاضر ہوتے رہے حتیٰ کہ دربار غوثیت مآب میں جنوں کا جھمگھٹا ہو گیا۔

(نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۴)

حضرت شیخ بقا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

تو فرشتوں نے کہا: صَدَقْتَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ یعنی آپ نے سچ فرمایا۔ (نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۴)

۱۲۹

حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

اس وقت حق تعالیٰ نے غوث اعظم محبوب سبحانی کے دل مبارک پر تجلی فرمائی تھی اور حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ مقربین کے ہاتھ خلعت بھیجی تھی جو کہ اولیاء کرام کی موجودگی

مقربین نے غوث اعظم قدس سرہ کو پہنا دی تھی۔

(نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۶)

۱۳۰

حضرت شیخ ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ایک دن حضرت شیخ حماد دباس کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ان کی صحبت میں باادب بیٹھے تھے اور جب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اُٹھ کر چلے گئے تو حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس عجمی جوان کا مقام اپنے وقت کے اولیاء کرام کی گردنوں سے بہت اونچا ہوگا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ کہیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔

اور اس وقت کے اولیاء کرام کی گردنیں تواضع کے طور پر جھک جائے گی۔ (نشر المحاسن العالیہ، ص ۲۹۲)

اے ہمارے رب کریم ہمیں بھی ان کے فیوض و برکات حاصل کرنے والوں میں سے کر۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ۔

۱۳۱

حضرت شیخ ابوبکر ہوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں فرمایا عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد کامل ظاہر ہوگا جس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک بلند مقام ہوگا۔ ان کا نام مبارک عبدالقادر ہوگا اور بغداد ان کی جائے رہائش ہوگی وہ اعلان کریں گے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے اور ان کے زمانے کے اولیائے کرام ان کے ارشاد گرامی کی تعمیل کریں گے اور وہ اپنے وقت کے فرد ہوں گے۔

(طبقات کبریٰ۔ قدم الشیخ عبدالقادر۔ ص ۱۱۳)

۱۳۲

حضرت شیخ یوسف ہمدانی قدس سرہ نے فرمایا میں نے حضرت شیخ ابواحمد جونی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ عنقریب اہل عجم میں ایک سعادت مند بچے کی ولادت ہوگی جو کرامات میں عظیم مرتبہ والا ہوگا تمام اولیاء کرام کے نزدیک وہ مقبول ہوں گے وہ اعلان کریں گے کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے اور تمام ہم عصر اولیاء کرام ان کے قدم مبارک

کے نیچے مندرج ہوں گے جس کی وجہ سے انہیں اہل زمان پر فضیلت ہوگی اور جس کسی نے ان کی زیارت کی وہ ان سے فیض حاصل کرے گا۔

(نشر المحاسن العالیہ، قدم الشیخ عبد القادر، ص ۱۱۴)

۱۳۴

حضرت شیخ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ تشریف لاتے تو حضرت ابو الوفا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے فرماتے اللہ تعالیٰ کے ولی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور کبھی کبھی آپ سرکار غوث اعظم قدس سرہ کے استقبال کے لیے چند قدم چل کر آتے جب بار بار اس طرح کے تعظیمی امور سرزد ہوئے تو حاضرین نے سوال کیا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو حضرت شیخ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اس نوجوان کا جب دور آئے گا تو خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ علی الاعلان بغداد میں فرما رہے ہیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

اور یہ اس فرمان میں حق بجانب ہوں گے اور ان کے لیے وقت کے تمام اولیاء کرام کی گردنیں جھک جائیں گی۔

(طبقات کبریٰ، قدم الشیخ عبد القادر، ص ۱۱۵)

۱۳۴

حضرت شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عنقریب عراق میں ایک عجمی نوجوان سید ظاہر ہوں گے جو کہ بغداد میں لوگوں کو خطاب کریں گے ان کی کرامتوں کو خاص و عام جانیں گے اور وہ اپنے وقت کے قطب ہوں گے اور وہ اعلان کریں گے:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

اور ان کے لیے اس اعلان پر اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں گے اگر میں ان کے زمانہ مبارک میں ہوتا تو ضرور ان کے لیے اپنی گردن جھکا دیتا۔

(طبقات کبریٰ، قدم الشیخ عبد القادر، ص ۱۱۶)

۱۳۵

حضرت شیخ علی بن وہب سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں کچھ بزرگان دین حاضر ہوئے تو حضرت شیخ سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا تم کس علاقے سے آئے ہو انہوں نے بتایا ہم جیلان سے آئے ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کو ممتاز فرمایا ہے وہ عنقریب عراق میں ظاہر ہوگا اور وہ بغداد میں فرمائے گا:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

میرا یہ قدم ہر ہر ولی کی گردن پر ہے اور اس وقت کے اولیاء کرام ان کی فضیلت کا اعتراف کریں گے۔

(طبقات کبری، قدم الشیخ عبدالقادر، ص ۱۱۷)

۱۳۶

حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آیا مشائخ متقدمین میں سے کسی نے ایسا فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا غوث اعظم قدس سرہ نے فرمایا ہے تو حضرت شیخ عدی نے فرمایا ایسا کسی نے نہیں فرمایا پھر آپ سے پوچھا گیا کہ یہ فرمان کیوں فرمایا گیا ہے آپ نے فرمایا یہ مقام فردیت کو ظاہر کرتا ہے سائل نے پوچھا اور بھی تو مقام فردیت والے گزرے ہوں گے انہوں

نے کیوں نہیں فرمایا تو حضرت شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی اور کو اس فرمان کا حکم نہیں یہ صرف سیدنا غوث اعظم کو ہی حکم ملا ہے جس پر تمام اولیاء کرام نے گردنیں جھکا دی تھیں پھر فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ فرشتوں نے حکم الٰہی کی وجہ سے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا تھا۔

(طبقات کبریٰ، قدم الشیخ عبدالقادر، ص ۱۱۹)

۱۳۷

حضرت شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم جیلانی قدس

سرہٗ کے اس فرمان پر سب سے پہلے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھا تھا اور جب حضرت شیخ علی ہیتی سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو اس کا حکم دیا گیا تھا کہ فرمائیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

نیز آپ کو اس بات کی بھی اجازت تھی کہ جو انکار کرے اس کو ولایت سے معزول کریں تو میں نے ارادہ کیا کہ جلدی سے سبقت لے جاؤں۔ (طبقات کبریٰ، قدم الشیخ عبدالقادر، ص ۱۲۰)

﴿۱۳۸﴾

حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا واقعی حضور غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کو اس فرمان کا حکم دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا واقعی غوث اعظم قدس سرہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان کیا تھا۔ (طبقات کبریٰ، قدم الشیخ عبدالقادر، ص۱۲۲)

﴿۱۳۹﴾

حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے ایک طویل عرصہ حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے زیر سایہ گزارا ہے اور آپ کے عرفان سے خوشگوار جام نوش کیے ہیں آپ کے انفاس صادقہ کا ظہور ہوتا تو جہان میں آگ کی طرح انوار کی شعائیں پھیل جاتیں پھر آپ کو حکم ملا کہ آپ فرمائیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللهِ.

جس پر اولیاء کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں تو ان اولیاء کرام کے دلوں میں نور کا اضافہ ہوا ان کے اعمال میں برکت ہوئی اور ان کے احوال بلند ہوئے۔

(طبقات کبریٰ، قدم الشیخ عبدالقادر، ص۱۲۲)

فقیر ابو سعید غفرلہ نے مندرجہ بالا حوالہ جات اس لیے پیش کیے ہیں کہ کچھ لوگ باوجود خود کو اہل سنت و جماعت کہلانے کے سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہ کے فرمان ذیشان:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ.

کی اہمیت کم کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ نیز دیگر اولیاء کرام کا نیاز مند رکھے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

۱۴۰

ولی کی نظر کا کمال

حضرت خضر ہمدانی قدس سرہ نے فرمایا ایک فقیر کو دیکھا کہ دمشق کی مسجد میں گودڑی لپیٹے بیٹھا تھا آپ نے اسے دیکھ کر فرمادیا یہ بادشاہ بنے گا تو وہ بادشاہ بن گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۲/۱۰۹)

علامہ نبہانی کا دربارِ رسالت میں مرتبہ ومقام

مدینہ منورہ میں ایک بزرگ تھے جو کہ زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت مشرف ہوتے تھے ایک دن کسی نے عاشق رسول حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک رسالہ لکھا اور وہ رسالہ اس نے اس مدنی بزرگ کو دیا انہوں نے وہ رسالہ گھر میں رکھ دیا تو زیارت کے انعام سے محروم ہو گئے اور بہت پریشان ہوئے پھر کچھ مدت کے بعد زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے تو عرض کیا حضور مجھ سے کون سی غلطی ہو گئی ہے کہ میں زیارت کی نعمت سے محروم ہو گیا ہوں یہ سن کر حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَيْفَ تَرَانِىْ وَعِنْدَكَ هٰذَا الْكِتَابُ الَّذِىْ يَطْعَنُ فِيْهِ صَاحِبُهٗ عَلٰى حَبِيْبِنَا النَّبَهَانِىْ.

تجھے میری زیارت کیسے نصیب ہو جبکہ تیرے گھر میں وہ کتاب ہے جس میں مصنف نے ہمارے محبوب پر طعن کیا ہے آنکھ کھلی تو میں نے وہ کتاب جلا دی تو پھر زیارت والا سلسلہ

شروع ہوگیا۔

(جامع کرامات اولیاء،ص ۷)

سبحان اللہ! سبحان اللہ! جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب اپنا محبوب فرمائیں اس کی روز قیامت کیسی شان ہوگی۔

۱۴۲

ولی کو پہچاننے کی کسوٹی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے

جامع کرامات اولیاء میں ہے:

قِيْلَ الْوَلِىُّ مَنْ تَوَالَتْ اَفْعَالُهٗ عَلٰى مُوَافَقَةِ الشَّرْعِ الشَّرِيْفِ وَكُلُّ مَنْ كَانَ لِلشَّرْعِ عَلَيْهِ اِعْتِرَاضٌ فَلَيْسَ بِوَلِيٍّ وَاِنْ طَارَ فِي الْهَوَاءِ وَمَشٰى عَلَى الْمَاءِ وَعَلٰى هٰذَا فَكُلُّ مَنْ اِدَّعٰى اَنَّهٗ وَصَلَ اَىَّ حَالَةٍ تَسْقُطُ عَنْهُ الصَّلٰوةُ اَوِ الصِّيَامُ وَتُجِيْزُ لَهٗ اَنْ يَّفْعَلَ شَيْئًا مِنَ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ فَهُوَ ضَالٌّ مُضِلٌّ كَذَّابٌ.

(جامع کرامات اولیاء،ص ۷)

یعنی ولی وہ ہوتا ہے جس کے اعمال شریعت مطہرہ کے

موافق ہوں لہذا ہر وہ شخص جس کے کردار پر شریعت مطہرہ کو اعتراض ہو وہ ولی نہیں ہوسکتا خواہ وہ ہوا میں اڑے خواہ پانی پر چلے۔ الحاصل جو شخص یہ دعوی کرے کہ میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ مجھے نماز روزہ معاف ہوگیا ہے اور مجھ پر شریعت کی کوئی پابندی نہیں ایسا شخص گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا کذاب ہے۔

تنبیہ

آج کل ایسے بہت سارے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو کہ شعبدہ بازی دکھا کر لوگوں کو گرویدہ کر لیتے ہیں کھوٹے کھرے کی کسوٹی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاک ہے جو شرع کے خلاف ہے وہ شیطان کا چیلہ ہے بچو بچو ایسوں سے بچو اور اپنا ایمان بچاؤ۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل۔

۱۴۳

اولیاء کرام کا دربار الٰہی میں مقام

خواجہ خواجگان سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ کے ہاں ان

کی زیارت کے لیے خواجہ شقیق بلخی اور حضرت خواجہ ابو تراب نخشی رحمہما اللہ تعالیٰ آئے۔ حضرت خواجہ بسطامی نے فرمایا دستر خوان لاؤ دستر خوان بچھا دیا گیا تو خواجہ شقیق بلخی نے خادم سے فرمایا بیٹا تو بھی ہمارے ساتھ بیٹھ اور کھا اس خادم نے عذر پیش کیا کہ میرا روزہ ہے یہ سن کر خواجہ ابو تراب نخشی نے فرمایا آ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا اور تیرے لیے ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب وہ خادم نہ مانا پھر خواجہ شقیق بلخی نے فرمایا آ ہمارے ساتھ کھانا کھا اور تیرے لیے سال بھر کے روزوں کا ثواب وہ پھر بھی نہ مانا تو حضرت خواجہ بسطامی قدس سرہ نے فرمایا اسے رہنے دو یہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر گیا ہے تو کچھ عرصہ کے بعد وہ چوری کے الزام میں پکڑا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

(جامع کرامات اولیاء، ۲/۱۳۴)

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ غَضَبِ اَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ.

اَللّٰہُمَّ اَفِضْ عَلَیْنَا مِنْ فُیُوْضَاتِہِمْ وَبَرَکَاتِہِمْ.

۱۴۴

سیدنا خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا بچپن میں مقام و مرتبہ

سیدنا شقیق بلخی علیہ الرحمۃ حج کے لیے روانہ ہوئے تو بسطام پہنچے اور ایک مسجد میں وعظ شروع کیا مسجد کے باہر کچھ بچے کھیل رہے تھے جن میں خواجہ بایزید بسطامی بھی تھے حضرت خواجہ بسطامی اپنے بچپن کی عمر میں کھیلتے مسجد کے قریب آجاتے تو اچانک ان پر حضرت شقیق بلخی کی نظر پڑھ گئی تو دیکھ کر فرمایا یہ بچہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوگا تو ایسا ہی ہوا۔

۱۴۵

خواجہ غوث ملتانی قدس سرہٗ سے مرید نے دور سے مدد مانگی تو آپ مدد کو پہنچ گئے

شیخ الاسلام سیدنا غوث بہاء الحق ملتانی قدس سرہ کے ایک مرید خواجہ کمال الدین جو کہ بہت مالدار تھے اور جواہرات کا کاروبار کرتے تھے ایک مرتبہ اردن سے جہاز پر سوار ہو کر

عدن کی طرف روانہ ہوئے اثنائے سفر میں سمندر میں طوفان آ گیا جہاز کا مستول ٹوٹ گیا اور پانی کی لہریں اوپر تک آرہی تھیں قریب تھا کہ جہاز ڈوب جائے (اس زمانہ میں مشینری یعنی انجن والے جہاز نہیں تھے) اس وقت خواجہ کمال الدین نے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا:

اے پیر دستگیر المدد المدد تو قدرت الٰہی سے خواجہ غوث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جہاز پر اسی وقت جلوہ نما ہوئے اور جہاز والوں کو نجات کی خوشخبری سنائی اور غائب ہو گئے پھر اسی وقت طوفان تھم گیا اور جہاز صحیح سلامت عدن کی طرف روانہ ہو گیا اور بخیریت عدن کی بندرگاہ پر پہنچ گیا جہاز والے یہ کرامت دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے۔ (تذکرہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، ص ۲۰۳)

۱۳۶

بدعقیدہ کا ٹھکانا دوزخ ہے خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہو

شیخ الاسلام غوث ملتانی قدس سرہٗ کے صاحبزادے خواجہ صدر الدین کو نحو کی کتاب مُفَصَّل (جو کہ علامہ زمخشری کی تصنیف

ہے) پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور اپنے والد ماجد شیخ الاسلام غوث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا کل صبح فیصلہ کریں گے جب رات ہوئی اور خواجہ صدر الدین سو گئے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں میں جکڑ کر لیے جا رہے ہیں خواجہ صدر الدین نے پوچھا یہ کون ہے جسے لیے جا رہے ہو جواب ملا مُفَصَّل کا مصنف زمخشری ہے اسے دوزخ میں لیے جا رہے ہیں حاشیہ پر لکھا ہے کہ زمخشری کا عقیدہ باطل تھا۔

(تذکرہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، ص ۲۰۹)

تنبیہ

اس سے ہمیں سبق ملا کہ جس کا عقیدہ غلط ہو وہ دوزخی ہے وہ جنت نہیں جا سکتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ سید العالمین اکرم الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ (اَوْ كَمَا قَالَ).

یعنی اے بلال اُٹھ اور اعلان کر جنت میں وہی جا سکتا ہے جو مومن ہے اور مومن وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت ہو۔ اسی لیے مفکر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا ہے:

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

یعنی اے مسلمان تو اپنے آپ کو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے کیونکہ سارا دین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور اگر تو نے اپنے آپ کو مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچایا تو تیرا سب کچھ ابو لہب ہے۔

تفصیل کے لیے عقیدہ کی اہمیت اور حمایت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کریں۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی مُعْتَقَدَاتِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَاحْشُرْنَا مَعَھُمْ بِجَاہِ مَنِ اتَّخَذْتَہٗ حَبِیْبًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

دعاء

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اپنے پیارے نبیوں ولیوں کا نیاز مند رکھے اور اعتراضات و نکتہ چینی سے بچائے۔

بِجَاہِ حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ ولاحبابہ)

مفتی آباد ضلع فیصل آباد

۵ ربیع الاول شریف ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۹۸ء

سوال

آپ نے باب اول میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات اور اختیارات کو احادیث مبارکہ اور مضبوط دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ اس سے انکار ممکن ہی نہیں اور یوں ہی باب دوم میں اولیاء کرام کے تصرفات کو کثیر اور مضبوط دلائل سے ثابت کیا کہ ان کا انکار گویا دوپہر کے وقت درخشندہ سورج کا انکار ہے لیکن سوال یہ ہے کہ نبیوں ولیوں کے تصرفات کا انکار کرنے والے کیوں انکار کرتے ہیں حالانکہ انکار کی کوئی وجہ نہیں یہ تو محض ہٹ دھرمی ہی نظر آتی ہے۔ بہرحال آپ سے گزارش ہے کہ آپ انکار کی وجہ سے مطلع فرمائیں ہوسکتا ہے کسی مسلمان کو راہ راست مل جائے اور وہ اللہ تعالٰی کے قہر و غضب سے بچ جائے۔

سائل: محمد عباس علی، چک نمبر ۴۷/ر ب لوہکے

جواب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ اِهۡدِنَــــا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝ (الفاتحہ)

نہ ماننے کی تین وجہیں ہیں

پہلی وجہ:

نہ ماننے والوں کو نسبت صدیقی میسر نہیں بلکہ وہ نسبت ابوجہلی کو اپنائے ہوئے ہیں ابوجہل اور اس کی پارٹی آنکھوں کے سامنے ہزاروں معجزات مبارکہ دیکھتے انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا انہوں نے جانوروں کو توحید و رسالت کی گواہی دیتے دیکھا انہوں نے درختوں کو چل کر آتے دیکھا مگر ان کے دلوں میں جو بغض بھرا ہوا تھا اس کی وجہ سے وہ انکاری ہو گئے ادھر یہی ابوجہل جب اس نے معراج مصطفےٰ ﷺ کا واقعہ سنا تو بھاگا بھاگا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا آج محمد (ﷺ) نے یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ میں آسمانوں پر گیا اور یہ دیکھا وہ دیکھا تو سیدنا صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ سید العاشقین ہیں نے سن کر فرمایا اگر میرے آقا ﷺ نے فرمایا ہے تو میں بغیر دلیل کے مانتا ہوں بس اسی نسبت صدیقی کا فقدان ہے اور جب تک دل سے ابوجہلی بغض نہ نکلے ان کو عظمت مصطفےٰ ﷺ کی خوشبو کیسے معطر کر سکتی ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کی ہے (تمثیل) ایک گودھا (گندگی کا کیڑا) اور بھوندا (پھلواڑی کا کیڑا) دونوں کی ملاقات ہو گئی پھلواڑی کے کیڑے نے گندگی کے کیڑے کو دعوت دی کہ آپ میرے ہاں آئیں میں آپ کو پھلواڑی کی سیر کراؤں گا آپ دیکھیں کیسی کیسی خوشبوئیں ہے اس گندگی کے کیڑے نے دعوت قبول کر لی اور جب وہ جانے لگا تو اس نے ایک گندگی کی گولی منہ میں رکھ لی اور چلا گیا میزبان بہت خوش ہوا اس نے پھلواڑی کی سیر کرائی اور بتایا یہ گلاب ہے یہ چنبیلی ہے یہ موتیا ہے جب سیر سے فارغ ہوئے تو میزبان نے مہمان سے پوچھا کیوں دماغ معطر ہوا یا کہ نہیں تو مہمان (گندگی کے کیڑے) نے کہا مجھے تو کوئی خوشبو محسوس نہیں ہوئی میزبان بڑا حیران ہوا اور جب جھک کر

دیکھا تو گندگی کی گولی نظر آئی اور اس نے کہا تیرا بیڑا غرق پہلے اس گندگی کی گولی کو نکال پھر تجھے پتہ چلے گا کہ گلاب کی کیسی خوشبو ہے چنبیلی اور موتیے کی کیسی خوشبو ہے یہی حال ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہے کہ اپنے دماغ سے بغض کی گولی نکالیں تو انہیں پتہ چلے کہ نبوت کی کیا شان ہے اور ولایت کی کیا شان ہے اسی بغض کی وجہ سے صاف صریح احادیث مبارکہ کا انکار کر رہے ہیں اور وہی الاپ کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو نسبت صدیقی عطا فرمائے تاکہ ہم دوزخ سے بچ جائیں کیونکہ بے ادب کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

دوسری وجہ:

دوسری وجہ یہ ہے کہ نظر کے اعتبار سے انسان تین قسم کے ہوتے ہیں انکھیارا۔ کانا اور بھینگا۔ انکھیارا وہ ہوتا ہے جس کے نظر ٹھیک ہو۔ کانا وہ ہوتا ہے جس کی ایک آنکھ اندھی ہوگئی ہو۔ بھینگا وہ ہوتا ہے جس کو ہر چیز دو نظر آتی ہیں۔ ان انکار کرنے والوں کی آنکھ میں بھینگا پن ہے ان کو خدا تعالیٰ الگ نظر آتا ہے

اور ولی نبی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں الگ نظر آتے ہیں لہٰذا جب بھی کوئی کمال کوئی تصرف کوئی اختیار کسی نبی ولی کے لیے بطور معجزہ یا کرامت ثابت کیا جائے تو بھینگی نظر والوں کو شرک نظر آتا ہے کیونکہ وہ ہر کمال کو نبیوں ولیوں کا ذاتی کمال سمجھتے ہیں اس لیے وہ ہر بات پر شرک کی رٹ لگاتے ہیں لیکن انکھیارا یعنی جس کی نظر صحیح ہے وہ صحیح دیکھتا ہے کہ بس اللہ ہی اللہ ہے اور نبی ولی مظہر قدرت الٰہی ہیں یعنی معجزہ یا کرامت یہ اللہ تعالیٰ قادر و قیوم کی ہی قدرت ہے جو کہ نبی ولی میں ظاہر ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں ہے۔

مَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہٗ. (بخاری)

یعنی میرا ولی نفلی عبادت کرتے کرتے میرا قرب چاہتا ہے اور جب اسے میرا قرب حاصل ہو جائے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ میری قدرت سے سنتا ہے اور میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں تو وہ میری قدرت سے دیکھتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنکھ اللہ تعالیٰ کے ولی کی ہوتی ہے اور قدرت

اللہ تعالیٰ کی۔ کان ولی اللہ کا ہوتا ہے لیکن قدرت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ الحاصل جب تک ان کا بھینگا پن نہیں جائیگا ان کو یہ چیزیں شرک ہی نظر آئینگی۔ ہاں اگر کسی روحانی ڈاکٹر سے بھینگا پن درست کرالیا جائے تو سب کچھ ٹھیک نظر آئے گا۔

روحانی ڈاکٹر

میاں عبدالرشید مرحوم نے روحانی گورنر کے عنوان سے ایک واقعہ لکھا ہے۔

یہ واقعہ ۱۹۴۵ء کا ہے قلعہ گوجر سنگھ لاہور اس سڑک پر جو کہ پولیس لائنز کے ساتھ ساتھ چلتی ہے ایک صاحب کا چھوٹا سا مطب تھا مجھے دوستوں نے بتایا کہ وہ (مطب والے) کہتے ہیں اگر کسی نے جناب رسول پاک ﷺ کی خدمت میں درخواست گزارنی ہو تو وہ بتوسط گورنر روحانی پنجاب لکھ کر انہیں دے یہ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے ان دنوں پنجاب متحد تھا ایک روز سہ پہر کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں کچھ دیہاتی مرد عورتیں ان سے حضور ﷺ کی خدمت میں درخواستیں لکھوا رہے تھے کوئی لکھواتا مجھے اتنے روپے چاہئیں کوئی مکان

طلب کرتا کوئی کہتا میرا بیٹا واپس آجائے میری طبیعت نے جوش مارا کہ اتنی بڑی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کی معمولی باتوں کی لیے درخواست دینا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے بلند شایان شان نہیں میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا میں بھی درخواست لکھوں گا انہوں نے کاغذ دیا اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص القابات لکھوائے اس کے بعد وہ دوسرے سائلان کی طرف متوجہ ہو گئے میں نے درخواست لکھ کر ایک طرف رکھ دی وہ لوگ چلے گئے تو میں نے اپنی درخواست پیش کی وہ بزرگ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے مجھ سے بار بار کہتے میاں سوچ لو میاں سوچ لو میں نے عرض کیا ہاں خوب سوچ سمجھ کر درخواست لکھی ہے میں نے پھر پوچھا کیا درخواست منظور ہو جائے گی؟ وہ بولے بھلا ایسی درخواستیں بھی منظور نہیں ہوتیں۔ (درخواست یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے عشق سے نوازیں)۔شام ہونے کے قریب تھی وہ کہنے لگے چلو داتا صاحب چلتے ہیں وہاں دعاء مانگیں گے میں نے انکار کر دیا اور کہا وہاں لوگ شرک کرتے ہیں اور میری طبیعت منغض ہوتی ہے وجہ یہ تھی کہ میں نے سات سال

کی عمر سے سترہ ۱۷ سال کی عمر کا زمانہ اہل حدیثوں کے زیر اثر گزارا تھا انہوں نے اصرار کیا میں انکار پر قائم رہا آخر اس بات پر فیصلہ ہوگیا کہ حضرت کے مزار شریف کے جنوب کی جانب سے جو سڑک گزرتی ہے میں اس پر کھڑا ہوکر دعاء مانگ لوں اندر نہ جاؤں۔ چند دنوں بعد پھر ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا میاں وہ تمہاری درخواست منظور ہوگئی ہے میں نے دل میں کہا اثر ظاہر ہوگا تو مانوں گا مطالعہ کی عادت تھی جو سامنے آتا پڑھ جاتا درخواست گزارنے کے بعد مطالعہ کی سمت اسلامی علوم کی طرف متعین ہوگئی افکار میں نکھار پیدا ہوا ذہن میں روشنی پیدا ہوئی ابتدائی ایام کے چند اشعار ملاحظہ فرما ہوں:

غم کہاں اب کہ تیری الفت کا
میرے دل میں چراغ روشن ہے
عشق کی روشنی کو کیا لکھوں
دل تو دل دماغ روشن ہے

(تصوف، ایمان کے موتی، ص ۱۳۱)

پھر یہی میاں عبد الرشید صاحب ہیں کہ جب روحانی

معالج سے علاج کرایا اور نظر درست ہوگئی تو دین کی وہ خدمت کی کہ پورے معاشرے کو سیراب کر دیا۔

میرے عزیز اگر آپ کو کوئی روحانی معالج میسر نہ ہو تو مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کر لیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت بڑی امید ہے کہ نظر درست ہو جائے گی وہ کتابیں یہ ہیں:

(۱) آبِ کوثر

(۲) عظمت نام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) توحید اور فرقہ بندی

(۴) مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۵) عطاءِ حق

تیسری وجہ:

تیسری وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهٖ وَتَلَاوَةِ الْقُرْآنِ.

(جامع صغیر)

یعنی اے میری اُمت اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تربیت دو:

(۱) اپنے نبی کی محبت سکھاؤ

(۲) نبی پاک کی اہل بیت کی محبت سکھاؤ

(۳) اولاد کو قرآن پاک پڑھاؤ

بارہ سو سال تک امت اس پر عمل پیرا رہی کہ سب سے پہلے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی محبت کی تعلیم دی جاتی رہی تا کہ بچوں کے نوخیز ذہنوں میں محبت و عظمت مصطفٰے ﷺ نقش ہو جائے۔

دوسرے نمبر پر نبی کریم ﷺ کی اہلبیت کی محبت کی تعلیم دی جاتی۔

تیسرے نمبر پر قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی لیکن شومئی قسمت کہ کچھ سال سے یہ انداز بدل دیا گیا ہے اب بچوں کو سب سے پہلے قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اور کافروں اور بتوں کے حق میں نازل شدہ آیات مبارکہ کو نبیوں ولیوں پر چسپاں کر کے ان کو نکمے ناکارے ثابت کیا جاتا ہے اور اسی کا شاخسانہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ

کسی چیز کا مختار نہیں اور جب بچوں کے نوخیز ذہنوں میں یہی کچھ بھر دیا جائے تو کیا وہ نبیوں ولیوں کی عظمت کو دیکھ سکیں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ ساری زندگی منبروں پر بیٹھ کر اس کا پرچار کریں گے کہ ولی اور نبی کچھ نہیں کر سکتے اور آیات مبارکہ پڑھیں گے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (النحل: ۲۰)

اور اس کو وہ نبیوں ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں حالانکہ من دون اللہ اور ہیں اولیاء اللہ اور ہیں من دون اللہ تو نکھے ناکارے بت ہیں اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی طاقتیں عطا کی ہیں جو کہ آپ اسی کتاب خلیفۃ اللہ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

واقعہ

ایک ڈاکٹر صاحب نے واقعہ سنایا کہ میرے بھائی کی شادی سرسید ٹاؤن فیصل آباد میں ہوئی تو بعد میں ان لوگوں نے ہماری دعوت کی اتفاق سے جمعہ کا دن تھا ہم ان کے گھر گئے بیٹھے تو احباب نے کہا چونکہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے لہٰذا پہلے جمعہ پڑھ آئیں پھر کھانا کھائیں گے ہم ایک قریب مسجد میں جا کر بیٹھ گئے

اور جب خطیب صاحب آئے منبر پر بیٹھے تو آیت پاک پڑھی:
﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ﴾ اور اس کا ترجمہ اس خطیب نے اس انداز میں کیا جیسے اللہ تعالیٰ کسی دشمن کو خطاب کر رہا ہے۔ ہم بڑے پریشان ہوئے کہ ہم کہاں پھنس گئے اور جب جمعہ ختم ہوا اور لوگ خطیب صاحب سے مصافحہ کرنے کے لیے آگے بڑھے تو میں بھی آگے بڑھا میری باری آئی تو میں نے مصافحہ کرتے ہوئے خطیب سے پوچھا مولوی صاحب تیرا نام کیا ہے وہ بولا اے بدتمیز تجھے بولنے کی تمیز نہیں؟ پھر میں نے کہا تیرا گھر کہاں ہے وہ پھر بڑبڑایا میں نے تیسرا سوال کر دیا کہ تیرے لڑکے کتنے ہیں؟ پھر وہ اور بھڑکا اور ساتھ ہی اس کے حواری بھی بولے اے! تجھے بولنے کی تمیز نہیں؟ میں نے کہا یہ ٹکے کا مولوی ہے میں نے اسے آپ کی بجائے تو کہہ دیا تو تم سب کا مزاج بگڑ گیا تو اللہ تعالیٰ نے جس حبیب کی خاطر سب کچھ بنایا ہے اس کی کوئی عزت نہیں؟ یہ سن کر کچھ نمازی تو سمجھ گئے لیکن جن پر بے ادبی کا رنگ چڑھا ہوا تھا وہ کب سمجھتے پھر وہ خطیب بڑبڑاتا ہوا مسجد سے نکل گیا اور یہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ بچوں کو سب سے پہلے قرآن

کی تعلیم دی جاتی ہے اور کافروں بتوں والی آیات مبارکہ ذہن نشین کرادی جاتی ہیں تو ایسے بچے پڑھ پڑھا کر منبروں پر بیٹھ کر عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کے درپئے رہتے ہیں جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے نزدیک نوجوان منبروں پر بیٹھ کر میری شان کو گھٹائیں گے اللہ تعالیٰ سب مسلمان بھائیوں کو ایسوں سے بچے رہنے کی توفیق عطا فرمائے نہ ایسوں کی سنیں نہ اپنے ایمان خراب کریں۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم.

تنبیہ

ولیوں نبیوں کے تصرفات و اختیارات کے متعلق اکابر یعنی سیدنا غوث اعظم جیلانی امام الاولیاء حضور داتا گنج بخش نیز سیدنا سید معین الدین غریب نواز اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں کتاب ''توحید اور فرقہ بندی'' میں جن کے پڑھنے سے سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور نبیوں ولیوں کی توحید نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین

فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ ولاحبابہ
مفتی آباد کھڑیانوالہ فیصل آباد

مصنف کی دیگر تصانیف

تحریک تبلیغ الاسلام (انٹرنیشنل)

[illegible] 54 [illegible] فیصل آباد

فون: +92-41-2602292 www.tablighulislam.com